ادبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہی حقیقت ایمان ہے

شاہد رضا

ایل ایل بی، ایم ایس سی، ایم فل اسلامیات

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمِ

آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ دونوں جہانوں اور جن وانس کے سردار ہیں۔

اور عرب و عجم کے دونوں گروہوں کے آقا و مولیٰ ہیں۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحَمِ

وہ ایسے محبوب ﷺ ہیں۔ جن کی شفاعت کی (دنیا وآخرت میں)

کربناک مصائب وآلام میں سے پڑنے والی ہر مصیبت میں امید کی گئی ہے۔

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمِ

حضور نبی اکرم ﷺ جمال صورت اور کمال سیرت میں تمام انبیاء پر بلند و بالا ہیں اور

وہ (یعنی انبیاء کرام علیہم السلام) نہ آپ ﷺ کے علمی مرتبہ تک پہنچ سکے

اور نہ آپ ﷺ کے کرم وسخاوت کے (مثل) ہو سکے۔☆

☆۔از قصیدہ بردہ (المعروف) جس کا نام قصیدہ الکواکب الدریہ فی مدح خیر البریۃ ہے۔

نام۔شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن حماد بن محسن بن عبد اللہ البوصیریؒ ہے جو کہ مصر کے ایک صوفی شاعر تھے۔(1211ء میں بوصیری گاؤں میں پیدا ہوئے اور 1294ء میں اسکندریہ میں آپ کا وصال ہوا، امام شافعیؒ کے قرب میں مدفون ہیں)

امام بوصیریؒ فالج (Stroke) کے مرض میں مبتلا تھے۔بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں آپ نے دادرسی کے لئے یہ قصیدہ تحریر فرمایا۔اُسی شب امام بوصیریؒ کو خواب میں حضور پاک ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے امام بوصیری کو اپنی کملی (چادر) عطا فرمائی۔اس لیے یہ قصیدہ ''قصیدہ بردہ'' کے نام سے مشہور ہوا ''عربی میں بردہ'' چادر کو ہی کہتے ہیں۔جس میں 162 اشعار ہیں۔امام بوصیری بیدار ہوئے تو کملی (چادر) آپ کے جسم پر موجود تھی اور آپ فالج (Stroke) کے مرض سے مکمل طور پر صحتیاب ہو چکے تھے۔

Marfat.com

Marfat.com

0321-4225250

ادبِ مصطفیٰ ﷺ

ہی حقیقت ایمان ہے

شاہد رضا

ایل ایل بی پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ایم فل اسلامیات، منہاج یونیورسٹی، لاہور

ایم ایس سی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں﴾

۱۴۴۹۵۶

نام کتاب : ادبِ مصطفیٰ ﷺ ہی حقیقتِ ایمان ہے

مصنف : شاہد رضا

رابطہ نمبر : 0321- 4225250

قانونی مشیر : قاصد رضا ایڈووکیٹ، محمد طاہر اعجاز ایڈووکیٹ

اشاعت اول : 2016ء

صفحات : 250

تعداد : ایک ہزار

قیمت : -\300روپے

کمپوزنگ : ارشد عمران 0342-2076463

میل Email:shahidrazapak@gmail.com

ملنے کا پتہ :علم وعرفان پبلشرز الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور

042-352332-37232336

منہاج القرآن پبلشرز 365 ایم ماڈل ٹاون لاہور

042-35169111-3,111-140-140

ضیاالقرآن پبلشرز، اردو بازار، لاہور

042-37221953

Marfat.com

﴾انتساب﴿

والدین کے نام

جنہوں نے اپنی اولاد کو علم کی روشنی

سے آشنا کرایا

اور

تربیت کے لحاظ سے دوسروں کے ساتھ

ادب سے پیش آنا سکھایا۔

شاهد رضا

Marfat.com

Marfat.com

عنوانات

فہرست ۷

آغازِ سخن ۱۷

باب اول: ادب کیا ہے؟ ۲۱

۱ ادب کا لغوی مفہوم ۲۱

۲ امام غزالیؒ کے نزدیک ادب ۲۲

۳ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نزدیک ۲۲

۴ شیخ ابونصر سراجؒ کے نزدیک ادب ۲۲

۵ ابوزید انصاریؒ کے نزدیک ادب ۲۲

۶ علامہ خفاجیؒ کے نزدیک ۲۲

۷ علامہ بدرالدین عینیؒ کے نزدیک ۲۳

۸ تین خصلتوں کے ہوتے ہوئے انسان اجنبی نہیں ۲۷

۹ ادب کی اہمیت ۲۸

۱۰ ادب حکم پر مقدم ہے یا حکم ادب پر؟ ۳۰

۱۱ محبت اور ادب میں تعلق ۳۲

۱۲ محبت کی اقسام ۳۳

باب دوم: آدابِ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ خدا ۳۴

۱ عزت و توقیر کا حکم ۳۷

۲ حضورِ اکرم ﷺ کو نام سے پکارنے کی ممانعت ۳۸

۳ پہلے انبیائے کرام کو نام لے کر خطاب فرمایا ۴۳

۴ آپ ﷺ کے حضور کلام میں تقدم اور بلند آوازی حرام ہے ۴۷

Marfat.com

۵	رسول اللہ ﷺ سے سبقت کی ممانعت	۴۹
۶	۲۔ادب رسول ﷺ میں خوف خدا کو ملحوظ رکھنا	۴۹
۷	۳۔نبی ﷺ کو اونچی آواز سے پکارنے کی ممانعت	۵۰
۸	۴۔حضور ﷺ سے بے تکلفی کی ممانعت	۵۲
۹	۵۔اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے نیچا رکھنے کا حکم	۵۲
۱۰	۶۔حضور ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارنے کی ممانعت	۵۳
۱۱	اکثرھم لایعقلون کی تفسیر	۵۴
۱۲	بے ادبی کی قباحت اور محاسن آداب کی تعلیم	۵۵
۱۳	۷۔حضور ﷺ کے انتظار میں صبر کرنے کا حکم	۵۵
۱۴	حبط اعمال کی اقسام	۵۶
۱۵	حبط اعمال بسبب کفر	۵۷
۱۶	بے ادبی و گستاخی کا درجہ	۵۸
۱۷	ادبِ مصطفیٰ ﷺ اعمال پر مقدم ہے	۵۸
۱۸	ان تحبط اعمالکم کا فلسفہ	۶۱
۱۹	توبہ کی تلقین	۶۲
۲۰	گناہ کی اقسام	۶۲
۲۰۱	توبہ کی شرائط	۶۳
۲۱۲	توبہ کے درجات	۶۳
۲۲	وانتم لاتشعرون کا فلسفہ	۶۴
۲۴	بارگاہ رسالت مآب میں الفاظ کا انتخاب	۶۵
۲۵	ادب مصطفیٰ ﷺ کے حامل کی جزاء	۶۶

Marfat.com

۲۶ ادب رسول ﷺ کے ثمرات	۶۷
۲۷ سابقہ انبیاء کا ادب واحترام	۷۵
۲۸ شعائراللہ کیا ہیں؟	۸۶
۲۹ شائراللہ کا ادب	۸۷
۳۰ مقدس مقامات کا ادب	۸۹
۳۱ کاشانہ نبوی ﷺ میں داخلے کے آداب	۹۳
۳۲ ۵۔زیارت قبرانور کے آداب	۹۴
۳۳ اہل بیت اطہار کے آداب	۹۶
۳۴ ازواج مطہرات کا ادب	۹۷
۳۵ محبوب کی پسند دراصل محبّ کی پسند ہوتی ہے	۹۸
۳۶ ''یا محمد ﷺ'' کہہ کر پکارنے کی شرعی حیثیت	۱۰۵
۳۷ گستاخ و بے ادب رسول ﷺ کی علامات	۱۰۵
۳۸ حضوراکرم ﷺ کی بے ادبی کی مذمت	۱۰۶
۳۹ آداب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے لیے الفاظ کا چناؤ	۱۰۷
۴۰ بارگاہِ رسالت کی بے ادبی کی سزا	۱۰۸
۴۱ بارگاہ رسالت کے ادب واحترام کوشرک قرار دینے کی مذمت	۱۰۹
باب سوم: صحابہ کرامؓ کا بارگاہ رسالت میں ادب	۱۱۳
۱ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب	۱۱۳
۲ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کا اپنے باپ کو بے ادبی رسول ﷺ پر طمانچہ	۱۱۴
۳ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے منبر رسول اللہ ﷺ پر بیٹھنا خلاف ادب سمجھا	۱۱۵
۴ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں امامت کی جگہ چھوڑنا	۱۱۵

Marfat.com

۵ ادب مصطفیٰ ﷺ میں صحابہ کرام کا تعظیماً کھڑے رہنا ۱۱۷
۶ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا محبوب ﷺ کی بھوک کے لیے بندوبست کرنا ۱۱۸
۷ محبوب ﷺ کا ذکر بھی ادب ہے ۱۱۹
۸ محبوب ﷺ کے وضو کے پانی کو زمین پر نہ گرنے دینا ادب ۱۲۰
۹ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں غار کو صاف کرنا ۱۲۱
۱۰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اہل بیت کا ادب ۱۲۲
۱۱ غزوہ احد میں صحابیہ کا اپنے شہدا سے قبل دیدار مصطفیٰ کرنا ۱۲۳
۱۲ ادب رسول میں چہرہ مصطفیٰ آنکھ بھر کر دیکھ نہ سکے ۱۲۳
۱۳ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول ﷺ ۱۲۴
۱۴ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حجر اسود کو ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں بوسہ دینا ۱۲۵
۱۵ حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا کو زوجیت حسین میں دینا اہل بیت کا ادب ۱۲۶
۱۶ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا اہل بیت کا ادب کرنا ۱۲۶
۱۷ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا طواف کعبہ نہ کرنا ادب ہے ۱۲۷
۱۸ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا داہنے ہاتھ کا ادب ۱۲۷
۱۹ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول ﷺ ۱۲۹
۲۰ حضور ﷺ کے دفاع میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ادب ۱۳۲
۲۱ موئے مبارک سیف اللہ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) کی ٹوپی میں ۱۳۴
۲۲ صحابہ کرام کا موئے مبارک میں ادب ۱۳۵
۲۳ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول ۱۳۷
۲۴ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھنا ۱۳۷
۲۵ کمان کو بے وضو نہ چھونا ۱۳۸

Marfat.com

۲۶ منبر نبی ﷺ کے قریب کھڑے ہو کر جھوٹی قسم کھانے پر سزا ۱۳۸

۲۷ صحابہ کرام ؓ کا دست مصطفیٰ ﷺ اور قدمین شریفین کو بوسہ دے کر ادب کرنا ۱۳۸

۲۸ حضور ﷺ کے ناخن مبارک کا ادب ۱۳۹

۲۹ پسینہ مبارک کا ادب اور حصول برکت ۱۴۰

۳۰ ادب مصطفیٰ ﷺ پر عروہ بن مسعود کا تعجب ۱۴۱

۳۱ گفتگوئے مصطفیٰ ﷺ پر کامل سکوت ۱۴۱

۳۲ حضور اکرم ﷺ کا حضرت عثمان غنی ؓ پر اعتماد ۱۴۲

۳۳ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا عمر کے بتانے پر ادب ۱۴۳

۳۴ حضرت قباث بن اشیم ؓ کا ادب رسول ﷺ ۱۴۳

۳۵ حضرت عباس بن عبد المطلب ؓ کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کا ادب ۱۴۴

۳۶ حضرت براء بن عازب ؓ کا طریق ادب رسول ﷺ ۱۴۵

۳۷ حضرت ابو ہریرہ ؓ کا ادب رسول ﷺ ۱۴۶

۳۸ حضرت اسلع بن شریک ؓ کا ادب رسول ﷺ ۱۴۷

۳۹ حضرت ابو محذورہ ؓ کا ادب رسول ﷺ میں بالوں کا نہ کاٹنا ۱۴۸

۴۰ حضرت امیر معاویہ ؓ کا ادب رسول ﷺ ۱۴۹

۴۱ حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ کا نشست مصطفیٰ ﷺ کا ادب کرنا ۱۴۹

۴۲ زیارت مدینہ میں قبر النبی ﷺ کی نیت کرنا ادب مصطفیٰ ہے ۱۵۱

۴۳ رشید احمد گنگوہی کا موقف ۱۵۱

۴۴ حضرت حسن بصری کا قبر انور پر حاضری ۱۵۱

۴۵ دیوار میں میخ گاڑنے پر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تہدیدی حکم ۱۵۲

۴۶ مسجد نبوی میں بلند آواز پر حضرت عمر فاروق ؓ کا تعزیری حکم ۱۵۳

Marfat.com

۴۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کواڑ شہر سے باہر بنانے کا (کاریگر) کو حکم	۱۵۴
۴۸	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب	۱۵۴
۴۹	صحابیِ رسول کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں انگوٹھی کا نہ اٹھانا	۱۵۵
۵۰	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ	۱۵۸
۵۱	حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا عروہ بن مسعود ثقفی کے ہاتھوں کا روکنا	۱۵۷
۵۲	عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نماز پڑھاتے ہوئے ادب مصطفیٰ ﷺ میں ہٹنا	۱۵۷
۵۳	جن کا ادب مصطفیٰ میں راستہ سے ہٹ جانا	۱۵۸
۵۴	حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ	۱۵۸
۵۵	رسول ﷺ سے پہل کرنا بے ادبی ہے	۱۵۹
۵۶	حضرت سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ	۱۶۱
۵۷	حضرت سیدنا ابودجانہ رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ میں تیروں کو روکنا	۱۶۳
۵۸	حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ الجبلی رضی اللہ عنہ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ	۱۶۳
۵۹	یحییٰ بن حارث زماری رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں ہاتھ کو بوسہ دینا	۱۶۳
۶۰	حضرت سیدنا خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا ادب	۱۶۴
۶۱	حضرت سیدنا ... رضی اللہ عنہ کا پیالہ مصطفیٰ ﷺ کا ادب	۱۶۵
۶۲	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورانِ اذان نام محمد ﷺ پر انگوٹھوں کا چومنا	۱۶۵
۶۳	حضرت سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کا حضور اکرم کے پکارے ہوئے نام کا ادب	۱۶۵
۶۴	حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیعت کے وقت ہاتھ کا ادب	۱۶۶
۶۵	حضور اکرم ﷺ کی سواری کے نشانات کا ادب	۱۶۶
۶۶	حضرت سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں خون کا چوسنا	۱۶۷
۶۷	حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں مشکیزہ کے دھانے کو محفوظ کرنا	۱۶۸

Marfat.com

۶۸	مشکیزہ کے دھانے کا ادب	۱۶۸
۶۹	حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول اللہ ﷺ	۱۶۹
۷۰	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بالوں کا ادب کرنا	۱۶۹
۷۱	حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کے بستر اور تہمند کا احترام کرنا	۱۷۰
۷۲	حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کا حدیث رسول ﷺ کا ادب	۱۷۰
۷۳	صلح حدیبیہ پر کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب	۱۷۰
۷۴	حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ حدیث بیان کرتے ہوئے ادب بجالاتے	۱۷۱
۷۵	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ادب	۱۷۲
۷۶	حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں دانتوں کا توڑنا	۱۷۲
۷۷	عرب کے بدوؤں کا مدینے کی کنکریوں کا ادب کرنا۔	۱۷۳
۷۸	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضور اکرم ﷺ کے نعلین کا ادب	۱۷۳
۷۹	حضور ﷺ کے پیالے کی حفاظت کا خصوصی اہتمام	۱۷۴
۸۰	نعلین مبارک سے تبرک	۱۷۴
۸۱	آثار رسول ﷺ کی بے ادبی کی سزا	۱۷۵
۸۲	آپ ﷺ کے نام مبارک کا ادب کافر بھی کرتے تھے	۱۷۶
۸۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نماز عصر کے قضا ہونے پر ادبِ مصطفیٰ ﷺ	۱۷۷
۸۴	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں بلند آواز پر منع کرنا	۱۷۸
۸۵	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کی سزا	۱۷۹
	باب چہارم: آئمہ کرام کا ادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ	۱۸۷
۱	امام ابوحنیفہ کا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے نسبت کا ادب	۱۸۷
۲	امام ابوحنیفہؒ کا دورانِ وعظ اہل بیت کے بچے کے لیے ادبا کھڑے ہونا	۱۸۷

Marfat.com

۳	حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قبر انور پر حاضری کے آداب میں فرمایا	۱۸۷
۴	حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور محبت اہل بیت	۱۸۸
۵	امام باقرؒ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ادب کی نگاہ میں دیکھنا	۱۸۸
۶	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا حدیث کے بیان کرنے میں ادب	۱۸۹
۷	امام شافعیؒ کا حدیث کو مقدم رکھنا	۱۸۹
۸	حضرت امام شافعیؒ اور محبت اہل بیت نبوت	۱۹۰
۹	امام احمد بن حنبلؒ کا پچھنا لگوانے کی مزدوری ادا کرنا	۱۹۰
۱۰	امام احمد بن حنبلؒ کا سُنت نبوی کے ادب میں کنیز خریدنا	۱۹۰
۱۱	حضرت امام مالکؒ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں سواری پر نہ بیٹھنا	۱۹۱
۱۲	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول اللہ ﷺ	۱۹۲
۱۳	امام مالکؒ کا ادب حدیثِ رسول ﷺ میں بچھو کے کاٹنے پر صبر	۱۹۲
۱۴	امام مالکؒ کا دیوار کو بوسہ دینا	۱۹۳
۱۵	امام مالکؒ کا خلیفہ ابوجعفر کو مسجد نبوی میں بلند آواز کرنے پر منع کرنا	۱۹۳
۱۶	امام بخاریؒ کا طریق ادبِ رسول ﷺ	۱۹۴
۱۷	امام شافعی کا طریقِ ادب رسول ﷺ	۱۹۴
۱۸	حضرت شیخ کبیر سید احمد رفائیؒ	۱۹۵
۱۹	حضرت علامہ جامیؒ کا مدینہ کی سرزمین پر پیشاب و پاخانہ نہ کرنا	۱۹۷
۲۰	حضرت سیدنا ابو یوسفؒ نے ایک شخص کو کدو کو ناپسند کہنے پر قتل کا حکم	۱۹۷
۲۱	حضرت امام ابن قیم الجوزیؒ کا مدینہ منورہ میں سواری نہ کرنا	۱۹۹
۲۲	حضرت الشیخ عمر النسائی موصلیؒ کا ادب مُصطفی ﷺ میں عمل	۱۹۹
۲۳	حضرت شیخ احمد مجد شیبانیؒ کا ادب مصطفیٰ ﷺ	۲۰۰

Marfat.com

۲۴	حضرت شیخ ابوالحسنین بن سمعونؒ کا ادبِ مصطفیٰ میں خاموش ہونا	۲۰۱
۲۵	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ	۲۰۲
۲۶	حضرت بایزید بسطامیؒ کا ادبِ مصطفیٰ میں الگ سفر کرنا	۲۰۲
۲۷	حضرت بایزید بسطامیؒ کا ادبِ مصطفیٰ میں خربوزہ نہ کھانا	۲۰۳
۲۸	ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی شخصیت سراپا ادب	۲۰۳
۲۹	ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں عمر کا زیادہ نہ ہونا	۲۰۶
۳۰	ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ، ادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ پر فرماتے ہیں	۲۰۷
۳۱	سلطان محمود غزنویؒ کا طریق ادبِ رسول ﷺ	۲۰۸

باب پنجم: جانوروں کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب

		۲۱۲
۱	اونٹ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں رونا	۲۱۳
۲	اونٹنی پر دست اقدس پھیرنے سے دودھ میں برکت	۲۱۳
۳	حضور کی بارگاہ میں اونٹنی کا گواہی دینا	۲۱۴
۴	بکریوں کا ادبِ مصطفیٰ میں سجدہ کرنا	۲۱۶
۵	حضور نبی اکرم ﷺ کے ادب میں بکری کا دودھ دینا	۲۱۶
۶	ہرنیوں کا حضور نبی اکرم ﷺ سے شکاری کی شکایت	۲۱۸
۷	حضور نبی اکرم ﷺ کے ادب میں گھوڑے کی رفتار میں تیزی	۲۱۹
۸	آپ ﷺ کی برکت سے دراز گوش کی رفتار میں تیزی	۲۲۰
۹	دراز گوش کا فراق مصطفیٰ میں کنواں میں چھلانگ لگانا	۲۲۱
۱۰	شیر کا غلام مصطفیٰ ﷺ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا ادب	۲۲۲
۱۱	بھیڑیا کا قبول اسلام کے لئے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آنا	۲۲۳
۱۲	بھیڑیے کا حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کرنے کا ادب	۲۲۳

Marfat.com

۱۳	جنگل میں بیل کا ادب مصطفیٰ میں ساکت کھڑے رہنا	۲۲۴
۱۴	پرندوں کے ذریعے موذی جانوروں سے آپ ﷺ کی حفاظت	۲۲۵
۱۵	اونٹ کا ادب مصطفیٰ میں سجدہ کرنا	۲۲۶
۱۶	سرکش اونٹ کا حضور اکرم ﷺ کے ادب میں بیٹھ جانا	۲۲۷
	باب ششم: نباتات، جمادات کا ادب مصطفیٰ ﷺ	۲۳۱
۱	کھجور کے تنے کا بارگاہ مصطفیٰ میں رونا	۲۳۱
۲	درخت کا بارگاہ رسالت میں ادب کے طور پر سایہ (پردہ) کرنا	۲۳۲
۳	درخت کا حضور اکرم ﷺ کے حکم پر بارگاہ میں حاضر ہونا	۲۳۳
۴	کھجور کے گچھے کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہونا	۲۳۷
۵	اُحد پہاڑ کا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں ادب	۲۳۸
۶	حرا پہاڑ کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب	۲۳۹
۷	سفر شام کے دوران درختوں اور پہاڑوں کا ادب بجالانا	۲۳۹
۸	چاند کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں کھیلنا	۲۴۰
۹	ادب مصطفیٰ ﷺ میں سورج کا پلٹنا	۲۴۱
۱۰	بادلوں کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں برسنا	۲۴۱
۱۱	مصادر مراجع	۲۴۵

Marfat.com

﴿آغازِ سُخن﴾

تمام تعریفیں اُس پروردگار عالم کے لئے ہیں۔جس نے کائنات میں مخلوقات کو ایک قانون فطرت کے مطابق خاص نظام زندگی کا پابند بنایا۔جو اپنے اپنے دائرہ کار میں چل رہے ہیں۔جس کو ہم نظام ادب کا نام دیں تو کوئی چیز مانع نہیں ہوگی۔کیونکہ جب نظام صحیح معنوں میں ہوں یعنی اپنے اپنے حقوق وفرائض کو ادا کررہے ہوں تو وہ ادب کا مقام حاصل کرلیتے ہیں۔

اب ہم اگر انسانی زندگی کے شب وروز مثلاً رہن سہن، میل جول اور لین دین دیکھیں تو ان کے اندر عمدہ اصول وضوابط کو آداب کہا جاتا ہے۔ان آداب کی پابندی سے ہی انسان تہذیب یافتہ اور شائستہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔غیر مسلم اقوام نے مذہب ایک جگہ سے حاصل کیا مگر آداب معاشرت روم اور یونان سے حاصل کئے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ یہ ہے وہ مبارک نام، جو ہر روز کروڑوں لبوں پر آتا اور کروڑوں دلوں کو سرور وتازگی سے مالا مال کرتا ہے۔ہمارے یہ لب اور ہمارے یہ دل اسی نام سے ساڑھے چودہ سو سال سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔یہی نہیں بلکہ لبوں اور دلوں کی یہ بہرہ مندی قیامت تک جاری رہنے والی ہے۔

آپ ﷺ نے اسلام کی توسیع واشاعت میں کسریٰ، ہرقل اور دوسرے امراء کی طرف دعوتی خطوط لکھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈیڑھ صدی کے اندر مغرب میں اندلس اور مشرق میں ہندوستان، ترکستان، افغانستان اور شام تک اسلام پھیل گیا۔اور عرب اور چین کے درمیانی ملکوں میں ہر خطے کے رہنے والے جوق درجوق اسلام میں داخل ہوتے گے۔ مصر، تیونس، الجزائر اور مراکش پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ ادب رسول کا جذبہ محبت فرزند پدر و مادر، محبت وطن، محبت مال وجاہ تک کے تمام جذبات پر غالب تھا۔حضور اکرم ﷺ لعاب دہن گراتے تو صحابہ کرام اسے اپنے جسم کا حصہ بنالیتے۔حضور اکرم ﷺ مصروف تکلم ہوتے۔تو ہزاروں حاضرین اسی طرح سکوت

Marfat.com

وسکون میں محو ہو جاتے۔ گویا کسی میں حس وحرکت نہیں۔

اس لیے تو حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ فرماتے ہیں۔

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

حضور اکرم ﷺ جب وضو فرماتے تو آب کو لینے اور منہ پر ملنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر طرف سے ہاتھ پھیلائے تیار رہتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کا کوئی تراشہ ناخن یا موئے مبارک گرتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ادب سے اٹھا کر نہ صرف محفوظ رکر لیتے بلکہ ان سے تبرک اور بطور شفا بھی لیتے تھے۔

آج محبت رسول ﷺ اور ادب رسول ﷺ کا جذبہ سرد پڑ چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان ادبِ رسول ﷺ میں کمزور ہیں جس کی وجہ سے دُنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں۔

ادب رسول ہی مسلمانوں کی روح تھی۔ اسی روح کے بل پر ترقی کے میدان میں وہ تاب دوش اور زورِ پرواز رکھتے تھے۔ جبکہ اس کے برعکس اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس نے ایمان، عبادات، اخلاق اور آداب کے لئے سیرت نبوی ﷺ کو سرچشمہ اور ماخذ قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام وحشی سے وحشی قوموں کے پاس قرآن اور اپنے پیغمبر ﷺ کو لے کر گیا اور ان کو چند روز میں مہذب اور مؤدب اور شائستہ اقوام کی صف میں لا کھڑا کیا۔

آج دور حاضر کے مسلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ دعوی تو سچے مسلمان ہونے اور سچے امتی ہونے کا کرتے ہیں مگر ان کے شب و روز کے اعمال میں مغربی چال چلن کا پرتو نظر آتا ہے۔ افسوس ہے آج کے اس مسلمان پر کہ وہ اپنے آقا ﷺ کی اتباع کرنے میں احساس کمتری کا شکار ہے اور وہ اہل دنیا کی نظروں میں سرخروئی و کامیابی اور داد حاصل کرنے کا شیدائی نظر آتا ہے۔

پس ہمیں بھی چاہیے کہ آداب زندگی سے اپنے اعمال واحوال کو زینت بخشیں۔ یہ بات

Marfat.com

ہر وقت ہمارے ذہن میں ہونی چاہئے کہ بے ادبی و گستاخی ذلت و رسوائی کا موجب بنتی ہے اور خاص کر آقائے دوجہاں ﷺ کی معاذ اللہ بے ادبی و گستاخی اور آپ ﷺ کی شان میں تنقید اعمال کے ضیاع کا سبب بنتی ہے۔

آج اس امر کی بھی اشد ضرورت ہے کہ صحابہ کرامؓ اور صلحائے امت کے تذکرے عام کیے جائیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو حضور ﷺ کے عشق اور ادب میں گزارا تاکہ ان کی انہی اداؤں کو ہم اپنے لئے نمونہ بنا سکیں۔

اہلِ علم سے ان الفاظ کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ دورانِ مطالعہ اس سے بہتر حوالہ ان کے پاس ہو تو اس سگِ مدینہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ نئے ایڈیشن میں اصلاح اور اضافہ کیا جاسکے اور میں شکر گزار ہوں برادرم عمر خطاب صاحب کا کہ جنہوں نے کتاب کی طباعت میں تعاون کیا۔

آخر پر میں والدین اور اساتذہ کرام کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے علم کی روشنی سے نوازا۔ اپنی شریک حیات مسز سلمہ ناز، نور العین (بیٹی)، شہیر احمد (بیٹا) جو کہ میرے گھر کی رونق ہیں کا بھی شکر گزار ہوں۔

ان کے علاوہ برادرم حافظ ذوالفقار احمد جن کی علمی معاونت اور خلوص شامل رہا اور برادرم ارشد عمران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے کمپوزنگ میں تعاون کیا۔ جس سے یہ کتاب آج آپ کے زیرِ مطالعہ ہے۔

دُعا کو ہاتھ جب اٹھیں تو بس اتنی گزارش ہے
کروجب یاد اپنوں کو تو رضا کو یاد کرلینا

شاهد رضا

۱۷ جون، ۲۰۱۶ء

Marfat.com

Marfat.com

بابِ اول

ادب کیا ہے؟

ادب کا لغوی معنی مفہوم

۱۔فیروز للغات

میں ''ادب'' کی تعریف یوں کی گئی ہے

میں ''ادب'' جس کا مطلب ہے شائستہ ہونا، مہذب ہونا۔(۱)

۲۔القاموس الجدید

القاموس الجدید میں ''أَدَبَ'' سے ہے جس کی جمع آداب ہے اور اس کا مطلب واجب الاحترام اور اخلاق طیبہ یعنی احترام کو اپنے اوپر واجب کر لینا اور اچھے اخلاق مراد ہیں۔ القاموس الجدید کے مطابق آداب بجا لانے سے مراد واجبات کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہونا ہے۔(۲)

۳۔المنجد

وہ اخلاقی ملکہ جو انسان کو ہر ناشائستہ بات سے باز رکھے۔(۳)

لسان العرب اور تاج العروس کے نزدیک ادب

الذی یتادب بہ الادیب من الناس ،سمیی ادبا لانہ یادِب الناس الی المحامد، و ینھاھم عن المقابح واصل الادب الدُعا (۴)

أَدَبَــــا ادیب لوگوں سے ادب سکھاتا ہے ادب انسان کو اچھائیوں کی تعلیم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ادب کی اصل دعا ہے۔

Marfat.com

امام غزالی کے نزدیک ادب کی تعریف

ادب سے مراد اطاعت و تعظیم و تکریم ہے۔(۵)

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے نزدیک

آپ کے نزدیک بادشاہ عادل، دیندار، بزرگ اور والدین کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا ادب ہے۔ جس طرح حضور اکرم ﷺ کے ادب کی خاطر حضرت فاطمہؓ کھڑی ہو جایا کرتی تھیں۔(۶)

شیخ ابونصر سراج کے نزدیک ادب

شیخ ابونصر سراج کتاب اللمع فی التصوف میں لکھتے ہیں کہ ابوالعباس بن عطا سے پوچھا گیا کہ ادب کی ماہیت کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

''پسندیدہ امور پر قائم رہنا'' پوچھا گیا پسندیدہ امور کیا ہیں؟ تو جواب دیا ''تو ظاہری اور باطنی طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو معاملہ بھی طے کرے اسے ادب کے ساتھ انجام دے اگر تم ایسا کرو گے تو ادیب کہلاؤ گے۔'' صوفیاء کے نزدیک زکوۃ کا ادب یہ ہے کہ کچھ اپنے آقا و مولا کی راہ میں لٹا دیا جائے۔(۷)

ابوزید انصاری کے نزدیک ادب

اس پسندیدہ کاوش کو ادب کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان کو کسی قسم کی فضیلت حاصل ہو جائے۔ توشیح میں لکھا ہے کہ جس قول یا فعل کی تعریف کی جائے وہ ادب ہے۔ اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا یا اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے۔

علامہ خفاجی کے نزدیک

لغت میں حسن اخلاق اور مکارم افعال کو ادب کہتے ہیں اور علوم عربیہ پر ادب کا اطلاق کرنا متاخرین کی اصطلاح ہے۔(۸)

۱۴۸۹۵۶

Marfat.com

علامہ بدرالدین عینی کے نزدیک

ابو محمد نے کتاب الواعی میں لکھا ہے ادب کو اس لئے ادب کہتے ہیں کہ وہ محامد کی طرف دعوت دیتا ہے جوہری نے کہا ادب کی دو قسمیں ہیں ادب النفس اور ادب الدارس، ابوزید سے منقول ہے "ادب ہر اس مستحسن ریاضت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کی کوئی فضیلت حاصل ہو سکے" ایک قول میں یہ ہے کہ جس چیز کی قولاً و فعلاً تعریف کی جائے وہ ادب ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق مکارم اخلاق کو حاصل کرنا ادب ہے۔ ایک تیسرے قول کے مطابق امور مستحسنہ کو جاننا ادب ہے اور ایک اور قول کے مطابق اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا اور اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے۔(۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰیO ﴿سورۃ النجم ۵۳:۱۷﴾

اُن کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو تکنا تھا اسی پر جمی رہی)

کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد بارگاہ رب العزت کے آداب کا لحاظ رکھنا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَO

﴿سورۃ التحریم ۶۶:۶﴾

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت مزاج طاقتور فرشتے (مقرر) ہیں جو کسی بھی امر میں جس کا وہ انہیں حکم دیتا ہے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام انجام دیتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہےO

ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے۔

کہ انہیں عقل مند اور سمجھدار بناؤ اور انہیں ادب سکھاؤ۔

علی بن لاہوری نے کہا کہ ان سے ابوالحسن صفار البصری نے کہا کہ غسام نے ان سے

Marfat.com

بیان کیا کہ عبدالصمد بن النعمان نے ان سے کہا کہ عبدالملک بن الحسین نے عبدالملک بن عمیر سے اور انھوں نے مصعب بن شیبہ سے روایت کی۔

حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

بچے کا اپنے باپ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے، اچھی دایہ مقرر کرے اور اس کا ادب بہتر بنائے۔ حکایت کی جاتی ہے کہ سعید بن المسیب نے فرمایا جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے کیا حقوق ہیں اور اللہ کے اوامر و نواہی پر کاربند نہ رہا تو وہ شخص ادب سے بے بہرہ ہے۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی (۱۰)

استاد ابو علی دقاقؒ نے فرمایا۔

کہ بندہ اللہ کی عبادت کرنے سے جنت تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اللہ کی اطاعت میں ادب بجالانے سے اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے ایسے شخص کو دیکھا جس نے نماز میں اپنا ہاتھ ناک تک لے جانا چاہا۔ مگر اس شخص نے اپنا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے ناک تک نہ جانے دیا۔

استادؒ فرماتے ہیں کہ ابو دقاقؒ کا اشارہ اپنی طرف ہے۔ اس لئے کہ یہ ممکن نہیں کہ انسان اور کے متعلق یہ معلوم کرلے کہ اس نے نماز میں اپنا ہاتھ پکڑ لیا ہے۔

استاد ابو علیؒ کسی چیز کے ساتھ سہارا نہ لگایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ مجمع کے اندر تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے سہارے کے لئے کوئی چیز نہیں۔ میں نے آپ کی پیٹھ کے پیچھے تکیہ رکھنا چاہا مگر آپ تکیہ سے تھوڑا ہٹ گئے۔ مجھے خیال ہوا کہ شاید آپ اس لئے ہٹ گئے کہ تکیہ کے اوپر کوئی کپڑا یا جائے نماز نہیں ہے۔ تو آپ نے خود ہی فرمایا کہ میں تکیہ لگانا نہیں چاہتا۔ اس کے

Marfat.com

بعد جب میں نے حالت پر غور کیا تو دیکھا کہ آپ کسی چیز کا سہارا نہیں لیتے۔

ابو حاتم السجستانی نے کہا کہ ابونصر السراج نے کہا کہ احمد بن محمد البصری نے بیان کیا کہ الجلاجلی البصری فرماتے تھے کہ: توحید ایسا موجب ہے جس سے ایمان (بالرسالہ) واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا جس کا ایمان نہیں۔ اس کی توحید بھی نہیں۔ اور ایمان ایسا موجب ہے جو شریعت کو واجب قرار دیتا ہے۔ لہذا جس کی شریعت نہیں اس کا نہ ایمان ہے نہ توحید اور شریعت ایسا موجب ہے جس سے ادب واجب ہوتا ہے۔ لہذا جس کے پاس ادب نہیں۔ اس کی نہ شریعت ہے نہ ایمان اور نہ توحید۔

ابن عطاء کہتے ہیں

ادب یہ ہے کہ تو اچھے کاموں پر لگا رہے۔ کسی نے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے فرمایا یہ کہ تو اللہ کے ساتھ ظاہر و باطن میں ادب سے پیش آئے۔ جب تو ایسا ہوگا تو خواہ تو عجمی کیوں نہ ہو۔ ادیب کہلائے گا۔ پھر یہ شعر پڑھا

اذانطقت جاء ت بکل ملاحته

وان سکتت جاء ت بکل ملیح

جب بولتی ہے تو ہر طرح کی نمکین باتیں کرتی ہے اور جب چپ رہتی ہے تو بھی ہر طرح کی ملاحت ظاہر ہوتی ہے۔

محمد بن الحسین نے کہا کہ عبداللہ الرازی نے کہا کہ عبداللہ الجریری فرماتے تھے کہ خلوت میں بیٹھتے وقت میں نے بیس سال اپنے پاؤں نہیں پھیلائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اچھے آداب کا لحاظ رکھنا بہتر ہے۔ استاد ابوعلی دقاق کو فرماتے سنا "جو شخص ادب کا لحاظ رکھے بغیر بادشاہ کی صحبت میں بیٹھے گا تو اس کا لحاظ رکھنا بہتر ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ جو شخص ادب کا لحاظ رکھے بغیر بادشاہ کی صحبت میں بیٹھے گا تو اس کی جہالت اسے قتل کروا دے گی۔

کسی نے ابن سیرین سے پوچھا کہ کون سے آداب بندے کو اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب

Marfat.com

کردیتے ہیں۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو جاننا، اس کی اطاعت گزاری کرنا، خوشی پر اس کا شکریہ ادا کرنا اور مصیبت پر صبر کرنا۔

یحیٰ بن معاذ فرماتے ہیں: جب عارف باللہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کا لحاظ نہ رکھے تو سمجھ لو کہ وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔

استاد ابوعلی دقاقؒ کو فرماتے سنا

ادب کے ترک کردینے سے انسان دھتکارا جاتا ہے۔ لہذا جس نے بساط ادب پر سوء ادبی کی اسے دروازے کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے۔ اور جس نے دروازے پر بے ادبی کی اسے دھکیل کر جانوروں کی دیکھ بھال پر مقرر کردیا جاتا ہے۔

کسی نے حسن بصریؒ سے کہا کہ لوگ علم و ادب حاصل کرنے کی طرف کثرت سے راغب ہورہے ہیں۔ ان میں سے دنیا میں کون سا علم زیادہ نفع رساں ہے اور آخرت میں کون سا علم اللہ تک زیادہ پہنچادینے والا ہے۔ فرمایا: تفقہ فی الدین۔ دنیا سے کنارہ کشی اور یہ جاننا کہ اللہ کا تم پر کیا حق ہے۔

یحیٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ جس نے آداب خداوندی کا لحاظ رکھا وہ ان لوگوں میں سے ہوگیا جن سے اللہ کو محبت ہے۔

سہل فرماتے ہیں: صوفیاء نے اللہ تعالیٰ کے احکام پر کاربند رہنے کے لئے اللہ ہی سے مدد طلب کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے آداب خداوندی پر ثابت قدم رہے ہیں۔

ابن مبارکؒ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''ہمیں زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلہ میں تھوڑا سا ادب حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔''

محمد بن الحسین فرماتے ہیں کہ محمد بن احمد بن سعید نے کہا کہ عباس بن حمزہ نے ان سے بیان کیا کہ احمد بن ابی الحواری فرماتے ہیں۔ کہ ولید بن عقبہ نے بیان کیا کہ ابن مبارک کہتے تھے۔ ہم نے ادب کی تلاش اس وقت کی جب سکھانے والے گزر چکے تھے۔ کہا جاتا ہے

Marfat.com

تین خصلتوں کے ہوتے ہوئے انسان اجنبی نہیں معلوم ہوتا

۱۔مشکوک لوگوں سے کنارہ کشی

۲۔حسن ادب

۳۔کسی کو ایذا نہ پہنچانا

اسی سلسلے میں شیخ ابوعبداللہ مغربیؒ نے ہمیں یہ اشعار سنائے:

یزین الغریب اذاما اغترب ثلاث فمنهن حسن الادب

وثانیه حسن اخلامه وتالثه احتباب الریب

جب کوئی مسافر سفر میں جائے تو تین چیزیں اس کی زینت ہوتی ہے۔

۱۔حسن ادب

۲۔حسن اخلاق

۳۔شکوک اور تہمت کی باتوں سے بچنا

جب ابوحفص بغداد میں آئے۔تو حضرت جنیدؒ نے ان سے کہا: ظاہری حسن وادب باطنی حسن ادب کا آئینہ دار ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: عارف باللہ کے لئے پاس ادب اسی طرح ضروری ہے جس طرح مبتدی کے لئے توبہ۔

ابوحاتم السجستانیؒ کہتے ہیں کہ ابونصر الطوسی السراجؒ فرماتے تھے۔

ادب کے اعتبار سے لوگ تین قسم کے ہیں

۱۔اہل دنیا: ان کے بیشتر آداب۔فصاحت وبلاغت، علوم اور بادشاہوں کے ناموں اور عربوں کے اشعار کا یاد رکھنا ہیں۔

۲۔اہل دین: ان کے بیشتر آداب، ریاضتِ نفس تادیب جوارح حدود اللہ کی محافظت اور ترک الشہوات ہیں۔

Marfat.com

۳۔اہل خصوصیات: ان کے بیشتر آداب دلوں کو پاک رکھنا ،رازہائے الٰہیہ کا لحاظ ،عہد کی وفا، حفظ وقت ،خواطر کی طرف عدم توجہ، طلب اور التجا کے مواقع ،اوقاتِ حضور (بدرگاہ رب العزت) اور قربت کے مقامات پر حسن ادب۔(۱۱)

علامہ بدرالدین عینی حنفیؒ لکھتے ہیں

ابو محمد نے کتاب الواعی میں لکھا ہے ادب کو اس لیے ادب کہتے ہیں کہ وہ محامد کی طرف دعوت دیتا ہے جوہری نے کہا ادت کی دو قسمیں ہیں ادت النفس اور ادت الدرسؒ ابو زید سے منقول ہے۔ **الادب کل ریا ضته محمودة یتخرج بهاالانسان فی فضیلته من الفضائل** ،ادب ہر اس مستحسن ریاضت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو کوئی فضیلت حاصل ہو سکے، ایک قول یہ ہے **الادب استعمال ما یحمدقو لاًوفعلاً** جس چیز کی قولاً وفعلاً تعیف کی جائے وہ ادب ہے ایک قول یہ ہے کہ مکارم اخلاق کو حاصل کرنا ادب ہے ایک قول یہ ہے کہ اُمور مستحسنہ کو جاننا ادب ہے ایک قول یہ ہے کی اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا اور اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے۔(۱۲)

ادب کی اہمیت

ادب کی اہمیت کے سلسلہ میں عقل وخرد اور نظر وفکر کرنے سے پہلے اگر نقلی علوم (قرآن وحدیث) کے ضمن میں دیکھا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ پورے کا پورا قرآن ہی ادب ہے۔

قرآن مقدس میں جابجا اللہ تعالیٰ کا ادب بالخصوص آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کا ادب، سابقہ انبیائے کرام علیھم السلام اور دیگر آداب معاشرت ومعیشت سکھائے گئے ہیں۔جس کا اظہار قرآن میں مختلف مقامات پر اسلوب ادب کے ساتھ کیا گیا ہے۔

قرآن کے اندر رب کائنات نے خود جب ادب کی اہمیت کو واضح کرنا چاہا تو سب سے پہلے اپنے محبوب ﷺ کے آداب کے احکام صادر فرما کر اس بات کی صدا لگادی کہ لوگو جب میں

Marfat.com

خود رب ہو کر اپنے آقا کا ادب واحترام کا خیال کر رہا ہو تو تم کون ہوتے ہو جو میرے محبوب کی شان میں گستاخی و بے ادبی کا ارتکاب کرتے پھرو۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

﴿ سورۃ الحجرات، ۴۹: ۲ ﴾

''اے ایمان والو نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے۔''

اس لیے تو نسیم دہلویؒ نے فرمایا۔

غیرت حُسن سکھا دیتی ہے آدابِ سکوت
دہنِ غنچہ پہ خود قفلِ حیا ہوتا ہے

اسی ادب کی اہمیت کے پیش نظر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

عن ابن مسعود قال رسول اللہ ادبنی ربی فاحسن تادیبی (۱۳)

''مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا۔''

اب ہم اگر انسانی زندگی کے شب و روز کے اعمال میں مثلاً رہن سہن، میل جول اور لین دین دیکھیں تو ان کے اندر عمدہ اصول وضوابط کو آداب کہا جاتا ہے۔ ان آداب کی پابندی سے ہی انسان تہذیب یافتہ اور شائستہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ غیر مسلم اقوام نے مذہب ایک جگہ سے حاصل کیا مگر آداب معاشرت روم اور یونان سے حاصل کئے۔

جبکہ اس کے برعکس اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس نے ایمان، عبادات، اخلاق اور آداب کے لئے سیرت نبوی ﷺ کو سرچشمہ اور ماخذ قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام وحشی سے وحشی قوموں کے پاس قرآن اور اپنے پیغمبر ﷺ کو لے کر گیا اور ان کو چند روز میں مہذب اور مؤدب اور شائستہ اقوام کی صف میں لا کھڑا کیا۔ آج دور حاضر کے مسلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ دعویٰ تو سچے مسلمان ہونے اور سچے امتی ہونے کا کرتے ہیں مگر ان کے شب و روز کے اعمال میں مغربی چال چلن کا پرتو نظر آتا ہے۔ افسوس ہے آج کے اس مسلمان پر کہ وہ اپنے آقا ﷺ کی

Marfat.com

اتباع کرنے میں احساس کمتری کا شکار ہے اور وہ اہل دنیا کی نظروں میں سرخروئی و کامیابی اور داد حاصل کرنے کا شیدائی نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان عالیشان کے مطابق کہ: ''مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا''

پس ہمیں بھی چاہیے کہ آداب زندگی سے اپنے اعمال واحوال کو زینت بخشیں۔ یہ بات ہر وقت ہمارے ذہن میں ہونی چاہئے کہ بے ادبی و گستاخی ذلت و رسوائی کا موجب بنتی ہے اور خاص کر آقائے دو جہاں ﷺ کی معاذ اللہ بے ادبی و گستاخی اور آپ ﷺ کی شان میں تنقیص ''حبط اعمال اور اعمال کے ضیاع'' کا سبب بنتی ہے۔

یہ بات روز ازل سے عیاں ہے کہ جس کو ادب کی توفیق نصیب ہوئی اسے سعادت ملی اور جس کا دامن ادب سے خالی رہا وہ دین و دنیا میں رسوا ہوا۔

اسی ادب کی اہمیت کے پیش نظر ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا تھا:

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں (۱۴)

ادب حکم پر مقدم ہے یا حکم ادب پر؟

صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کے اعتراض پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے رسول اللہ کے الفاظ کاٹنے کے لیے فرمایا؛ حضرت علیؓ نے فرمایا میں ان الفاظ کو کاٹنے والا نہیں ہوں ؛علامہ نووی لکھتے ہیں حضرت علی نے جو کچھ کیا یہ ادب مستحب ہے کیونکہ ان کا گمان یہ تھا کہ نبی ﷺ نے ان الفاظ کو کاٹ دینے کا وجوبی حکم نہیں دیا اور اگر آپ یہ وجوبی حکم دیتے تو حضرت علیؓ سے آپ کی حکم عدولی ممکن نہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کے قول کو برقرار رکھا اور اس سے یہ مسلہ معلوم ہوا کہ اگر کتابت کی غلطی سے محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم لکھا گیا یعنی لکھنا کچھ اور چاہے تھا اور لکھا یہ لفظ تو اس لفظ کو کاٹنا جائز ہے بعض علما کہتے ہیں الامر فوق الادب یعنی حکم ادب پر مقدم ہے جیسا کہ

Marfat.com

جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نماز پڑھا رہے تھے اور اتنے میں نماز میں حضور تشریف لے آئے انھوں نے پیچھے ہٹنا چاہا حضور نے اشارہ فرمایا نماز پڑھاتے رہو تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نماز پڑھاتے رہے اور بعض علما کہتے ہیں الادب فوق الامر یعنی حکم پر مقدم ہے جس طرح ایک موقع پر حضرت ابوبکرؓ کے نماز پڑھانے کے دوران جب حضور تشریف لے آئے تو حضور ﷺ کے حکم کے باوجود حضرت ابوبکرؓ پیچھے آگئے نماز کے بعد جب آپ نے پوچھا جب میں نے حکم دیا تھا کہ نماز پڑھاتے رہو تو پھر تم پیچھے کیوں ہٹے؟

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا؛ ابوقحافہ کے بیٹے سے یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کے ہوتے ہوئے وہ نماز پڑھائے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر نے آپ کے حکم پر عمل کرنے کے بجائے آپ کے ادب اور آپ کی تعظیم کرنے کو مقدم رکھا۔اور حضرت علیؓ نے بھی ایسا ہی کیا تاہم مقامات مختلف ہوتے ہیں بعض جگہ ادب کو مقدم کرنا افضل ہوتا ہے اور بعض جگہ حکم پر عمل کرنا اور اس کو مقدم رکھنا افضل ہوتا ہے۔(۱۵)

میر تقی میرؒ کے نزدیک ادب

دور بیٹھا غبارِ میر اُس سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

اس لیے تو ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے کہا ہے

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ بندہ نواز (۱۶)

ادب سے متعلق جوہری کا قول

جوہری نے کہا کہ ادب کی دو قسمیں ہیں۔ادب النفس اور ادب الدرس، ابوزید سے منقول ہے "ادب ہر اس مستحسن ریاضت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو کوئی فضیلت حاصل ہو

Marfat.com

سکے۔ایک قول یہ ہے کہ جس چیز کی قولاً فعلاً تعریف کی جائے وہ ادب ہے۔ایک دوسرے قول کے مطابق مکارم اخلاق کو حاصل کرنا ادب ہے۔ایک تیسرے قول کے مطابق امور مستحسنہ کو جاننا ادب ہے اور ایک قول کے مطابق اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا اور اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے۔(۱۷)

محبت اور ادب میں تعلق

بچہ ماں سے پیار کرتا ہے صرف اس لیے کہ وہ لاشعوری طور پر جانتا ہے یہ میری روزی رساں ہے۔جوں جوں وہ بڑا ہوگا ضرویات بڑھتی جائیں گی ان کو پورا کرنے کے لیے تعلقات بھی بڑھتے جائیں گے جتنی ضرورت اہم ہوگی وہ جہاں سے پوری ہوتی ہے اس کے ساتھ تعلق بھی اتنا ہی مضبوط ہوگا۔

آپ یہ نہی کہہ سکتے کہ محبت ایک آدمی کے ساتھ کافی عرصہ رہنے کی وجہ سے ہی پیدا ہو جاتی ہے۔اکثر دیکھا ہے کہ میاں بیوی میں محبت نہیں ہوتی حالانکہ وہ اکٹھے رہتے ہیں بھائی بھائی جان کے ویری ہوتے ہیں کیا یہ اکٹھے نہیں رہتے۔بھائی بہنوں کی خبر تک نہیں لیتے ایک ہی گھر کے باسی نہ تھے۔ہوسٹل کے طلباء اکٹھے رہتے ہوئے ایک نہیں ہوتے ہزاروں کی تعداد میں طلباء سکول کے اندر اکٹھے پڑھتے ہیں مگر پیار نہیں ہوتا۔محبت کا آغاز دیدار سے ہوتا ہے۔پھر دیکھنے کی آرزو۔

اس لیے تو تاجدار کائنات ﷺ نے معراج کے موقع پر محبت سے بڑھ کر ادب کے مقام کو ملحوظ خاطر رکھا۔اللہ تعالی نے بیان کیا ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰیo

﴿سورۃ النجم ۵۳:۱۷﴾

اُن کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو تکنا تھا اسی پر جمی رہی)

یہ ادب ہی تو تھا کہ ذات باری تعالیٰ کے دیدار کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھا

Marfat.com

محبت کی اقسام

۱۔ ناجائز نفسانی خواہشات کے لیے پیار کرنا

۲۔ جائز دنیا سے چاہت رکھنا

۳۔ نفل اہل وعیال سے

آج دور حاضر کے مسلمانوں کا یہ المیہ ہے کہ وہ دعوی تو سچے مسلمان ہونے اور سچے امتی ہونے کا کرتے ہیں مگر ان کے شب و روز کے اعمال میں مغربی چال چلن کا پرتو نظر آتا ہے۔ افسوس ہے آج کے اس مسلمان پر کہ وہ اپنے آقا ﷺ کی اتباع کرنے میں احساس کمتری کا شکار ہے اور اہل دنیا کی نظروں میں سرخروئی و کامیابی اور داد حاصل کرنے کا شیدائی نظر آتا ہے۔ بلکہ شکل وصورت پر سنت رسول کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو غلیظ زبان سے مخاطب کرتے ہیں اور دعویٰ عاشقِ رسول ﷺ کا کرتے ہیں

پس ہمیں چاہئے کہ آداب زندگی سے اپنے اعمال واحوال کو زینت بخشیں یہ بات ہر وقت ہمارے ذہن میں ہونی چاہیئے کہ آقائے دوجہاں ﷺ کی معاذ اللہ بے ادبی وگستاخی اور ان کی شان میں تنقیص ''اعمال کے ضیاع'' کا سبب بنتی ہے۔ جس کو ادب کی توفیق نصیب ہوئی اسے سعادت ملی اور جس کا دامن ادب سے خالی رہا وہ دین ودنیا میں رسوا ہوا۔

مولانا حسن رضا خانؒ کے نزدیک ادب

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ﷺ
پھر کہیں گے کہ تاجدار ہم بھی ہیں

مولانا حسرت موہانیؒ کے نزدیک بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کا ادب

ہاتھ آئے اگر خاک تیرے نقش قدم کی
سر پر کبھی رکھیں کبھی آنکھوں سے لگائیں

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کا بارگاہ مصطفیٰ میں ادب

تھیواں ہار میں گلے تیڈے دا اصلوں دُور نہ تھیواں
پر تیڈے دی تھیواں جُتی قدماں ہیٹھ مندھیواں!

عجز نیازی ٹڈی ساڈی، باندی یار سڈیواں
آکھ فرید جورض تیں سیں داڈ کیھ تے ہردم جیواں

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کا بارگاہ مصطفیٰ میں ادب

سُبحَانَ اَللہ مَا اجمَلَکَ مَا اَحسَنَکَ مَا اَکمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے نزدیک ادب مصطفیٰ ﷺ

دیں سراپا سوختن اندر طلب
انتہایش عشق و آغازش ادب

ترجمہ: دین سراپا طلب میں جلنے کا نام ہے۔ اسکی انتہا محبت ہے اور اس کی ابتدا ادب ہے

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ فیروز اللغات،ص ۷۷

۲۔ القاموس الجدید،ص ۱۵

۳۔ المنجد،ص ۵۱

۴۔ لسان العرب جلد ۱ص ۵۴۲

۴۔ تاج العروس جلد ۱ص ۱۴۴

۵۔ تشکیل کردار،ص: ۵۳

۶۔ غنیتہ الطالبین،ص، ۶۸

۷۔ کتاب اللمع فی التصوف،ص؛ ۲۵۶

۸۔ تاج العروس،ج،۲،ص: ۱۴۴

۹۔ عمدۃ القاری،ج،ص ۲۲،ص: ۸۱

۱۰۔ کلیات اقبال،(بال جبریل)ص: ۳۸۵

۱۱۔ رسالہ قشیریہ،ص، ۵۱۷۔۵۱۹

۱۲۔ شرح صحیح مسلم،ج،۲،ص: ۱۰۴

۱۳۔ مدارج النبوت،ج،۱،ص؛ ۲۳

۱۴۔ کنزل العمال فی سنن الافعال و الافعال جلد ۱۱،ص ۴۰۶

۱۵۔ کلیات اقبال،بانگ درا،غزلیات،ص: ۱۳۰

۱۶۔ بانگِ درا،ص ۱۹۳ اقبال اکادمی لاہور

۱۷. عمدۃ القاری، ۲۲ : ۸۱

۱۸۔ مدارج النبوت حصہ اول،ص ۲۳

Marfat.com

Marfat.com

بابِ دوم

آدابِ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ خدا

عزت وتوقیر کا حکم

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عزت وتوقیر اور نصرت ومدد کا حکم دیا فرمایا۔

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا○

﴿سورۃ فتح ،۴۸: ۹﴾

تا کہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور آپ ﷺ کے دین) کی مدد کرو اور آپ ﷺ کی بے حد تعظیم وتکریم کرو، اور (ساتھ) اللہ کی صبح وشام تسبیح کرو۔

تعزیر سے ہے جو نبی اکرم ﷺ کی نصرت تائید اور حفاظت کو جامع ہے اور توقیر ہر اس چیز کو شامل ہے جس میں سکونیت طمانیت اور جلال واکرام ہو، نیز تشریف وتکریم کا معاملہ ہو اور ہر اس چیز سے حفاظت کا سامان ہو جو انسان کو حد وقار سے خارج کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ج فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖج وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا○

﴿سورۃ فتح ،۴۸: ۱۰﴾

(اے حبیب!) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں (حقیقت میں) وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس شخص نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا

Marfat.com

اجر عطا فرمائے گا۔

حضورِ اکرم ﷺ کو نام سے پکارنے کی ممانعت

جب آقائے دو جہاں ﷺ کو مخاطب کرنے کا وقت آیا تو انداز خطاب اور اسلوبِ قرآن بدل گیا حضور ﷺ کو ذاتی نام مبارک کی بجائے مختلف صفات والقاب سے مخاطب کیا کبھی یاایھاالنبی ، یاایھاالرسول فرما کر اپنے محبوب کو یاد کیا، یاایھا المزمل ، کبھی یاایھالمدثر کے پیار بھرے الفاظ سے پکارا اور کبھی طٰهٰ' یسین کہہ کر مخاطب کیا گویا حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم اور توقیر بجالانا تعلیمات قرآن کی تعمیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آپ کے شایان شان خطاب سے مختص فرمایا۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًاط قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌo ﴿سورۃالنور، ۲۴: ۶۳﴾

(اے مسلمانو!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو (جب رسولِ اکرم ﷺ کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو خود رسول ﷺ کی ذاتِ گرامی تمہاری مثل کیسے ہوسکتی ہے)، بے شک اللہ ایسے لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ میں (دربارِ رسالت سے) چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔

پس وہ لوگ ڈریں جو رسول ﷺ کے امرِ (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ (دنیا میں ہی) انہیں کوئی آفت آپہنچے گی یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب آن پڑے گاo

اس طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یامحمد، یااحمد یاابالقاسم پکارنے سے منع فرمایا اور خطاب میں یارسول اللہ، یانبی اللہ کہنے کی تلقین کی اور ایسا کیوں کہ ہو جبکہ خود سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسے القابات سے یاد فرمایا جن سے کسی اور پیغمبر کو خطاب نہیں کیا۔

Marfat.com

قرآن حکیم میں کہیں آپ ﷺ کو نام لے کر نہیں پکارا بلکہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یاایھا النبی ،یاایھا الرسول یاایھا المدثر ،یاایھا المزمل کہہ کر خطاب کیا۔

یَـٰٓأَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا○

﴿سورة الاحزاب، ۳۳: ۲۸﴾

اے نبی (مکرّم!) اپنی ازواج سے فرما دیں کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت و آرائش کی خواہش مند ہو تو آؤ میں تمہیں مال و متاع دے دوں اور تمہیں حسنِ سلوک کے ساتھ رخصت کر دوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَـٰٓأَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ أَدْنٰٓی أَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا○

﴿سورة الاحزاب، ۳۳: ۵۹﴾

اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیں کہ (باہر نکلتے وقت) اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں، یہ اس بات کے قریب تر ہے کہ وہ پہچان لی جائیں (کہ یہ پاک دامن آزاد عورتیں ہیں) پھر انہیں (آوارہ باندیاں سمجھ کر غلطی سے) ایذاء نہ دی جائے، اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے○

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَـٰٓأَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا○

﴿سورة الاحزاب، ۳۳: ۴۵﴾

اے نبی (مکرّم!) بے شک ہم نے آپ کو (حق اور خَلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور

Marfat.com

(حُسنِ آخرت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

یٰـاَیُّهَاالنَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ وَبَنٰتِ عَمِّکَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَبَنٰتِ خَالِکَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ ز وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَیْکَ حَرَجٌ ط وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًاo

﴿سورۃ الاحزاب، ۳۳: ۵۰﴾

اے نبی! بے شک ہم نے آپ کے لیے آپ کی وہ بیویاں حلال فرمادی ہیں جن کا مہر آپ نے ادا فرمادیا ہے اور جو (احکامِ الٰہی کے مطابق) آپ کی مملوک ہیں، جو اللہ نے آپ کو مالِ غنیمت میں عطا فرمائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں، اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں، اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں، اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں، جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور کوئی بھی مومنہ عورت بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو نبی (کے نکاح) کے لیے دے دے اور نبی (بھی) اسے اپنے نکاح میں لینے کا ارادہ فرمائیں (تو یہ سب آپ کے لیے حلال ہیں)، (یہ حکم) صرف آپ کے لیے خاص ہے (امت کے) مومنوں کے لیے نہیں، واقعی ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے اُن (مسلمانوں) پر اُن کی بیویوں اور ان کی مملوکہ باندیوں کے بارے میں فرض کیا ہے، (مگر آپ کے حق میں تعدّدِ ازواج کی حِلّت کا خصوصی حکم اِس لیے ہے) تا کہ آپ پر (امت میں تعلیم و تربیتِ نسواں کے وسیع انتظام میں) کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

یٰـاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ط اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًاo

﴿سورۃ الاحزاب، ۳۳: ۱﴾

Marfat.com

اے نبی! آپ اللہ کے تقویٰ پر (حسبِ سابق استقامت سے) قائم رہیں اور کافروں اور منافقوں کا (یہ) کہنا (کہ ہمارے ساتھ مذہبی سمجھوتہ کرلیں ہرگز) نہ مانیں، بے شک اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ج لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ م بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ط وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ○ ﴿سورۃ الطلاق، ٦٥ : ١﴾

اے نبی! (مسلمانوں سے فرمادیں) جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو اُن کے طُہر کے زمانہ میں انہیں طلاق دو اور عِدّت کو شمار کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے، اور انہیں اُن کے گھروں سے باہر مت نکالو اور نہ وہ خود باہر نکلیں سوائے اس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کر بیٹھیں، اور یہ اللہ کی (مقررّہ) حدیں ہیں، اور جو شخص اللہ کی حدود سے تجاوز کرے تو بے شک اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، (اے شخص!) تو نہیں جانتا شاید اللہ اِس کے (طلاق دینے کے) بعد (رجوع کی) کوئی نئی صورت پیدا فرمادے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ج تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ ﴿سورۃ تحریم، ٦٦ : ١﴾

اے نبیِّ (مکرّم!) ﷺ آپ خود کو اس چیز (یعنی شہد کے نوش کرنے) سے کیوں منع فرماتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال فرما رکھا ہے۔ آپ اپنی ازواج کی (اس قدر) دلجوئی فرماتے ہیں، اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَo

﴿سورۃ المائدہ، ۵:۶۷﴾

اے (برگزیدہ) رسول ﷺ! جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے (وہ سارا لوگوں کو) پہنچا دیجیے، اور اگر آپ نے (ایسا) نہ کیا تو آپ نے اس (ربّ) کا پیغام پہنچایا ہی نہیں، اور اللہ (مخالف) لوگوں سے آپ (کی جان) کی (خود) حفاظت فرمائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کو راہِ ہدایت نہیں دکھاتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُoقُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًاo ﴿سورۃ المزمل، ۷۳: ۱۔۲﴾

اے کملی کی جھرمٹ والے (حبیب ﷺ)o آپ رات کو (نماز میں) قیام فرمایا کریں مگر تھوڑی دیر (کے لیے)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُoقُمْ فَاَنْذِرْo ﴿سورۃ المدثر، ۷۴: ۱۔۲﴾

اے چادر اوڑھنے والے (حبیب ﷺ) اُٹھیں اور (لوگوں کو اللہ کا) ڈر سنائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَo

﴿سورۃ الانفال، ۸: ۶۴﴾

اے نبی (معظّم ﷺ) آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور وہ مسلمان جنہوں نے آپ کی پیروی اختیار کر لی۔

Marfat.com

پہلے انبیائے کرام کو نام لے کر خطاب فرمایا

حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور آپ کی بارگاہ میں کلمات ادب عرض کرنا تقاضائے ایمان ہے جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ ہو وہ زبان پر لانا بھی ممنوع وحرام ہے، یہی تعلیمات قرآن کا مغز اور خلاصہ ہے قرآن حکیم نے ہر مقام پر آقائے دوجہاں کی عزت وتوقیر اور تعظیم وتکریم کا پاس ولحاظ رکھا ہے۔

پورے قرآن میں اللہ رب العزت نے کسی بھی مقام پر حضور ﷺ کو ذاتی نام سے نہیں پکارا جبکہ دیگر انبیاء علیھم السلام کی جب بھی باری آئی تو انہیں ذاتی نام سے یوں مخاطب کیا فرمایا۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ج فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لا وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ○

﴿سورۃ البقرہ، ۲ : ۳۳﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! (اب تم) انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کرو، پس جب آدمؑ نے انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کیا تو (اللہ نے) فرمایا:

کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) مخفی حقیقتوں کو جانتا ہوں، اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ○

﴿سورۃ البقرہ، ۲ : ۳۵﴾

اور ہم نے حکم دیا اے آدم! تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہائش رکھو اور تم دونوں اس میں سے جو چاہو، جہاں سے چاہو کھاؤ، مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے

Marfat.com

والوں میں (شامل) ہو جاؤ گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ج اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ○

﴿سورۃ ھود، ۱۱:۴۶﴾

ارشاد ہوا: اے نوح! بے شک وہ تیرے گھر والوں میں شامل نہیں کیوں کہ اس کے عمل اچھے نہ تھے پس مجھ سے وہ سوال نہ کیا کرو جس کا تمہیں علم نہ ہو، میں تمہیں نصیحت کیے دیتا ہوں کہ کہیں تم نادانوں میں سے (نہ) ہو جانا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِكَلَامِیْ زصلے فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ○ ﴿سورۃ الاعراف، ۷:۱۴۴﴾

ارشاد ہوا: اے موسیٰ! بے شک میں نے تمہیں لوگوں پر اپنے پیغامات اور اپنے کلام کے ذریعے برگزیدہ و منتخب فرمالیا۔ سو میں نے تمہیں جو کچھ عطا فرمایا ہے اسے تھام لو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَالِدَتِكَ م اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قف تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا ج وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ج وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًام بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ج وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ ج وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ○ ﴿سورۃ المائدہ، ۵:۱۱۰﴾

Marfat.com

جب اللہ فرمائے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! تم اپنے اوپر اور اپنی والدہ پر میرا احسان یاد کرو جب میں نے پاک روح (جبرائیل) کے ذریعے تمہیں تقویت بخشی، تم گہوارے میں (بعہدِ طفولیت) اور پختہ عمری میں (بعہدِ تبلیغ ورسالت یکساں انداز سے) لوگوں سے گفتگو کرتے تھے اور جب میں نے تمہیں کتاب اور حکمت (ودانائی) اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کے گارے سے پرندے کی شکل کی مانند (مورتی) بناتے تھے پھر تم اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ (مورتی) میرے حکم سے پرندہ بن جاتی تھی اور جب تم مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں (یعنی برص زدہ مریضوں) کو میرے حکم سے اچھا کر دیتے تھے، اور جب تم میرے حکم سے مُردوں کو (زندہ کر کے قبر سے) نکال (کھڑا کر) دیتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تمہارے (قتل) سے روک دیا تھا۔

جب کہ تم ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تو ان میں سے کافروں نے (یہ) کہہ دیا کہ یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ قف لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ قف فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ﴿سورۃ ص، ۳۸: ۲۳﴾

بے شک یہ میرا بھائی ہے، اِس کی ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دُنبی ہے پھر کہتا ہے یہ (بھی) میرے حوالہ کر دو اور گفتگو میں (بھی) مجھے دبا لیتا ہے۔

جبکہ امم سابقہ اپنے انبیاء کو نام لے کر پکارا کرتیں

قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰٓی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ط وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿سورۃ هود، ۱۱: ۴۸﴾

فرمایا گیا: اے نوح! ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ (کشتی سے) اتر جاؤ جو تم پر ہیں اور ان طبقات پر ہیں

Marfat.com

جو تمہارے ساتھ ہیں، اور (آئندہ پھر) کچھ طبقے ایسے ہوں گے جنہیں ہم (دنیوی نعمتوں سے) بہرہ یاب فرمائیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب آ پہنچے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَـٰٓإِبۡرَٰهِيمُ أَعۡرِضۡ عَنۡ هَٰذَاۖ إِنَّهُۥ قَدۡ جَآءَ أَمۡرُ رَبِّكَۖ وَإِنَّهُمۡ ءَاتِيهِمۡ عَذَابٌ غَيۡرُ مَرۡدُودٍ ﴿سورۃ ھود، ۱۱:۷۶﴾

(فرشتوں نے کہا:) اے ابراہیم! اس (بات) سے درگزر کیجیے، بے شک اب تو آپ کے رب کا حکمِ (عذاب) آ چکا ہے، اور انہیں عذاب پہنچنے ہی والا ہے جو پلٹایا نہیں جا سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَٰزَكَرِيَّآ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَٰمٍ ٱسۡمُهُۥ يَحۡيَىٰ لَمۡ نَجۡعَل لَّهُۥ مِن قَبۡلُ سَمِيًّا

﴿سورۃ مریم، ۱۹:۷﴾

(ارشاد ہوا) اے زکریا! بے شک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جس کا نام یحییٰ (ؑ) ہوگا ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَٰيَحۡيَىٰ خُذِ ٱلۡكِتَٰبَ بِقُوَّةٍۖ وَءَاتَيۡنَٰهُ ٱلۡحُكۡمَ صَبِيًّا

﴿سورۃ مریم، ۱۹:۱۲﴾

اے یحییٰ! (ہماری) کتاب (تورات) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ہم نے انہیں بچپن ہی سے حکمت و بصیرت (نبوت) عطا فرما دی تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذۡ قُلۡتُمۡ يَٰمُوسَىٰ لَن نَّصۡبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَٰحِدٍ فَٱدۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۢبِتُ ٱلۡأَرۡضُ مِنۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَاۖ قَالَ أَتَسۡتَبۡدِلُونَ

Marfat.com

الَّذِیۡ ھُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ھُوَ خَیۡرٌ ط اِھۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ لَکُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ ط وَضُرِبَتۡ عَلَیۡھِمُ الذِّلَّۃُ وَالۡمَسۡکَنَۃُ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ بِاَنَّھُمۡ کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ط ذٰلِکَ بِمَا عَصَوۡا وَّ کَانُوۡا یَعۡتَدُوۡنَ

﴿سورۃ بقرہ، ۲: ۶۱﴾

اور جب تم نے کہا: اے موسیٰ! ہم فقط ایک کھانے (یعنی من وسلویٰ) پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے تو آپ اپنے رب سے (ہمارے حق میں) دعا کیجیے کہ وہ ہمارے لیے زمین سے اگنے والی چیزوں میں سے ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز پیدا کر دے، (موسیٰ نے اپنی قوم سے) فرمایا: کیا تم اس چیز کو جو ادنیٰ ہے بہتر چیز کے بدلے مانگتے ہو؟ (اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو) کسی بھی شہر میں جا اترو یقیناً (وہاں) تمہارے لیے وہ کچھ (میسّر) ہوگا جو تم مانگتے ہو، اور ان پر ذلّت اور محتاجی مسلط کر دی گئی، اور وہ اللہ کے غضب میں لوٹ گئے، یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے، اور یہ اس وجہ سے بھی ہوا کہ وہ نافرمانی کیا کرتے اور (ہمیشہ) حد سے بڑھ جاتے تھے۔

آپ ﷺ کے حضور کلام میں تقدم اور بلند آوازی حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سامنے کلام میں پہل کرنے کو حرام ٹھہرایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی طرف سے اذنِ کلام مل جائے اسی طرح آپ کی آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا نیز عام لوگوں کی طرح چلا کر پکارنے کو ممنوع قرار دیا اور اعلان فرما دیا کہ اس طرح کی گفتگو سے سرمایہ عمل برباد ہو جاتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی اس عمل سے کافر ہو جاتا ہے کیونکہ عمل کی بربادی صرف کفر سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امر کی بھی خبر دی کہ جو خوش نصیب حضور ﷺ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیئے آزما لیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا اور جو آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس کے باہر بلند آواز میں

Marfat.com

پکارتے ہیں وہ عقل سے محروم ہیں۔

ان بے وقوفوں سے اتنا نہ ہوسکا کہ صبر سے کام لے کر آپ کی تشریف آوری کا انتظار کر لیتے۔

چنانچہ سورہ نور میں ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ○ ﴿سورة النور، ٢٤: ٦٣﴾

(اے مسلمانو!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو (جب رسول اکرم ﷺ کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو خود رسول ﷺ کی ذاتِ گرامی تمہاری مثل کیسے ہوسکتی ہے)، بے شک اللہ ایسے لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ میں (دربارِ رسالت سے) چپکے سے کھسک جاتے ہیں، پس وہ لوگ ڈریں جو رسول ﷺ کے امرِ (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ (دنیا میں ہی) انہیں کوئی آفت آپہنچے گی یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب آن پڑے گا۔

درمنثور میں مرقوم ہے کہ ابونعیم عبداللہ بن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں کہ پہلے لوگ رسول اللہ ﷺ کو یا محمد۔ یا ابا القاسم کہہ کر بلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کی خاطر نام سے پکارنے کو منع فرمایا۔ تب سے صحابہ کرام نے یا نبی اللہ یا رسول اللہ ﷺ کہنا شروع کیا۔ مقصود یہ ہے کہ عجز و نیاز کے ساتھ پکارا کریں۔ جس سے حضرت محمد ﷺ کی تعظیم و تکریم ظاہر ہو۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک لیکر پکارنا نہ صرف منع ہے بلکہ حرام ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر نہ پکارے تو غلام کی کیا مجال ہے کہ آقا ﷺ کا نام لیکر پکارے۔ کیونکہ اس سے بے ادبی ہونے کا خدشہ تھا۔

Marfat.com

۱۔ رسول اللہ ﷺ سے سبقت کی ممانعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

﴿سورۃ الحجرات، ۴۹ : ۱﴾

''اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے نہ بڑھا کرو۔''

ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر سبقت نہیں کر سکتے بلکہ ہر کام اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے حکم کے ماتحت رہ کر سرانجام دیں گے۔

۲۔ ادب رسول ﷺ میں خوف خدا کو ملحوظ رکھنا

پس جب ایسی جگہ پائی جارہی ہو جہاں اذیت رسول ﷺ کا گمان ہو خواہ وہاں حقیقتاً اذیت رسول ﷺ کا پہلو پایا جائے یا نہ پایا جائے تو منہی عنہ دو قسم پر مشتمل ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ ﴿سورۃ الحجرات، ۴۹ : ۱﴾

''اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول اکی بے ادبی نہ ہو جائے)، بے شک اللہ (سب کچھ) سننے والا خوب جاننے والا ہے۔''

Marfat.com

۳۔ نبی ﷺ کو اونچی آواز سے پکارنے کی ممانعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ.

﴿سورۃ الحجرات، ۴۹: ۲﴾

''اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی مکرّم ﷺ کی آواز سے بلند مت کیا کرو۔''

علامہ شوقانی رفع صوت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

لاترفعو اصواتکم الی حدیکون فوق یاوی بلغه صوت النبی

﴿تفسیر فتح القدیر ۵: ۵۹﴾

تم اپنی آوازوں کو اس حد تک بلند نہ کرو کہ نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند تر ہو جائیں۔

مجلس مصطفوی ﷺ میں بیٹھنے سے پہلے آداب کو ملوظ خاطر رکھنا چاہے کہ آقا ﷺ کی آواز کی حد سے کسی کی آواز تجاوز نہ کرنے پائے بلکہ نہایت ہی پروقار اور مؤدب طریقے سے آہستہ آہستہ آواز میں حضور ﷺ سے مخاطب ہوا جائے تا کہ کلام مصطفیٰ ﷺ ہر کسی کی گفتگو سے بلند ہو جائے اور آپ سے مخاطبت ایسے انداز میں ہو جیسے کوئی سرگوشی کر رہا ہو۔

امام احمد المنیز سکندری حاشیہ کشاف میں لکھتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں مطلقاً رفع صوت سے منع کیا گیا ہے۔ اور اللہ رب العزت نے یہاں بطور نہی رفع صوت سے ممانعت فرمائی ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ چیز اذیت رسول اللہ ﷺ کا باعث ہے۔ اس سے بچنا چاہیے اور یہی قاعدہ اصول ہے کہ حضور ﷺ کی اذیت کفر تک پہنچاتی ہے اور بالاتفاق اعمال کے ضیاع کا باعث ہے۔

رفع صوت کے بارے میں موقف

مفسرین کرام نے اس امر سے بحث کی ہے کیا رفع صوت استخفافاً اور ارادہ اہانت سے

Marfat.com

منع ہے یا محض مطلقاً رفع صوت کی ممانعت ہے۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے۔ اس کے بارے میں امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر اہانت وتحقیر، گستاخی و بے ادبی کی نیت سے کسی بھی صورت میں اذیت رسالت مآب ﷺ کا ارتکاب کیا تو وہ کافر ہے گویا جس نے ابھی استحقاراً اور استخفافاً اہانت کی نیت سے گستاخی و بے ادبی رسول اللہ ﷺ کی جسارت کی تو وہ بلا ریب کافر اور مرتد ہے۔

جبکہ دوسری صورت کے متعلق بعض آئمہ تفسیر کا موقف یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ میں رفع صوت سے مراد مطلقاً رفع صوت ہے کیونکہ استخفاراً رفع صوت کی کہاں سرے سے بحث ہی نہیں اس لئے کہ یہاں خطاب اہل ایمان کو ہو رہا ہے کہ ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ہی آقا ﷺ کو اس طرح بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو اس لئے کہیں ایسا نہ ہو جس چیز کو ظاہراً تم معمولی سی بے ادبی و گستاخی بھی تصور نہیں کر رہے ہو۔

یہ تمہارے تمام اعمال کو تباہ و برباد کر دے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ سے بہت چپکے سے بات کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ رسول اللہ ﷺ اتنی پست آواز سے بات کرتے تھے کہ حضور ﷺ سن بھی نہ پاتے تھے۔ اور دوبارہ دریافت فرماتے تھے۔

حضرت محمد ﷺ کی عزت و تعظیم اور ادب و توقیر قرآن حکیم کی رو سے امت مسلمہ کی رو سے امت مسلمہ کا فرض ہے اس لئے ہر لمحہ ان آداب کا لحاظ رکھنے کا حکم گیا ہے۔ حضور ﷺ کی توجہ حاصل کرنی ہو تو بڑے پروقار و نرم اور راحت آمیز کلمات کے ساتھ اس مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے جبکہ روزمرہ میں ایک دوسرے کو مخاطبت کرنے والے طریقے اور روش سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

ایسی گفتگو جو آپس کی مجلس میں انتہائی بے تکلفی کے ساتھ۔ آوازیں اونچی کر کے گفتگو کرتے ہوئے اس سے رک جاؤ۔ اس چیز کو اپنی ذمہ داری سمجھو۔ ایک تو تمہاری آواز حضور نبی کریم

Marfat.com

ﷺ کی آواز سے کبھی بھی بلند نہ ہونے پائے اور دوسری جب آپ ﷺ سے مخاطب ہوں تو انتہائی قول لین نرم وملائم میٹھے اور خوش خلقی لہجے میں ہوں جبکہ اس کے برعکس ترش روی لہجے کی سختی اور اکھڑپن کے ساتھ گفتگو کرنا اس بارگاہ کے آداب کے خلاف ہے کیونکہ یہ بارگاہ نبوت ہے جس کے درجات ومراتب اور آداب کا لحاظ رکھنا نہ صرف جزو ایمان ہے بلکہ حقیقت وکمال ایمان بھی ہے۔

حافظو اعلی مراعاة جلالة النبوة

منصب نبوت کی عظمت واحترام کا ہر لحہ خیال رکھا کرو۔ کسی بھی لمحے کی غفلت تمہارے لئے ناقابل نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔

۴۔ حضور ﷺ سے بے تکلفی کی ممانعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ.

﴿سورۃ الحجرات، ۴۹:۲﴾

”اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو۔“

۵۔ اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے نیچا رکھنے کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ.

﴿سورۃ الحجرات، ۴۹:۳﴾

”بے شک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔“

Marfat.com

۶۔حضور ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارنے کی ممانعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَo

﴿سورۃ الحجرات،۴۹،۴﴾

''بے شک جولوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (آپ کے بلند مقام ومرتبہ اورآدابِ تعظیم کی) سمجھ نہیں رکھتے۔''

آیہ مبارکہ کا شان نزول

ایک دفعہ بنی تمیم کا وفد جو ستر اسی نفوس پر مشتمل تھا۔مدینہ طیبہ آیا اس وفد میں زبرقان بن بدر عطارر بن حاجب اور قیس ان عاصم ان کے سردار بھی تھے دوپہر کا وقت تھا سرور عالم ﷺ اپنے حجرہ مبارکہ میں قیلولہ فرمارہے تھے۔ان لوگوں نے حضور ﷺ کی آمد تک انتظار کو اپنی شان کے خلاف سمجھا اور باہر کھڑے ہو کی صدائیں لگانے لگے حضور ﷺ کا نام نامی لے کر کہنے لگے ہمارے پاس باہر آیئے حضور ﷺ تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا ہم جس کی مدح کرتے ہیں اسے مزین کردیتے ہیں جس کی مذمت کرتے ہیں اس کو معیوب بنادیتے ہیں۔

ہم تمام عربوں سے اشرف ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اے بنی تمیم تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعث زینت ہے اور اس کی ہی مذمت باعث تحقیر ہے اور تم سے اشرف حضرت یوسف علیہ السلام ہیں پھر انہوں نے کہا ہم مفاخرت کی غرض سے آئے ہیں ۔چنانچہ پہلے ان کا خطیب عارد بن حاجب کھڑا اور اپنے قبیلے کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملادیئے اور اپنی فصاحت وبلاغت کا مظاہرہ کیا۔

حضور ﷺ نے ثابتؓ ابن قیس کو اس کا جواب دینے کا حکم دیا ہے مکتب نبوت کا یہ تلمیذ ارشد جب اور بکشا ہوا تو ان کے چھکے چھوٹ گے اور وہ سہم گئے۔

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قصیدہ

زبرقان بن بدر کے جواب میں حضور ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو اشارہ فرمایا تو حضرت حسانؓ فی البدیہہ نے ان کے مفاخر کی دھجیاں بکھیر دیں اور اسلام کی صداقت اور حضور ﷺ کی عظمت کو اس انداز میں بیان فرمایا کہ ان کا غرور خاک میں مل گیا۔ اقرع کو تسلیم کرنا پڑا نہ ہمارا خطیب حضور ﷺ کے خطیب کے ہم پلہ ہے اور نہ ہمارا شاعر دربار رسالت کے شاعر سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔(۱)

حضرت محمد ﷺ کے فیض سے وفد کا مسلمان ہونا

حضور ﷺ کی تبلیغ فرمانے کا خاص اسلوب تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا خصوصی کرم فرمایا اور ان کے دلوں کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیا سارے مشرف بایمان ہوئے۔ رحمت عالم ﷺ نے انعام واکرام سے انہیں مالا مال کیا۔(۲)

اکثرھم لا یعقلون کی تفسیر

اکثر کی قید دلالت کرتی ہے کہ ان کے بعض ایسی بے ادبی بچنا چاہتے تھے۔ لیکن عقل کی قلت کا اشارہ ہے کہ ان میں کوئی عقلمند نہ تھا۔ کیونکہ عرب کا محاورہ ہے کہ بسا اوقات قلت نفی کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اب معنی یہ ہوگا کہ وہ سارے کے سارے لا یعقل تھے اس لئے کہ اگر ان میں عقل ہوتی تو ایسی جسارت نہ کرتے بلکہ ادب کرتے اور در اقدس پر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ حضور ﷺ خود تشریف لے آتے۔(۳)

اسلام سے پہلے عرب کا خطہ جہالت و ناشائستگی کو گہوارہ تھا مکہ جیسے مرکزی شہر میں گنتی کے چند آدمیوں کے سوا ساری آبادی معمولی نوشت وخواند سے قاصر تھی۔ صحرانشین بدوؤں کی حالت اور بھی ناگفتہ بہ تھی اس آیت مبارکہ میں آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ جن کا بارگاہ رسالت میں ملحوظ رکھنا ازحد ضروری ہے۔(۴)

Marfat.com

سرزنش کے بعد درس ہدایت

سابقہ آیت مبارکہ میں حجرہ مبارک سے حضور ﷺ کو بلانے والوں کی سرزش کی گئی ہے جبکہ اس آیہ مبارکہ میں درس وہدایت دیا جارہا ہے۔ کہ اگر تم صبر کرتے تو یہ تمہارے لیے بہتر تھا اور حضور ﷺ کا انتظار کرتے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ قیلولہ کرنے کے بعد خود باہر تشریف لے آئے اس وقت تم زیارت کی سعادت حاصل کرتے اپنے احوال بھی بیان کرتے اور اس بحر جودوکرم سے سیراب بھی ہوئے۔

بے ادبی کی قباحت اور محاسن آداب کی تعلیم

علامہ آلوسی اس آیہ مبارکہ میں بارگاہ نبوت میں بے ادبی کی قباحت عیاں کرنے کے ساتھ محاس آداب کی بھی تعلیم دیتے ہیں فرماتے ہیں آقا ﷺ کی بارگاہ تو بہت اونچی ہے حتی کہ استاد کے دروازے کو نہ کھٹکھٹاؤ بلکہ باہر انتظار کرو یہاں تک کہ شیخ استاد باہر تشریف لے آئیں۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا اور عمر بھر اس کے مطابق اپنے اساتذہ کے ساتھ معاملہ کرتا رہا۔(۵)

۷۔حضور ﷺ کے انتظار میں صبر کرنے کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○ ﴿سورۃ الحجرات، ۴۹،۵﴾

''اور اگر وہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ہی ان کی طرف باہر تشریف لے آتے تو یہ اُن کے لیے بہتر ہوتا، اور اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔''

ایذاء نبی کفر اور حبط اعمال کا باعث ہے

پروردگار عالم نے اہل ایمان کو بارگاہ مصطفوی ﷺ میں بلند آواز سے اور عام روش

Marfat.com

کے مطابق ایک دوسرے کو بلانے کی طرز پر حضور ﷺ کو مخاطب کرنے سے منع فرمایا ہے اس لئے کہ اونچی آواز سے اور بالجھر آپ کو پکارنا ایک ایسا عمل ہے جو نہ صرف ادب واحترام رسول اللہ ﷺ کے ترک کرنے پر دلالت کرتا ہے بلکہ کفر تک بھی پہنچاتا ہے۔ جس کی وجہ سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اس لئے ان چیزوں سے روک دیا کہ اعمال ضائع اور اکارت جانے سے محفوظ ہو جائیں گے اور ہر وہ چیز جس کی وجہ سے حبط اعمال کا اندیشہ وخدشہ ہو اس کو چھوڑنا اور ترک کرنا واجب ہے تاکہ کہیں بے خبری ولاعلمی میں اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔

ارشاباری تعالی ہے۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

﴿سورۃالحجرات: ۴۹: ۲﴾

کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

حبط اعمال کی اقسام

۱۔ دینوی اعمال ہوں جن کا قیامت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا٥

﴿سورۃ الفرقان ۲۵: ۲۳﴾

اور (پھر) ہم ان اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو (بزعمِ خویش) انہوں نے (زندگی میں) کیے تھے تو ہم انہیں بکھرا ہوا غبار بنادیں گے ٥

۲۔ اعمال اخروی ہوں لیکن اس کے عامل کا مقصد رضائے الٰہی نہ ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص کو قیامت میں لایا جائے گا اس سے سوال ہوگا کہ تو دنیا میں کس عمل میں مشغول رہا عرض کرے گا۔ قراءت قرآن میں اسے کہا جائے گا کہ تو اس لیے قراءت کرتا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے قاری کہا گیا اب جاؤ جہنم میں چنانچہ اسے جہنم میں دھکیلا جائے گا۔

Marfat.com

۳۔عامل کے اعمال تو صالح ہوں لیکن جب مراتھا تو اس کے بالمقابل اس کی برائیاں بھی ہونگی اس طرح خفت میزان کا اشارہ ہے۔

شانِ رسالت کی نزاکت

امام السلمیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہمیں سمجھایا کہ اس کے حبیب اکرم ﷺ کا دل بوجہ کمال لطافت اور بوجہ مراقب جمال ملکوت کے اصوات جہریہ سے متغیر و منقص ہوتا ہے اور وہ اس لیے بارگاہ حق میں حضوری ہوتی ہے اس لیے جب کوئی زور سے بولتا ہے تو اس سے ان کا قلب اطہر اذیت پاتا ہے اور اس سے سینہ فیض گنجینہ تنگ ہو جاتا ہے گویا اس سے ان کی سیادین ازل کی سیر میں کمی آجاتی ہے اس لیے تنگی محسوس ہوتی ہے تو اللہ تعالی نے ہمیں ایسے عمل سے ڈرایا اور یہ ظاہر ہے کہ محبوب کریم ﷺ کی تشویش قلبی اعمال صالحہ کے فضائل ہونے کا سبب ہے۔اور عرش معلٰی سے تحت الثریٰ تک کوئی شے ایسی نہیں جو آپ ﷺ کے قلب اطہر کے مقابلہ کی ہو اور اللہ تعالی کے نزدیک انبیاء واولیاء کی قلبی محبت کی پاسداری اعمال الثقلین سے بڑھ کر ہے۔

حبط اعمال بسبب کفر

جس شخص کا ایمان پر خاتمہ ہوا ہو، اسے ضرور جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔اگر چہ وہ گناہ و معصیت کی وجہ سے دوزخ میں داخل کر ہی دیا جائے بالآخر اسے وہاں سے چھٹکارا اور رہائی مل جاتی ہے۔لیکن جب کسی کے سارے اعمال اکارت چلے جائیں تو ان میں چونکہ ایمان بھی شامل ہے تو پھر جنت میں داخلہ نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ اعمال کو وہی چیز تباہ و برباد کرتی ہے جو ان کی قبولیت کے منافی اور متضاد ہو۔صاف ظاہر ہے کہ قبولیت اعمال کے منافی فقط ایک ہی چیز ہے اور وہ کفر ہے پس جہاں کفر ہوگا وہاں اعمال صالحہ کا تصور بھی نہیں ہوگا۔

ملا علی قاری شرح الشفاء میں رقمطراز ہیں:

اہل سنت والجماعت کے نزدیک گنہگار خواہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو یا صغیرہ کا اس کی

Marfat.com

نیکیاں اور اعمال صالحہ بایں سبب باطل وکارت نہیں جاتے سوائے اس وقت جب وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔

انما یبطلها الکفر وهو یکونو الااذاتضمن رفع الصوة حفض حرمه النبی ﷺ واستخفا ف منصبه (۷)

صرف کفر اعمال صالحہ کو اکارت وباطل کرتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب رفع صوت بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ایسی ہو جس سے حضور ﷺ کے منصب نبوت ورسالت کو اہمیت دی جائے اور نہ آپ کی عزت وناموس کا پاس کیا جائے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حبط اعمال بسبب کفر ہوا نہ کوئی اور چیز ہمارا موقف یہ ہے کہ ذراسی بے ادبی کفر ہے کو حبط اعمال سے حبط اعمال دوزخ کا سبب ہے۔

بے ادبی وگستاخی کا درجہ

ذات کی تو برابری ہی نہیں بلکہ ارشاد فرمایا:

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ

﴿سورۃ الحجرات، ۴۹: ۲﴾

اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔

اگر تم نے اس انداز سے بولا جس طرح ایک دوسرے سے بولتے ہو تو تمہارے سارے اعمال غارت ہو جائیں گے۔ آواز کی برابری اور چلا کر بولنے سے اتنی بڑی سزا تو ذات کی برابری کا سوچنے کا عالم کیا ہوگا ایسی سوچ پر اللہ اور اس کے تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہو۔

ادبِ مُصطفی ﷺ اعمال پر مقدم ہے

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنَ

Marfat.com

تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اتَّقِ اللهَ قَالَ وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَأَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ.(۸)

حضرت ابوسعید خدری ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چمڑے کے تھیلے میں بھر کر کچھ سونا بھیجا، جس سے ابھی مٹی بھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ حضور نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم فرمادیا، یعنی عینیہ بن بدر، قرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل کے درمیان۔ اس پر آپ کے اصحاب میں سے کسی نے کہا' ان لوگوں سے تو ہم زیادہ حق دار تھے جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: کیا تم مجھے امانتدار شمار نہیں کرتے حالانکہ آسمان والے کے نزدیک تو میں امین ہوں اُس کی خبریں تو میرے پاس صبح وشام آتی رہتی ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک آدمی کھڑا ہوگیا، جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں،

Marfat.com

رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، سر منڈا ہوا اور اونچا تہ بند باندھے ہوئے تھا، وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! خدا سے ڈرو۔ آپ نے فرمایا: تیری خرابی ہو، کیا میں خدا سے ڈرنے کا تمام اہل زمین سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ پھر وہ آدمی چلا گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن اڑا دوں؟ فرمایا ایسا نہ کرو شاید یہ نمازی ہو۔

حضرت خالد عرض گزار ہوئے کہ ایسے نمازی بھی تو ہو سکتے ہیں کہ جو کچھ ان کی زبان پر ہے وہ دل میں نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور ان کے پیٹ چاک کروں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے پھر اس کی جانب توجہ فرمائی اور وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا تو اس وقت فرمایا کہ اس کی پشت سے ایسی قوم پیدا ہوگی جو اللہ کی کتاب کو بڑے مزے سے پڑھے گی، لیکن قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے۔ جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر میں اُن لوگوں کو پاؤں تو قوم ثمود کی طرح انہیں قتل کر دوں۔"

یہ واقعہ غزوہ حنین کا ہے جس میں مال غنیمت بہت زیادہ حاصل ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں ایمان لانے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت زیادہ عطا فرمایا حتی کہ ابوسفیان وغیرہم کو سو سو اونٹ عطا کیے یہ تقسیم مقام جعرانہ میں ہوئی۔ یہ شخص پستہ قد تھا اسے اس وجہ سے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا، عرب کا مشہور قبیلہ ہے یہ منافق تھا جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اس منافق نے یہ لفظ دو معنی والا بولا بظاہر معنی یہ تھے کہ آپ عطا میں برابری کیجئے ہر ایک کو یکساں دیجئے۔ مگر اس کی نیت یہ تھی کہ آپ انصاف کیجئے ظلم نہ کیجئے آپ ظلم کر رہے ہیں کہ حق دار کا حق مار کر غیر حق دار کو دے رہے ہیں۔

یہ در حقیقت حضور کی نبوت کا انکار ہے نبی ظلم نہیں کر سکتے حضور انور اس کا یہ مقصد سمجھ گئے لہذا وہ جواب دیا جو آگے آ رہا ہے۔ یعنی مجھے رب تعالیٰ نے عدل قائم فرمانے کے لیے رحمت عالم بنا کر بھیجا میری ذات سے عدل، رحم، ایمان، عرفان قائم ہے اگر میں ہی عدل نہ کروں تو پھر تجھے امان و

Marfat.com

عرفان کیسے ملے گا۔

بندے اور رب کے درمیان نبوت ہی تو ہے جس سے بندہ کا تعلق قائم ہے اگر نبوت کا واسطہ بیچ میں نہ رہے تو بندے رب سے کٹ جائیں گے خائب وخاسر ہوں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت اس لیے مانگی کہ وہ مرتد ہوگیا۔ حضور انور کی گستاخی یعنی بے ادبی کر کے مرتد قابل قتل ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا اس لیے ہے کہ حضور انور کی نظر لوح محفوظ پر ہے حضور جانتے ہیں کہ تقدیر الٰہی یہ ہے کہ اس کی نسل سے خوارج پیدا ہونگے۔

یعنی اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جن کی ظاہری نمازیں قرآن خوانی تمہاری نماز قرآن خوانی سے زیادہ ہوگی۔

جیسا آج دیکھا جا رہا ہے ان میں حافظ قاری، مولوی بہت مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وادب دیکھائی نہیں دیتا۔

ان تحبط اعمالکم کا فلسفہ

اعمالکم کے اندر سارے اعمال آجاتے ہیں۔ حج، زکوۃ، روزہ کلمہ، شہادت، نماز، نوافل، صدقات، خیرات، جہاد تبلیغ، مسجدیں، بنانا سب کچھ شامل ہیں۔ عرض کرتے ہیں باری تعالیٰ اتنی سے بے ادبی پر اعمال کی پوری کائنات ختم اس لیے کہ بے ادبی ایک عمل نہیں کیونکہ اگر عمل ہوتا تو اس کے مرتکب ہونے سے اعمال کی پوری کائنات تباہ نہ ہوتی تو پھر کیا وجہ ہے کہ سارے اعمال غارت کیوں گئے۔

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اعمال کا دار مدار تو ایمان سے تھا اگر ایمان ہی نہ ہو تو اعمال کس کھاتے میں جائیں گے۔ ایمان تھا تو اعمال تھے۔ جب ایمان بے ادبی وگستاخی کے سبب چلا گیا تو اعمال کس کام کے ہیں۔

Marfat.com

توبہ کی تلقین

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ﴿التحریم ۔۶۶،۸﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف سچی توبہ کے ساتھ رجوع کرو

کتنی خوش قسمتی کی بات ہے کہ مالک ارض وسماء خود حکم دے رہا ہے کہ گناہ کرنے والو مجھ سے معافی مانگ لو۔ یہ بات سمجھنے کے قابل ہے کہ جب خدا توبہ کا حکم دے رہا ہے تو یقیناً وہ قبول بھی فرمائے گا۔ توبہ کا اصل مقصد و مدعا ندامت ہے اور ندامت کا مقصد رجوع الی اللہ ہے۔ انسان توبہ کے ذریعے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے توبہ کے عمل کو طاعت و بندگی سے زیادہ محبوب جانا ہے۔ جس طرح طالبان عبادت کے لئے پہلا قدم طہارت ہے اسی طرح طالبان حق کیلئے پہلا قدم توبہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو اپنے محبوب کی بے ادبی و گستاخی کرنے والے کے لیے اصول ہی بدل دیا کہ ایسی گستاخی کرنے والے کو تو علم بھی نہیں ہونے دیا جائے گا کہ آپ سے بے ادبی ہوگئی ہے

گناہ کی اقسام

۱۔ وہ گناہ جو کہ حقوق اللہ کے خلاف ورزی میں ہوں۔

۲۔ وہ گناہ جو حقوق العباد کی خلاف ورزی میں ہوں۔

حقوق اللہ میں کمی کرنے والا آدمی بھی گناہ گار ہے مگر اس کا تعلق فقط بندے اور اللہ کا ہوتا ہے۔ جبکہ جو گناہ حقوق العباد کی کوتاہی سے سرزد ہوتے ہیں ان کا تعلق خالق اور مخلوق دونوں سے ہوتا ہے۔

ان اقسام میں آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کرنے والوں کی توبہ کسی درجہ میں نہیں رکھی۔

Marfat.com

توبہ کی شرائط

ا۔ گناہ کرنے کے بعد نادم ہونا اور دل میں اس خیال کا پیدا ہونا کہ مجھ سے میرا خالق راضی ہو جائے۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس گناہ کو ترک کر دیا جائے۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس گناہ کو کبھی نہ دھرانے کا عزم کیا جائے۔

بی ادبی اور گستاخی انبیاء کرنے والوں کو اور بطورِ خاص بی ادبِ مصطفیٰ ﷺ کی تو خبر بھی نہیں ہونے دی اس لیے کہ خبر ہو گئی تو وہ انسان توبہ کے دروازے پر دوڑے گا اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ توبہ قبول کرے۔

توبہ کے درجات

ا. توبہ الانابت ۲. توبہ الاستجابت

۳. توبة الاستحیاء

توبۃ الانابت: اگر دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور وہ مجھے عذاب بھی دے سکتا ہے اس خیال سے توبہ کرنا ہے۔

توبۃ الاستجابت: اگر اس بات کا خیال آجائے کہ اللہ تعالیٰ میرے قریب ہے اور گناہ سے ہاتھ رک جائے اور اللہ تعالیٰ کو اتنا قریب جانا جائے جتنا کہ اس نے خود فرمایا کہ

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِo ﴿سورہ، ق، ۵۰: ۱۶﴾

ہم اس (انسان) کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں

اور دوسرے مقام پر فرمایا

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب ﴿سورۃ بقرہ، ۲: ۱۸۶﴾

میرے محبوب ﷺ جب آپ ﷺ سے میرے متعلق میرا بندہ سوال کرے تو اسے

Marfat.com

بتادیں کہ میں قریب ہوں۔

توبہ الاستحیاء: اگر اس بات کا خیال آجائے کہ میں گناہ کرتا ہوں اور اللہ تعالی اپنے لطف احسان اور مہربانی سے مجھے معاف فرماتا رہتا ہے اس لئے مجھے گناہ چھوڑ کر توبہ کرتے رہنا چاہے یعنی صرف خدا کے لطف واحسان اور حیاء کی وجہ سے توبہ کرنے کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

﴿سورۃ الزمر، ۳۹:۵۳﴾

اے میرے محبوب ﷺ فرمادیں کہ اے میرے گناہ گار بندوں گناہ کر کے بھی مایوس نہ ہونا اور میری رحمت سے دور نہ ہونا تم گناہ کر کے آؤ گے مگر میری رحمت کو مسکراتا ہوا پاؤ گے۔

اگر اللہ کی حیاء کے خیال سے توبہ کی جائے تو "توبة الاستحیاء" ہے۔

ان تینوں درجات توبہ کی کیفیات الگ الگ ہیں۔

۱۔ مومنین کی توبہ کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ خطا سے ثواب کی طرف جاتے ہیں۔

۲۔ علماء اور صلحائے کرام کی توبہ یہ ہے کہ وہ درستگی سے پختگی کی طرف جاتا ہے۔

۳۔ انبیاء مرسلین کی توبہ کا حال یہ ہے کہ وہ خودی سے خدا کی طرف جاتا ہے۔

وانتم لاتشعرون کا فلسفہ

احساس اور شعور نہ ہوگا اگر انسان کو پتہ چل جائے اور سمجھ آجائے کہ میرے سارے اعمال غرق ہو گئے تو وہ انسان گرہ زاری کرے گا توبہ استغفار کرے گا تو اللہ پاک معاف کردے گا۔ جس کو معاف کرنا ہوا سے پتہ چلنے دیتا ہے کہ یہ کفر کر بیٹھے ہو۔ اور جس کے بارے میں طے کرلوں کہ اس بدبخت کو معاف ہی نہیں کرنا میرا انکار کرنا میری بے ادبی کرتا تو معاف کردیتا یہ میرے محبوب ﷺ کا گستاخ ہے۔ یہ میرے محبوب کے برابر بننا چاہتا ہے۔ میرے محبوب کی شان معاذ اللہ گھٹانے کی سوچ رہا ہے تو یہ ایسا گستاخ و بے ادب ہے۔ اسے میرے محبوب کا حیاء

Marfat.com

نہیں ہے۔اس کو معاف نہیں کروں گا۔

قابل غور نکتہ

توجہ طلب بات یہ ہے کہ ایک انسان ساری زندگی خدا کا انکار کرتا رہے شرک جیسا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا رہے۔سو سال کفر میں گزار دے اور آخری کلمہ طیبہ پڑھ کو مسلمان ہو جائے اور مر جائے تو متفق قول ہے کہ جنتی ہے جبکہ سو سال تک عبادت کرتا رہے سارے اعمال فرائض،واجبات سنن و مستحبات پر عمل کرتا رہے آخری رات کوئی ایک کلمہ حضور ﷺ کی ذات میں گستاخی کا بول دیا اور مر گیا،تو"ان تحبط اعمالکم"کی نص قطعی سے یہ ثابت ہو گیا کہ اس کے سارے اعمال غرق کر دیئے جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے

"وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ○" ﴿سورۃالم نشرح ۹۴:۴﴾

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر (اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر دنیا و آخرت میں ہر جگہ) بلند فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی شان خود بڑھا رہا ہے۔اور یہ بدبخت میرے محبوب کی شان کو گھٹانے کا سوچ رہا ہے۔اس کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں الفاظ کا انتخاب

کوئی ایسا لفظ جس سے آقائے دو جہاں ﷺ کی ادنی سی گستاخی و بے ادبی کا شائبہ متکلم یا سامنے کے ذہن میں پیدا ہو اس کا استعمال بھی حرام ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ○ ﴿سورۃالبقرہ،۲:۱۰۴﴾

اے ایمان والو تم"راعنا"نہ کہا کرو بلکہ **انظرنا** (ہماری طرف نظر و توجہ

Marfat.com

فرمائیے) کہا کرو اور تم ہمہ تن گوش رہا کرو اور کافروں کے لیئے دردناک عذاب ہے۔

وہ لوگ جو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم وتوقیر عزت وحرمت اور ادب واحترام کے پہلوؤں کو نظر انداز کر کے گستاخی واہانت کے رویے اور طرز عمل پر چل پڑتے ہیں انہیں آگاہ ہونا چاہیے کہ وہ ایسا کرنے سے نہ صرف دائرہ ایمان سے خارج ہیں بلکہ آخرت میں بھی دردناک عذاب میں مبتلا کیئے جائیں گے۔

یہ بات طے ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ گفتگو اور تخاطب کے وقت ادب واحترام تعظیم وتوقیر کے جملہ آداب اور پہلوؤں کا کمال درجے تک خیال رکھنا ازحد ضروری ہے۔

ادب مصطفیٰ ﷺ کے حامل کی جزاء

جو شخص ادب مصطفیٰ ﷺ کا حامل ہوگا تو اس کی جزاء کیا ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌo

﴿سورۃ الحجرات، ۴۹:۳﴾

بے شک وہ جو اپنی آوازیں کو پست کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے چن لیا ہے۔ ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

تقوی اللہ کا جوہر توحید اور کمال توحید ہے۔ فرمایا جو ادب بجالاتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ ان کے دل اپنے تقوی یعنی توحید کے لیے چن لیتا ہے۔ توحید کا نور صرف انہیں دلوں کو نصیب ہوتا ہے جن کو ادب مصطفیٰ ﷺ کا حیاء ہے تو ثابت ہوا بے ادبی مصطفیٰ ﷺ کفر اور ادب مصطفیٰ عین توحید ہے۔

توحید کو سمجھنا ہو تو مصطفیٰ ﷺ کے ادب کو پالو۔ کیونکہ توحید کا دروازہ تو درِ مصطفیٰ ﷺ ہی سے معلوم ہوا ہے۔

Marfat.com

ادب رسول ﷺ کے ثمرات

ا۔ جنت کی بشارت

مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

حصین بن عمر هذا وان كان ضعيفا لكن قد رويناه من حديث عبدالرحمن بن عوف، وابی هريرة رضی الله عنه بنحو ذالک، والله اعلم. وقال البخاری: حدثنا علی بن عبدالله، حدثنا ازهر بن سعد، اخبرنا ابن عون، أنبانی موسی بن انس، عن انس بن مالک رضی الله عنه، أن النبی ﷺ افتقد ثابت بن قيس، فقال رجل: يا رسول الله ﷺ، انا اعلم لک علمه. فأتاه فوجده فی بيته منكسا رأسه، فقال له: ماشأنک؟ فقال شر، كان يرفع صوته فوق صوت النبی ﷺ. فقد حبط عمله، فهو من اهل النار. فأتی الرجل النبی ﷺ فأخبره انه قال كذا و كذا.

قال موسیٰ: فرجع اليه المرة الآخرة ببشارة عظيمة فقال: "اذهب اليه فقل له: انک لست من اهل النار، ولكنک من اهل الجنة"تفرد به البخاری من هذا الوجه.(۹)

''اس کے راوی حصین بن عمر اگرچہ ضعیف ہیں۔لیکن ہم نے اسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ثابت بن قیس کو نہ دیکھا تو ان کے بارے دریافت کیا۔ایک آدمی نے کہا میں ان کی خبر لاتا ہوں۔وہ آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سر جھکائے گھر میں بیٹھے ہیں۔اس نے پوچھا کیا ہوا؟ وہ فرمانے لگے بہت برا ہوا میری آواز سرکار کی آواز سے بلند ہے میرا تو عمل غارت ہو گیا۔ اب تو میرا ٹھکانہ جہنم ہے۔اس آدمی نے آکر آپ ﷺ کو ساری صورت حال عرض کی تو سرکار

Marfat.com

ﷺ نے انہیں خوشخبری دینے کے لیے اس آدمی کو دوبارہ بھیجا کہ ثابت کو خبر کر دو کہ تم دوزخی نہیں جنتی ہو۔''

امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے یہی روایت کیا ہے جس کا اوپر والی حدیث میں بیان ہوا اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا چنانچہ ہم انہیں اپنے درمیان دیکھتے اور یہ جانتے تھے کہ وہ جنتی ہیں۔ یمامہ کے مقام پر ہم نے دیکھا کہ ثابت بن قیس بن شماس کفن پہنے آئے اور دشمن سے لڑے حتی کہ شہید ہو گئے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت حضرت انس ؓ سے ذکر کی ہے۔ اس میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ ؓ کو پوچھا کہ ثابت کو کیا ہو گیا ہے؟ حضرت سعد ؓ نے عرض کی وہ میرے پڑوسی ہیں مجھے ان کا کوئی علم نہیں۔ پھر حضرت سعد ؓ حضرت ثابت ؓ کے پاس آئے۔

یہ تینوں روایات جو مسلم میں مذکور ہیں معلل ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت سعد ؓ اس وقت زندہ ہی نہیں تھے کیونکہ حضرت سعد ؓ کا انتقال ۵ ہجری میں بنی قریظہ کے چند دن بعد ہی ہو گیا تھا اور یہ آیت بنو تمیم کی آمد کے بعد نازل ہوئی اور وفود ۹ ہجری میں آئے۔ واللہ اعلم

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت بن قیس بن شماس کے صاحبزادے محمد سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت ؓ گھر میں بیٹھ گئے اور زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ بنو عجلان کے عاصم بن عدی کا گزر ان کے پاس سے ہوا تو پوچھا اے ثابت! تم کیوں روتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ میری آواز قدرتی طور پر بلند ہے۔ عاصم بن عدی رسول اکرم ﷺ کے پاس چلے گئے۔ حضرت ثابت ؓ زاروقطار رو رہے تھے۔ انہوں نے اپنی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن سلول سے کہا کہ جب میں اپنے گھوڑے کے کمرے میں جاؤں تو تم کیل سے کواڑ بند کر دینا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

Marfat.com

حضرت ثابت ؓ اندر بیٹھ گئے اور یہ عزم کیا کہ میں اس وقت تک باہر نہیں نکلوں گا جب تک میری وفات نہ ہو جائے یا پھر رسول اللہ ﷺ مجھ سے راضی نہ ہو جائیں۔ عاصم کو بڑا ترس آیا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں تمام ماجرا عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جا کر ثابت ؓ کو بلا لاؤ۔ عاصم ان کے مکان پر آئے انہیں نہ پایا پھر انہیں اصطبل میں پایا اور انہیں پیغام دیا کہ سرکار ﷺ بلا رہے ہیں۔ چنانچہ انہیں ساتھ لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کی مجھے خدشہ ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے میری تو عمر بھر کی کمائی غارت ہو گئی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہید کیے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت ثابت ؓ نے عرض کی میں اللہ کے رسول ﷺ کے مژدہ جانفزا پر راضی ہوں اور اپنی آواز آپ ﷺ کی آواز سے کبھی بلند نہیں کروں گا تو یہ آیت اتری

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ...الخ

اس قصہ کو بہت سے تابعین نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی بارگاہ میں آواز بلند کرنے سے روک دیا۔ ہم نے روایت کیا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے دو آدمیوں کو مسجد میں نبوی باآواز بلند گفتگو کرتے رہے تھے

آپ تشریف لائے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تم کہاں ہو؟ پھر پوچھا تم کہاں سے ہو؟ وہ کہنے لگے ہم اہل طائف میں سے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔

علماء کرام کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کی قبر انور کے پاس باآواز بلند گفتگو کرنا اسی طرح منع ہے جس طرح آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ممنوع تھا۔ کیونکہ ظاہری حیات مبارکہ میں بھی آپ ﷺ اسی طرح محترم ہیں اور اپنی قبر مبارکہ میں بھی ہمیشہ آپ کا احترام لازمی ہے۔(۱۰)

Marfat.com

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ پھر فرمایا آپ ﷺ سے اسطرح مخاطب نہ ہوا کرو جس طرح آدمی عام لوگوں سے گفتگو کرتا ہے بلکہ سکینت، وقار اور تعظیم سے گفتگو کیا کرو۔

فرمایا وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ یعنی ہم نے تمہیں آپ ﷺ کی بارگاہ میں بلند آواز سے گفتگو کرنے سے اس لیے منع کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو وہ تم سے غضب ناک ہو جائیں۔ آپ کے غضب کو دیکھ کر جلال الٰہی بھی جوش میں آجائے اور اس آدمی کے اعمال ضائع ہو جائیں گے لیکن اسے پتہ بھی نہ ہو جیسے حدیث میں ہے:

''آدمی اللہ کی رضا مندی پر کوئی کلمہ منہ سے نکالتا ہے اسے کوئی پتہ نہیں ہوتا لیکن اس کے لیے جنت لکھ دی جاتی ہے اور بے شک آدمی کبھی ایسا کلمہ منہ سے نکالتا ہے اسے کوئی علم نہیں ہوتا لیکن وہ اس کے ساتھ آگ میں گر جاتا ہے۔''

۲۔ حضور ﷺ کی اطاعت، معصیت سے بچنے کا ذریعہ

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا گیا: اے امیر المؤمنین! وہ آدمی جو نہ تو معصیت کی خواہش کرتا ہے اور نہ اس کا ارتکاب کرتا ہے افضل ہے یا وہ آدمی جو گناہ کی آرزو تو رکھتا ہے لیکن اس کا مرتکب نہیں ہوتا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ وہ لوگ جو معصیت کی خواہش تو رکھتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے، اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے مختص کر لیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ ﴿سورۃ الحجرات ۴۹:۳﴾

بے شک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چُن کر خالص کر لیا ہے۔ ان ہی کے لیے بخشش ہے اور اجرِ عظیم ہے۔

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ○ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○

﴿سورۃ الحجرات ۴۹: ۴،۵﴾

بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (آپ کے بلند مقام و مرتبہ اور آدابِ تعظیم کی) سمجھ نہیں رکھتے اور اگر وہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ہی ان کی طرف باہر تشریف لے آتے تو یہ اُن کے لیے بہتر ہوتا، اور اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

۳۔ادب رسول ﷺ دنیا و آخرت میں کامیابی کا ضامن

فرمایا: "اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ" پھر ادب کی تلقین پر فرمایا: "وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ" اس میں ان کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی تھی۔

پھر انہیں توبہ اور انابت (رجوع) کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا:

"وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"

۴۔ادب رسول ﷺ دلوں کی زینت

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن رفاعہ زرقی سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن مشرکین جب تتر بتر ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

صفیں باندھ لو تا کہ میں اپنے رب کی حمد و ثناء کروں۔ چنانچہ لوگوں نے صفیں باندھ لیں تو آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی:

اللھم لک الحمد کله، اللھم لا قابض لما بسطت، ولا باسط لما قبضت، ولا ھادی لما أضللت، ولا مضل لمن ھدیت، ولا معطی لما منعت، ولا مانع لما أعطیت ولا مقرب لما باعدت، ولا مباعد لما قربت، اللھم، ابسط

Marfat.com

علینا من برکاتک ورحمتک وفضلک ورزقک، اللھم انی اسألک النعیم المقیم الذی لا یحول ولا یزول. اللھم انی اسألک النعیم یوم العلیة، والأمن یوم الخوف. اللھم انی عائذبک من شر ما اعطیتنا ومن شرما منعتنا. اللھم حبب الینا الایمان وزینه فی قلوبنا وکره الینا الکفر ولفسوق والعصیان، واجعلنا من الراشدین. اللھم، توفنا مسلمین وأحینا مسلمین، وألحقنا بالصالحین، غیر خزایا ولا مفتونین.

اللھم، قاتل الکفرة الذین یکذبون رسلک ویصدون عن سبیلک واجعل علیھم رجزک وعذابک. اللھم،قاتل الکفرة الذین اوتوا الکتاب، اله الحق.(۱۱)

۵۔ادبِ رسول ﷺ نیکی سے رغبت اور برائی سے نفرت کا موجب

نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الیوم واللیلة'' میں روایت کیا ہے۔مرفوع حدیث میں ہے جو اپنی نیکی سے خوش اور برائی سے رنجیدہ ہو وہ مومن ہے۔

عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ یہ جانتا ہے کہ ہدایت کا مستحق کون ہے؟ اپنے اقوال وانعال اور شرع و قدر میں حکیم ہے۔

۶۔ادبِ نبوی ﷺ کا ثمر دلوں کا تقویٰ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ط لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌo ﴿سورۃالحجرات، ۴۹،۳﴾

''بے شک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چُن کر خالص

Marfat.com

کرلیا ہے۔ ان ہی کے لیے بخشش ہے اور اجرِ عظیم ہے۔

۷۔ حضور ﷺ کے انتظار میں صبر کرنا خیر کا سبب

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○ ﴿سورۃ الحجرات ۴۹، ۵﴾

''اور اگر وہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ہی ان کی طرف باہر تشریف لے آتے تو یہ اُن کے لیے بہتر ہوتا، اور اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔''

۸۔ حضور ﷺ کی محبت اور اطاعت دلوں کی زینت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِىْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِىْ قُلُوْبِكُمْ. ﴿سورۃ الحجرات، ۴۹، ۷﴾

''اگر وہ بہت سے کاموں میں تمہارا کہنا مان لیں تو تم بڑی مشکل میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت عطا فرمائی اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ فرما دیا۔''

۹۔ حضور ﷺ کی محبت کفر اور فسق و فجور سے بچنے کا ذریعہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ

﴿سورۃ الحجرات، ۴۹، ۷﴾

''اور کفر اور نافرمانی اور گناہ سے تمہیں متنفر کر دیا، ایسے ہی لوگ دین کی راہ پر ثابت اور گامزن ہیں۔''

Marfat.com

۱۰۔احسان نہ جتلانا علامت ادب

ولکن قولوا اسلمنا اس کی تفسیر میں ابن زید، مجاہد اور سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ یوں کہو ہم قتل اور گرفتاری کے خوف سے مسلمانوں کے زمرہ میں شامل ہو گئے ہیں۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ بنو اسد بن خزیمہ کے بارے میں نازل ہوئی اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے نبی کریم ﷺ پر ایمان کا احسان جتلایا تھا۔

صحیح پہلی رائے ہے کہ ایک قوم نے اپنے لئے مقام ایمان کا دعویٰ کیا تھا حالانکہ انہیں ابھی یہ رتبہ حاصل نہیں ہوا تھا۔ انہیں ادب سکھایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ ابھی وہ اس رتبے تک نہیں پہنچے۔ اگر وہ منافق ہوتے تو انہیں سختی سے جھڑکا جاتا اور ان کا پردہ چاک کر دیا جاتا۔

جس طرح کہ سورۂ براءۃ میں منافقین کا ذکر آیا ہے لیکن انہیں صرف تادیبا یہ کہا گیا

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْط وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔاط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○ ﴿سورة الحجرات. ۴۹:۱۴﴾

اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال (کے ثواب میں) سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا، بے شک اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

جیسے ایک اور آیت میں آتا ہے۔

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍط كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ○

﴿الطور: ۲۱﴾

اور ہم اُن (صالح آباء) کے ثوابِ اعمال سے بھی کوئی کمی نہیں کریں گے، (علاوہ اِس کے) ہر شخص اپنے ہی عمل (کی جزا و سزا) میں گرفتار ہوگا۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا

﴿سورة الحجرات. ۴۹:۱۵﴾

نہ شک کیا اور نہ تذبذب میں پڑے بلکہ ایک ہی حالت پر ثابت قدم رہے۔ یہ تصدیق محض ہے اور اپنے جان و مال کی قربانی دی۔ وہی لوگ سچے ہیں۔

سابقہ انبیاء کا ادب واحترام

ادب واحترام اور اس کی اہمیت کو قرآن مقدس نے سابقہ انبیاء علیھم السلام کے ذکر کے ذیل میں بھی بیان کیا ہے۔ جس سے سابقہ انبیاء کرام علیھم السلام کا ادب ثابت ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم چند انبیاء کرام علیھم السلام کے ادب واحترام کو قرآن کی روشنی میں بیان کریں گے۔

آدم علیہ السلام

آدم علیہ السلام ابوالبشر (یا ابو محمد ﷺ) بلقب صفی اللہ، مجتبائے اول، مسجود ملائک، خلیفہ اللہ فی الارض اور پہلے نبی تھے۔ ابو منصور الجوالیقی کے نزدیک سب انبیاء علیہ السلام کے نام عجمی ہیں سوائے آدمؑ، صالحؑ، شعیبؑ، اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے۔ الجواہری نے بھی آدم کو عربی نام بتایا ہے اور افعل کے صیغے پر قیاس کیا ہے جبکہ زمخشری نے اسے عجمی لفظ قرار دیا ہے۔ عبرانی نے یہ تلفظ ''آدم'' بمعنی آدمی اور بشر ملتا ہے۔

آدم علیہ السلام اور ابلیس

جیسا کہ جنات کی تخلیق کے باب میں بتایا جاچکا ہے کہ عزازیل یا ابلیس نے معلم اول پانے کا خیال کرنا شروع کر دیا تھا کہ خدا کو (معاذ اللہ) کوئی گزند پہنچا تو اللہ کا قائم مقام وہی ٹھہرے گا۔ نیز اگر اللہ تعالیٰ اس کے سوا کسی اور کو اپنی نیابت کا شرف بخشے گا تو وہ مزاحمت کرے گا۔ چنانچہ ''فی الارض خلیفہ'' والا اعلان اس نے سنا تو دل میں مخالفت کی ٹھان لی اور موقع بھی ہاتھ

Marfat.com

میں آ گیا وہ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدمؑ کے آگے سجدہ تعظیم بجالانے کو کہا تو انہوں نے تعمیل کی لیکن ابلیس نے اللہ کے نبی کی شان میں بے ادبی کی اور اللہ کے نبی کو انکار کر دیا اور کافروں میں سے ہو گیا اللہ تعالیٰ نے جب انکاری کی وجہ دریافت کی تو بولا:

خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ٥

﴿سورۃ الاعراف، ۷: ۱۲﴾

تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو تو نے مٹی سے بنایا ہے ٥

ابلیس کے معنی

امام راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ ''ابلاس'' خوف وحزن کو کہتے ہیں جو شدت یاس سے پیدا ہو۔ (۱۲)

اور ابلس کے معنی ہیں ''قل خیرہ'' یعنی اس کی بھلائی جاتی رہی اور نیکی کا مادہ کم ہو گیا۔ البلس وہ ہے (**من الاخیر عندہ**) جو بھلائی سے قطعی معرا ہو اور ''ابلس'' اسے کہتے ہیں جس میں شر پایا جائے اور ''ابلس فلان'' کا مطلب ہے کہ وہ غم واندوہ کی وجہ سے مہر بلب ہو گیا اور تاج العروس میں ابلس کے معنی ''بے خبر'' کے بھی ہیں۔ (۱۳)

تو گویا ابلیس ایسا وجود ہے جو اللہ کی رحمت سے قطعی مایوس ہو گیا ہو ہر قسم کی بھلائی سے معرا ہو چکا ہو، شر اس کی سرشت میں گھر کر گیا ہو۔ غم واندوہ کا مارا اور ایسا ششدر جو (مخبوط الحواس) سیدھی راہ سے بھٹک چکا ہو اور بے ادبی میں حقائق (الہیہ) سے بے خبر ہو۔

آدم کو سجدہ کرانے کی وجہ

امام فخر الدین رازیؒ زیر آیت ''تلک الرسل'' فرماتے ہیں کہ: (۱۴)

ان الملائکة امروبالسجود لادم لاجل ان نورمحمد کان فی جبهة آدم

''فرشتوں کو جو حکم دیا گیا کہ آدم کو سجدہ کر و وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی میں محمد ﷺ کا نور پاک تھا۔''

Marfat.com

عارف کبیر سید ابوالحسن علی شاذلیؒ اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں۔

''آدم تا عیسیٰ جتنے انبیاء کرام گزرے وہ سب گویا آنکھیں ہیں اور حضرت محمد ﷺ ان آنکھوں کا نور ہیں۔''

اگر شیطان چشم بصیرت سے نورِ محمدی ﷺ کی چمک آدمؑ کے چہرہ میں دیکھ لیتا (سکتا) تو وہ سب سے پہلے آدم کو سجدہ کرتا۔ (۱۵)

میثاق الست

قرآن میں ارشاد ربانی ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْم بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ ج اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ط قَالُوْا بَلٰی

﴿سورۃ الاعراف،۷: ۱۷۲﴾

''جب آپ ﷺ کے رب نے بنی آدم کی ذریت کو ان کی پشتوں سے نکالا اور انہیں ان کے نفسوں پر گواہ بنا کر پوچھا ''کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں'' تو سب نے کہا ہاں۔''

حکم سجدہ

کہتے ہیں کہ اس اقرار کے بعد اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم دیا کہ مجھے سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا مگر کفار و منافقین کی گردنیں اکڑی رہیں اور وہ سجدہ نہ کر سکے۔ محمد بن عتبہ فرماتے ہیں کہ مومن تو ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق سربسجود ہو گئے لیکن کافر ایسا نہ کر سکے اور بے ادبی کے مرتکب ہو گئے۔ جب ساجدین نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک جماعت نے سجدہ نہیں کیا۔

پس ان میں سے کچھ لوگ پہلے سجدہ پر پشیمان ہوئے جبکہ باقی لوگ توفیق سجدہ ارزانی ہونے کی بناء پر دوبارہ سربسجود ہو گئے لیکن مذکورہ پشیمان اور نادم لوگوں نے دوسری بار سجدہ نہ کیا اور سجدہ سے باز رہنے والوں کی پیروی نہ کی اب پہلے سجدہ کی توفیق نہ پانے والے گروہ میں سے جب کچھ مومنین کو سربسجود دیکھا تو وہ سجدہ نہ کرنے پر شرمندہ ہوئے اور تلافی کے طور پر دوسرے

Marfat.com

سجدہ میں ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔اس طرح میثاق الست کے موقع پر ذریت آدم چار گروہوں میں بٹ گئی۔

ا۔جنہوں نے پہلا اور دوسرا سجدہ کیا

۲۔جنہوں نے پہلا اور دوسرا سجدہ نہ کیا

۳۔جنہوں نے صرف دوسرا سجدہ کیا

۴۔جنہوں نے دوسرا سجدہ نہ بلکہ صرف پہلا سجدہ کیا۔

مومن کافر اور تائب میں امتیاز

ا۔چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے دو سجدے کئے وہ مومن جئے اور مومن مرے۔

۲۔جنہوں نے کوئی سجدہ نہ کیا وہ کافر جئے کافر مرے

۳۔جنہوں نے پہلا سجدہ کیا یعنی دوسرا سجدہ نہ کیا وہ مومن جئے کافر مرے

۴۔جن لوگوں نے پہلا سجدہ نہ کیا اور البتہ دوسرا دوسرا سجدہ کرلیا وہ کافر ہو کر جئے اور بالا ایمان دار ہو کر مرے۔

فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کا ادب بجالانا

ارشاد ربانی ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ o ﴿سورۃ البقرہ، ۲، ۳۴﴾

''اور (وہ وقت بھی یاد کریں) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار اور تکبر کیا (نتیجتاً) کافروں میں سے ہو گیا''

جب فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو سب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو ادب و احتراماً سجدہ تعظیمی کیا۔قرآن میں چونکہ مطلقاً سجدہ کا ذکر ہے تو اس سجدہ سے مراد سجدہ عبادت نہیں بلکہ سجدہ تعظیمی مراد ہے۔

Marfat.com

جو کہ حضور اکرم ﷺ سے پہلی امتوں میں جائز تھا مگر شریعت محمدیہ میں اسے بھی حرام کر دیا گیا۔ جسٹس پیر کرم شاہ الازھری کی بھی یہی رائے ہے۔

چنانچہ اللہ کے نبی کو سجدہ کرنے والے اور اس کی تعظیم و توقیر اور ادب بجالانے والے فلاح و کامیاب ہوئے۔ جبکہ شیطان کہ جس نے اللہ کے نبی علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی نہ کیا اور ادب بجانہ لایا وہ فرشتوں کا سردار ہونے کے باوجود بھی راندہ درگاہ ہوا۔ اس آیت قرآنیہ سے ایک اور بات مترشح ہوئی ہے کہ اللہ کے انبیاء کی بے ادبی کفر پر منتج ہوتی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ پہلے نبی ہیں جن کو منصب رسالت سے بھی نوازا گیا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک طویل روایت ہے اس میں آیا ہے کہ:

یانوحْ انت اول الرسل الی الارض(١٦)

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی آپؑ کے ساتھ بے ادبی

عن أبی هريرة قال :أتـی رسول الله صلی الله علیه و سلم بلحم فرفع إليه الذراع فأكله وكانت تعجبه فنهس منها نهسة ثم قال أنا سيد الناس يوم القيامة هل تدرون لم ذاك ؟ يجمع الله الناس الأولين والآخرين فی صعيد واحد فيسمعهم الداعی وينفذهم البصر وتدنو الشمس منهم فبلغ الناس من الغم والكرب ما لا يطيقون ولا يحتملون فيقول الناس بعضهم لبعض ألا ترون ما قد بلغكم ؟ ألا تنظرون من يشفع لكم إلى ربكم ؟ فيقول الناس بضهم لبعض عليكم بآدم فيأتون آدم فيقولون أنت أبو البشر خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه وأمر الملائكة فسجدوا لك اشفع لنا إلى ربك ألا ترى ما نحن فيه ؟ ألا ترى ما قد بلغنا ؟

Marfat.com

فيقول لهم آدم إن ربى قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله ولن يغضب بعده وإنه قد نهانى عن الشجرة فعصيت نفسى نفسى نفسى اذهبوا إلى غيرى اذهبوا إلى نوح فيأتون نوحا فيقولون يا نوح أنت أول الرسل إلى أهل الأرض وقد سماك الله عبدا شكورا اشفع لنا إلى ربك ألا ترى ما نحن فيه ؟ ألا ترى ما قد بلغنا ؟ فيقول لهم نوح إن ربى قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله وإنه قد كان لى دعوة دعوتها على قومى نفسى نفسى نفسى اذهبوا إلى غيرى اذهبوا إلى إبراهيم فيأتون إبراهيم فيقولون يا إبراهيم أنت نبى الله وخليله من أهل الأرض اشفع لنا إلى ربك ألا ترى ما نحن فيه ؟ فيقول إن ربى قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله وإنى قد كذب ثلاث كذبات فذكرهن أبو حيان فى الحديث نفسى نفسى نفسى اذهبوا إلى غيرى اذهبوا إلى موسى فيأتون موسى فيقولون يا موسى أنت رسول الله فضلك الله برسالته وبكلامه على البشر اشفع لنا إلى ربك ألا ترى ما نحن فيه ؟ فيقول إن ربى قد غصب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله وإنى قد قتلت نفسا لم أومر بقتلها نفسى نفسى نفسى اذهبوا إلى غيرى اذهبوا إلى عيسى فيأتون عيسى فيقولون يا عيسى أنت رسول الله وكلمته ألقاها إلى مريم وروح منه وكلمت الناس فى المهد اشفع لنا إلى ربك إلا ترى ما نحن فيه ؟

فيقول عيسى إن ربى قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يعضب بعده مثله ولم يذكر ذنبا نفسى نفسى نفسى اذهبوا إلى غيرى اذهبوا إلى محمد قال فيأتون محمدا فيقولون يا محمد أنت رسول الله وخاتم الأنبياء وقد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر اشفع لنا إلى ربك ألا ترى ما نحن

Marfat.com

فيه ؟ فانطلق فآتي تحت العرش فأخر ساجدا لربي ثم يفتح الله علي من محامده وحسن الثناء عليه شيئا لم يفتحه علي أحد قبلي ثم يقال يا محمد ارفع رأسک سل تعطه واشفع تشفع فارفع رأسي فأقول يا رب أمتي يا رب أمتي يا رب أمتي فيقول يا محمد أدخل من أمتک من لا حساب عليه من الباب الأيمن من أبواب الجنة وهم شركاء الناس فيما سوى ذلک من الأبواب ثم قال والذي نفسي بيده ما بين المصراعين من مصاريع الجنة كما بين مكة وهجر وكما بين مكة وبصرى وفي الباب عن أبي بكر الصديق و أنس و عقبة بن عامر و أبي سعيد (۱۷) قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح

قوم نوح آپ کی بعثت سے پہلے توحید ونبوت کی تعلیمات سے ناآشنا ہوگئی تھی۔اورانہوں نے بتوں کی پرستش شروع کردی تھی سورۃ نوح میں ان بتوں کے نام ود،سواع ،یغوث،یعوق اورنسر آئے ہیں۔سورۃ (عنکبوت) میں ہے کہ آپ نے قوم کو ۹۵۰ سال تک تبلیغ فرمائی نیز ہرطرح سے یعنی کھل کرخفیہ طور پر سمجھایا مگر بدنصیب لوگ وعظ سنتے وقت کانوں میں انگلیاں دے لیتے تھے تاکہ آپ کی نبوت ورسالت کی تاثیر کانوں کے ذریعے دل پر اثرانداز نہ ہونے پائے اورآپؑ کی بے ادبی کے مرتکب ہوتے تھے۔آپؑ کی تبلیغ کی تفصیلات اوراجمالی تذکرہ اٹھائیس سورتوں میں مختلف آیات میں بیان ہوا ہے۔

قوم کے امراء اپنی عددی اکثریت اور مالی برتری پرنازاں تھے جبکہ آپؑ کے پیروکارغریب نادار اورکمزورلوگ تھے۔جن کوامراء بے وقوف سمجھتے تھے نیزوہ یہ مطالبہ بھی کرتے کہ ان ذلیل اورکم درجہ لوگوں کواپنے پاس جگہ نہ تو پھرہم تمہاری بات سننے آئیں گے لیکن حضرت نوحؑ نے ایسا کرنے سے انکارکردیا۔

نورنبوت اورحکم ربانی

سورۃ نوح میں بھی اس کی تفصیل ہے مگر جب اللہ تعالی نے وحی کی کہ جولوگ ایمان

Marfat.com

لاسکتے تھے وہ لاچکے اب مزید لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور بے ادبی وگستاخی نبی کے مرتکب ہوں گے تو پھر آپ نے کافروں کے حق میں بدعا کی کہ یاالٰہی کافروں کو زمین پر ملیامٹ فرمادے کیونکہ دیگر ان کی نسلیں بھی کافر ہی پیدا ہوں گیا اور کافر ہی مریں گے۔

اس بات کو قرآن مجید ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

اِنَّکَ اِنۡ تَذَرۡھُمۡ یُضِلُّوۡا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا ۝

﴿سورۃ نوح، ۷۱:۲۷﴾

"یعنی اے اللہ اگر تو نے انہیں (زمین پر) باقی رہنے دیا تو یہ لوگ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسلیں بھی فاجر اور کافر ہوں گی۔"

دوسری طرف حضور ﷺ کے نور نبوت کو دیکھئے کہ جب اہل طائف نے آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا تو روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالی نے پہاڑوں کے فرشتوں کو بھیجا کہ وہ حضور ﷺ کی اجازت سے گستاخ و بے ادب لوگوں پر پہاڑ گرادیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے یقین ہے کہ ان کی نسلیں ایک دن اسلام کی دولت سے سرفراز ہوں گی لہذا ان کے لئے دعا فرمائی اور بدعا سے گریز فرمایا یہاں نکتے کی بات صرف اتنی ہے کہ نوح علیہ السلام نے نور نبوت سے اپنی قوم کے کفار کی نسلوں کو بھی کافر و فاجر پایا تھا لہذا ان کے لئے دعائے ہلاکت فرمائی جبکہ رسالت ماب ﷺ نے اپنے نبوت سے اہل طائف کی نسلوں میں ایمانداروں اور مومنوں کو دیکھا تھا تو آپ ﷺ نے ان کی ہلاکت کے لئے دعا نہ کی بلکہ ان کی ہدایت کے لئے دعا فرمائی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا ادب

جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے سارے خاندان کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت حضرت یوسف نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام جو کہ نبی اللہ تھے کہ ادب واحترام کی خاطر ایک لشکر جرار ان کے استقبال کے لئے تیار کیا جس میں مصر کے وزرا اور امرا

Marfat.com

سبھی لوگ شریک تھے۔ اتنے بڑے لشکر جرار کو دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا یہ بادشاہ مصر کی سواری آ رہی ہے تو آپ علیہ السلام کو جواباً عرض کیا گیا کہ نہیں یہ آپ کے فرزند ارجمند ہیں جو آپؑ کے استقبال اور آپ کی تعظیم وتوقیر کی خاطر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ○ ﴿سورۃ الیوسف ۱۲:۹۹﴾

پھر جب وہ (سب افرادِ خانہ) یوسفؑ کے پاس آئے (تو) یوسفؑ نے (شہر سے باہر آ کر ہزارہا سواریوں، فوجیوں اور لوگوں کے ہمراہ شاہی جلوس کی صورت میں ان کا استقبال کیا اور) اپنے ماں باپ کو تعظیماً اپنے قریب جگہ دی (یا انہیں اپنے گلے سے لگا لیا) اور (خوش آمدید کہتے ہوئے) فرمایا: آپ مصر میں داخل ہو جائیں اگر اللہ نے چاہا (تو) امن و عافیت کے ساتھ (یہیں قیام کریں)۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ کے نبی کے ادب کی خاطر انہیں عرش پر متمکن ہونے کی درخواست کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ ﴿سورۃ سورۃیوسف ۱۲:۹۹﴾

''اور (دربار میں پہنچے تو) آپؑ نے اوپر بٹھایا اپنے والدین کو تخت پر۔''

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام یہاں ایک دن یا تین دن ٹھہرے پھر اپنے والدِ محترم سے عرض کی کہ اے نبی اللہ اے میرے ابا جان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اب شہر مصر آپ کے لئے امن و عافیت کا گہوارہ بن چکا ہے۔ لہذا اب آپ شہر مصر میں بھی قیام فرمائیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ادب

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے ایک اور نبی

Marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام کا ادب کروایا بالکل اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی جو کہ نبی تھے وہ بھی نبی اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ادب بجالائے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ مجھے تمہارے ذبح کرنے کا ارشاد الٰہی ہوا ہے اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَا ذَا تَرٰی

﴿سورۃالصفت ،۳۷،۱۰۲﴾

''آپ نے فرمایا! اے میرے پیارے فرزند میں نے دیکھا ہے کہ خواب میں کہ تمہیں ذبح کررہاہوں اب بتا تیری کیا رائے ہے؟''

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد محترم اور اللہ کے نبی کے سامنے سرتسلیم خم کرتے ہوئے اور تعظیم وتکریم بجالاتے ہوئے عرض کی کہ اے میرے اباجان جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس کو کر ڈالیے اور پھر مزید عرض کناں ہوئے کہ ان شاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

ارشادربانی ہے۔

قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ○

﴿سورۃالصفت ،۳۷:۱۰۲﴾

''عرض کیا کہ میرے پدر بزرگوار کر ڈالیے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔''

قابل توجہ نکتہ

مذکورہ بالا آیۃ کریمہ میں غوروفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے استفصار پر یہ نہیں عرض کی کہ صبر کرنے والوں میں سے ہوں گا بلکہ ''انا'' اور ''میں'' کی نفی کرتے ہوئے عرض کی کہ ان شاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں

Marfat.com

میں سے پائیں گے۔

بالکل اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی جب اپنے بیٹوں سے پوچھا تو اس مضمون کو قرآن مقدس میں اس طرح بیان فرما رہا ہے:

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْم بَعْدِيْ ط قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰـهَكَ وَاِلٰـهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰـهًا وَّاحِدًا ج وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۝ ﴿سورۃ البقرہ ۲: ۱۳۳﴾

کیا تم (اس وقت) حاضر تھے جب یعقوبؑ کو موت آئی، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا تم میرے (انتقال کے) بعد کس کی عبادت کرو گے؟ تو انہوں نے کہا: ہم آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبودِ یکتا ہے، اور ہم (سب) اسی کے فرماں بردار رہیں گے ۝

تو اس سوال کے جواب میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں نے کمال ادب کا مظاہرہ کرتے ہوئے عرض کی کہ اے ابا جان ہم آپ کے رب کی اور آپ کے بزرگوں کے رب کی عبادت کریں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل

اللہ تعالیٰ کسی بھی قوم پر بلا وجہ عذاب نازل نہیں کرتا بلکہ ان کی اپنی بداعمالیوں کا طبعی نتیجہ ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل جب ''تیہ'' کے ریگستان میں پیاس کی شدت سے ہانپنے لگی تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ ہمیں پانی چاہیے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا مبارک کو پتھر پر مار کر ان کے لیے پانی کا انتظام کر دیا مگر کچھ ہی دیر بعد وہ نافرمانی پر اتر آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بے ادبی اور بے تکلفی کے الفاظ کے ساتھ جب انہوں نے پکارا اور آپ سے ناروا قسم کے سوالات کئے اور کہا

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قُلْتُمْ يَا مُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ.

﴿سورۃ البقرۃ ۲: ۶۱﴾

''اور یاد کرو جب تم نے کہا، اے موسیٰ ہم صبر نہیں کر سکتے ایک ہی طرح کے کھانے پر۔''

یہاں بنی اسرائیل نے بے ادبی یہ کی کہ پیغمبر خدا کو یا نبی اللہ کہنے کی بجائے اور یا رسول اللہ کہنے کی بجائے ''یا موسیٰ'' کے الفاظ بولے جو کہ پیغمبر کی شان میں گستاخی تھی اور مزید برآں یہ کہ انہوں نے عمدہ کی بجائے اور چیزوں کا مطالبہ کیا تو اس نافرمانی اور ناروا قسم کے سوالات کے باعث ان پر ذلت و مسکنت طاری کردی گئی جس کا ذکر قرآن مقدس میں یوں آیا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآؤُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ

﴿سورۃ البقرۃ، ۲: ۶۱﴾

''اور مسلط کردی گئی ان پر ذلت اور مسکنت اور وہ مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے۔''

تو معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کا نام لے کر پکارنا اور اس سے ناروا قسم کے سوالات کرنے بھی بے ادبی و گستاخی ہے جو کہ عذاب الٰہی کا موجب بنتی ہے۔ (۱۸)

شعائر اللہ کیا ہیں؟

عربی میں شعائر ''شعار'' کی جمع ہے جو کہ علامت کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں ایسے تمام ارکان جو خواہ عبادت میں سے ہوں یا اوامر و نواہی سے متعلق ہوں اور جن پر عمل کرنے سے قرب الٰہی نصیب ہو وہ تمام اعمال شعائر اللہ کے زمرے میں آتے ہیں۔ شعائر اللہ تاریخی اعتبار سے وہ علامات اور نشانیاں ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء و صلحاء سے منسوب ہیں اور جن پر عمل کرنے سے قرب خدا وندی حاصل ہوتا ہے اور اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کا ادب و احترام دل میں پیدا ہوتا ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر محمد طاہر القادریؒ شعائر اللہ کی تعریف بیان کرتے ہیں۔

''وہ تمام متعلقات جنہیں ذات باری تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے کے خاص افعال واسباب کے بناء پر محبوب بنالیتی ہے اور اس کی مراد محبوبیت کا درجہ دیتی ہے۔شعائر اللہ کے زمرے میں آتے ہیں۔''(۱۹)

شعائر اللہ کا ادب

اللہ تعالیٰ نے مطلقاً شعائر اللہ کا ادب کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِکَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ○

﴿سورۃ الحج ۲۲ : ۳۲﴾

''یہی (حکم) ہے اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے (یعنی ان جانداروں، یادگاروں، مقامات، احکام اور مناسک وغیرہ کی تعظیم جو اللہ یا اللہ والوں کے ساتھ کسی اچھی نسبت یا تعلق کی وجہ سے جانے پہچانے جاتے ہیں) تو یہ (تعظیم) دلوں کے تقویٰ میں سے ہے (یہ تعظیم وہی لوگ بجالاتے ہیں جن کے دلوں کو تقویٰ نصیب ہو گیا ہو۔''

اب دیکھنا یہ ہوگا کہ شعائر اللہ کیا ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ﴿سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۵۸﴾

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں''

صفا اور مروہ ایسی دو پہاڑیاں ہیں جن پر زمانہ جاہلیت میں بت نصب تھے۔اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو اس جگہ پر بتوں کے ہونے کی وجہ سعی کرنا ناگوار گزرا لیکن چونکہ اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی ولیہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے پانی کی تلاش کے لئے سات چکر کاٹے تھے لہذا اللہ تعالیٰ کو اپنی محبوب بندی کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے حاجیوں کے لیے

Marfat.com

صفا و مروہ کے سات چکر کا ٹنا ان کی عبادت میں شامل کر دیے اور صفا اور مروہ کو اپنی نشانیوں میں شامل کر کے ان کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام کا واضح طور پر حکم دے دیا۔

قربانی کے جانوروں کا ادب

اللہ تعالیٰ نے قربانی کے جانوروں کو بھی اپنی نشانیوں میں شامل کر کے ان کی تعظیم و توقیر خود بھی کی اور ہمیں اس کا حکم دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰـهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۝ ﴿سورۃ الحج، ۲۲: ۳۶﴾

''اور قربانی کے بڑے جانوروں (یعنی اونٹ اور گائے وغیرہ) کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنادیا ہے۔''

قربانی کے جانوروں کو بھی اللہ تعالیٰ نے چونکہ اپنے شعائر اللہ میں داخل کر دیا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ادب و احترام تقویٰ کی علامات میں سے ہے تو اب ان کی تعظیم و توقیر بجالانا ضروری ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں اور ان کے تبرکات کی تعظیم ہونا دلی تقوی ہے اور جس جانور یا پتھر کو یا کسی بھی چیز کو اللہ والوں سے نسبت ہو جائے وہ شعائر اللہ بن جاتا ہے۔

قرآن مقدس نے ہدی کے جانور کو کعبہ کی نسبت سے اور صفا اور مروہ کو کعبہ والی ہاجرہ علیہا السلام کی برکت سے شعائر اللہ فرمایا۔'' صاحب کنز الایمان تفسیر روح البیان کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ بزرگوں کی قبور بھی شعائر اللہ ہیں اور جن کو اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جائے وہ سب شعائر اللہ ہیں۔'' (۲۰)

اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے آداب ملحوظ رکھنے کی تعلیم بایں الفاظ فرمائی:

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝

﴿سورۃ البقرۃ: ۲: ۱۲۵﴾

''میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے

Marfat.com

والوں کے لیے پاک (صاف) کردو۔"

مذکورہ بالا آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو بیت اللہ شریف کی حاضری کے آداب بجالانے کا حکم دیا جارہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا ہے کہ میرا یہ گھر کہ جس میں داخل ہونے سے انسان مامون ہو جاتا ہے لہذا میرے جلال و جمال کے مظہر اتم اس گھر کو ہر طرح کی دنیاوی آلائشوں سے پاک رکھا جائے۔

مقدس مقامات کا ادب

وہ مقامات جن کو اللہ تعالیٰ کے اولیاء وصلحا اور اپنے مقربین سے نسبت ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان مقامات کا بھی ادب کرنے کی تلقین فرما رہا ہے۔

مکہ معظّمہ کا ادب

رب کائنات نے مکہ کے ادب واحترام وعظمت کی خاطر حاجیوں پر حالت احرام میں شکار کرنا منع فرمادیا۔

ارشاد ربانی ہے:

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ﴿سورۃ المائدہ۵ : ۱﴾

"(لیکن) جب تم احرام کی حالت میں ہو، شکار کو حلال نہ سمجھنا۔"

یعنی احرام کی حالت میں شہر مکہ میں کسی بھی قسم کا شکار کرنا منع ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم کھا کر شہر مکہ کی نسبت رسول اکرم ﷺ کا شرف دے کر بھی اس کا ادب واحترام کرنے کی تلقین فرمائی۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۝ وَ اَنْتَ حِلٌّم بِهٰذَا الْبَلَدِ۝

﴿سورۃ البلد ۹۰ : ۱، ۲﴾

"میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں ۝ (اے حبیبِ مکرم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں ۝"

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اے میرے محبوب میں اس شہر مکہ کی قسم اس لئے نہیں کھاتا ہوں کہ اس میں بیت اللہ موجود ہے۔ ہاں بیت اللہ کی عظمت اور اس کا ادب واحترام اپنی جگہ مگر شہر مکہ کی قسم صرف اس لئے کھا رہا ہوں کہ اس زمین کو آپ کے مقدس قدمین مبارک نے چھوا ہے اور آپ ﷺ نے اس شہر مکہ میں قدم رنجا فرما کر اس کو قابل تکریم و تعظیم بنا دیا۔

جب حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو مقام تیہ سے آزاد ہونے کے بعد قوم عمالقہ سے جہاد کرنے کا حکم دیا تو انہیں پھر بیت المقدس یا اریحا جانے کا حکم دیا جس میں قوم عمالقہ آباد تھی تو انہیں بھیجتے وقت بیت المقدس میں داخل ہونے کے آداب سکھائے۔

کیونکہ بیت المقدس انبیاء کا مقام ہونے کے باعث متبرک و مقدس شہر ہے تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے آداب بجالانے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا ﴿سورۃ البقرۃ ۲:۵۸﴾

"اور (یہ کہ شہر کے) دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا"

تو معلوم ہوا کہ مقدس مقامات کا ادب واحترام اور تعظیم کرنی چاہیے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۝

﴿سورۃ الحج ۲۲:۳۲﴾

"اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے (یعنی ان جانداروں، یادگاروں، مقامات، احکام اور مناسک وغیرہ کی تعظیم جو اللہ یا اللہ والوں کے ساتھ کسی اچھی نسبت یا تعلق کی وجہ سے جانے پہچانے جاتے ہیں) تو یہ (تعظیم) دلوں کے تقویٰ میں سے ہے (یہ تعظیم وہی لوگ بجالاتے ہیں جن کے دلوں کو تقویٰ نصیب ہو گیا ہو)۔"

اللہ تعالیٰ کی بزرگ و صالح ہستیوں سے نسبت کی وجہ سے ہی ان مقامات کو بھی شعائر

Marfat.com

اللہ کہا جاتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ ﴿سورۃ البقرۃ ۲: ۱۵۷﴾

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

حضرت موسیٰ اور وادی طویٰ کا ادب

حضرت موسیٰ جب آگ کی تلاش میں نکلے تو دور آپ کو آگ چمکتی ہوئی دکھائی دی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آگ کو لینے کے لئے اس کی طرف بڑھے اور جب قریب پہنچے تو ندا آئی جس کو قرآن مقدس نے اس عظیم پیرائے میں بیان کیا ہے:

فَلَمَّآ اَتٰـهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ٥ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ ج اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ٥ ﴿سورۃ طٰہٰ ۲۰: ۱۱، ۱۲﴾

پھر جب وہ اس (آگ) کے پاس پہنچے تو ندا کی گئی اے موسیٰ! بے شک میں ہی تمہارا رب ہوں سو تم اپنے جوتے اتار دو، بے شک تم طویٰ کی مقدس وادی میں ہو

لہٰذا ادب کا تقاضا یہ ہے کہ تم اپنے جوتے اتار دو اور اپنے پاؤں کو اس مقدس وادی خاک سے بابرکت کرلو۔ (۲۱)

ادب مقام ابراہیم

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے کعبہ اللہ کی تعمیر کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں اور پیاروں کی ہر ادا بڑی پیاری اور محبوب ہوتی ہے، یہاں تک کہ بے جاں پتھر کی تعظیم و توقیر اور ادب اور احترام کو قیامت تک کے مسلمانوں کی عبادت (حج) میں شامل کرلیا گیا۔ اس پتھر کو سامنے رکھ کر اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے طواف کے نفل ادا کرنا ہر حاجی کے لیے ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے محبوبوں اور پیاروں سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کا ادب دراصل خود اس ہستی

Marfat.com

کا ادب ہے جس کی وجہ اس شئے کو شرف حاصل ہوا تو معلوم ہوا کہ عین نماز کی حالت میں بھی اللہ کی تعظیم جائز ہے۔ لہذا عین نماز میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم بھی نماز کو ناقص نہیں بلکہ کامل بنائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ﴿سورۃ البقرۃ ۲: ۱۲۵﴾

''اور (حکم دیا کہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقامِ نماز بنالو۔''

زیارت مدینہ اور اس کے آداب

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

من رانی بعد وفاتی فکانما رانی فی حیاتی (۲۲)

''جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔''

ابن عدی وطبرانی و دارقطنی نے بروئیت عمرؓ اس حدیث کو بیان کیا۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من زار قبری بعد وفاتی کان کمن زار نی فی حیاتی (۲۳)

جو شخص مدینہ منورہ کا قصد کرے تو اسے چاہیے کہ درود پڑھے اور جب اس کی نگاہ مدینہ منورہ کی دیواروں پر پڑے تو کہے الٰہی یہ تیرے رسول ﷺ کا حرم ہے پس تو اس کو میرے لئے آگ سے بچا اور عذاب اور برے حساب سے امن بنادے۔

پھر عمدہ کپڑے پہنے خوشبو لگائے اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہونے لگے تو تواضع اور تعظیم کا پیکر بن کر داخل ہو اور کہے:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۸۰﴾

Marfat.com

اور آپ (اپنے رب کے حضور یہ) عرض کرتے رہیں: اے میرے رب! مجھے سچائی و خوش نودی کے ساتھ داخل فرما اور مجھے سچائی وخوش نودی کے ساتھ باہر لے آ اور مجھے اپنی جانب سے مددگار غلبہ وقوت عطا فرمادے۔

پھر مسجد نبوی میں جا کر منبر شریف کے پاس دو رکعتیں پڑھے اور کوشش کرے کہ جس قدر مسجد وسیع کرنے سے پہلے تھی اس احاطہ میں نماز پڑھے۔ پھر اَدبا قبر مبارک کے پاس آئے اور چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو کر اس کا نام لے کر احتراماً سلام عرض کرے۔ پھر حضرت عمرؓ وابوبکر صدیقؓ پر سلام بھیجے پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر خدائے تعالیٰ کی تحمید وتمجید کہے اور آپ ﷺ پر درود کی کثرت کرے۔

کاشانہ نبوی ﷺ میں داخلے کے آداب

وہ ہستی جو ساری انسانیت کے لئے واجب الاحترام ہے اس کے ادب واحترام گفتگو اور تخاطب کے آداب بھی قرآن مجید نے اہل ایمان کو سکھائے ہیں اسی طرح نبی کریم ﷺ کے گھروں میں بغیر اجازت داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کے ادب واحترام کے منافی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ لا وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ط وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿سورۃ الاحزاب، ۳۳:۵۳﴾

اے ایمان والو! نبی (مکرم ﷺ) کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ

Marfat.com

تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے (پھر وقت سے پہلے پہنچ کر) کھانا پکنے کا انتظار کرنے والے نہ بنا کرو، ہاں جب تم بلائے جاؤ تو (اس وقت) اندر آیا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو (وہاں سے اُٹھ کر) فوراً منتشر ہو جایا کرو اور وہاں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے رہنے والے نہ بنو۔

یقیناً تمہارا ایسے (دیر تک بیٹھے) رہنا نبی (اکرم ﷺ) کو تکلیف دیتا ہے اور وہ تم سے (اُٹھ جانے کا کہتے ہوئے) شرماتے ہیں اور اللہ حق (بات کہنے) سے نہیں شرماتا، اور جب تم اُن (اَزواجِ مطہرات) سے کوئی سامان مانگو تو اُن سے پسِ پردہ پوچھا کرو، یہ (ادب) تمہارے دلوں کے لیے اور ان کے دلوں کے لیے بڑی طہارت کا سبب ہے، اور تمہارے لیے (ہرگز جائز) نہیں کہ تم رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ (جائز) ہے کہ تم اُن کے بعد اَبد تک اُن کی اَزواجِ (مطہرات) سے نکاح کرو، بے شک یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا (گناہ) ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے حجروں میں داخل ہونے یا نہ ہونے کے متعلق ہدایات جاری ہیں۔ فرمایا جب تک حضور ﷺ اجازت نہ دیں تمہارا آنا قطعنا ممنوع ہے اور جب اجازت ہے تو داخل ہو سکتے ہو۔

وہ بھی اتنے وقت کے لیے کہ کھانا کھاؤ اور اس کے بعد فوراً اُٹھ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دیر تک بیٹھنے سے نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچے۔

بعض لوگوں کا دستور تھا کہ جب نبی کریم ﷺ کے کسی حجرہ شریف سے دھواں اٹھتے ہوئے دیکھتے تو باہر آ کر اس انتظار میں بیٹھے رہتے کہ ابھی کھانا تیار ہوگا اور ہمیں کھانے کی دعوت دی جائے گی۔

زیارت قبر انور کے آداب

ابن الحاج مالکی اپنی کتاب ''المدخل'' میں لکھتے ہیں۔ ''جب زائر مدینہ مکہ معظمہ سے زیارت نبوی کی نیت سے نکلے تو اس کی ساری توجہ زیارت نبوی اور مسجد نبوی میں ادائیگی نماز کی طرف ہو، لیکن مقاصد جلیلہ کے ساتھ دیگر مقاصد کو شامل نہ کرے، کیونکہ آقائے دو جہاں ﷺ

Marfat.com

متبوع ہیں تابع نہیں۔ انہی کی ذات اقدس سفر کا مرکز ومحور ہے جب شہر مدینہ میں داخلہ کی سعادت حاصل ہو تو بہتر یہی ہے کہ مدینہ منورہ سے باہر مسافروں کے اترنے کا جو مقام مقرر ہے اسی مقام پر اترے اور جب شہر حضور ﷺ میں داخلہ کا وقت آئے تو غسل اور وضو کرے اچھی سے اچھی پوشاک پہنے نوافل ادا کرے، توبہ کی تجدید کرے اور پیدل چلتا ہوا اندر داخل ہو کر تصویر عجز وانکسار بن جائے کہ وہ شہنشاہ کونین ﷺ کے دربار اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''غنیۃ الطالبین طریق الحق'' میں زیارت النبی ﷺ کے آداب تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

''زائر مدینہ بارگاہ نبوی میں استغاثہ پیش کرے، اللہ کی بارگاہ میں حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا کرے۔ الوداعی زیارت کے وقت (یوں) سلام شوق پیش کرے الوداع یارسول اللہ الوداع، اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجات پیش کرنے کے بعد اپنی حاضری قبولیت کی بھی دعا مانگے اور التجا کرے کہ مولا یہ زیارت آخری نہ ہو۔'' (۲۴)

تابوت سکینہ اور (آثار انبیاء) کا ادب

بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے طالوت کی بادشاہت اور فتح وکامیابی کی جب دعا مانگی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے سامنے طالوت کا ایک صندوق آئے گا اس کا ذکر قرآن مقدس میں بایں الفاظ کیا گیا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ○

﴿سورۃ البقرۃ ۲: ۲۴۸﴾

''اور ان کے نبی نے ان سے فرمایا اس کی سلطنت (کے مِنْ جانبِ اللہ ہونے) کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس صندوق آئے گا اس میں تمہارے رب کی طرف سے سکونِ قلب کا سامان ہوگا۔''

Marfat.com

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس تابوت کی برکت سے بنی اسرائیل کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی ۔ جنگ میں جب وہ اس کو آگے آگے رکھتے تو اس کی وجہ سے انہیں کامیابی نصیب ہوتی ۔ چونکہ اس تابوت کے اندر انبیاء کرام اور انکے مکانات کی تصویریں اور آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دولت خانہ کی تصویر، توریت کی تختیوں کے کچھ ٹکڑے حضرت موسیٰ کا عصا مبارک، آپ کے کپڑے مبارک، نعلین شریف اور حضرت ہارون کا عمامہ اور ان کا عصا مبارک اور تھوڑا سا بنی اسرائیل پر اترنے والا من و سلوی بھی تھا۔

لہذا ان تمام تبرکات کا جب تک بنی اسرائیل ادب واحترام کرتے رہے تو اس وقت تک فتح وکامرانی ان کا مقدر رہی اور جب ان کی بدعملی حد سے بڑھ گئی تو ان پر قوم عمالقہ مسلط ہوگئی جو بنی اسرائیل سے یہ تابوت بھی چھین کر لے گئی اور اس کی بے حرمتی کی اور اس کو گندی جگہ پر پھینکا ۔اس گستاخی و بے ادبی کی وجہ سے عمالقہ سخت بیماریوں میں مبتلا ہوگئی جو کوئی اس کے پاس پیشاب کرتا تو اس سے اسے بواسیر ہو جاتی ۔ نتیجتاً عمالقہ کی پانچ بستیاں تباہ و برباد ہوگئیں۔

تب انہیں یقین آیا کہ یہ مصائب وآلام اس تابوت کی بے ادبی کی وجہ سے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف انہوں نے اسے بیل پر لاد کر بیل کو ہانک دیا اور دوسری طرف حضرت شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اسی تابوت کی آمد کی نشانی بتائی۔

خلاصتاً معلوم ہوا کہ جن اشیاء کو انبیا کرام وصلحا سے نسبت ہو جائے ان کی تعظیم وتوقیر اورادب واحترام بجالانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ کے ان مقرب بندوں کا کہ جن سے ان چیزوں کو نسبت ہوتی ہے۔

اہل بیت اطہار کے آداب

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ﴿سورة آل عمران: ۳: ۱۰۳﴾

''اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔''

Marfat.com

تفسیر نعیمی اور صاحب کنزالایمان نے ''حبل اللہ'' سے مراد اہل بیت اطہار لئے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿سورۃالشعراء ۲۶: ۲۱۴﴾

''اور (اے حبیبِ مکرّم!) آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو (ہمارے عذاب سے) ڈرائیے''۔

ازواج مطہرات کا ادب

قرآن مقدس میں ازواج مطہرات سے گفتگو کے آداب بھی بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔کیونکہ جہاں دیگر انبیائے کرام سے نسبت ہوجانے والی اشیاء وتبرکات کی بے ادبی طرح طرح کے مسائل اور مصائب کا سبب بنتی ہے تو بالکل اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی ہی معاذ اللہ بے ادبی و گستاخی کے مترادف ہوگا۔اس لئے اہل بیت اطہار کے آداب بھی سکھائے گئے ہیں۔

ارشاد فرمایا:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

﴿سورۃالاحزاب: ۳۳: ۵۳﴾

''اور جب تم اُن (اَزواجِ مطہّرات) سے کوئی سامان مانگو تو اُن سے پسِ پردہ پوچھا کرو۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ازواج مطہرات سے سوال کرنے کا طریقہ اور کوئی بھی چیز مانگنے کا سلیقہ وادب سکھایا گیا ہے، چونکہ ازواج مطہرات سے بلاتکلف بات چیت کرنے کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچی تھی تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے محبوب کی بارگاہ کے آداب بجا لانے کیلئے اہل بیت اطہار کے آداب کو بھی لازمی قرار دے دیا تاکہ بے ادبی تک کا شائبہ بھی نہ رہے۔

اولیا صلحا۔قرآن کی نظر میں

عینیہ بن حصن الفزاری جو کہ قبیلہ مفر کا سردار تھا جب اس نے حضور اکرم ﷺ کی

Marfat.com

بارگاہ میں یہ شرط پیش کی کہ اگر آپ ﷺ اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیں بوجہ اس کے کہ ان سے پسینہ کی بدبو آرہی ہے تو اسوقت چونکہ آپ ﷺ کے پاس سلمان فارسیؓ، ابوذرؓ اور دیگر اکابر صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے تو عینیہ کی یہ شرط لگانے کے بعد آپ ﷺ پر فوراً حضرت جبرائیل امین وحی لے کر حاضر ہوئے۔(۲۵)

ارشاد ربانی ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ﴿سورۃ الکھف ۱۸: ۲۸﴾

''(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح وشام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزومند ہیں) تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں ان سے نہ ہٹیں، کیا تو (ان فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے۔

اور تو اس شخص کی اطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے امت مسلمہ کے عام افراد کو یہ حکم دے رہا ہے کہ تم بھی اللہ والوں کی صحبت اختیار کیا کرو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح شام ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اور لحہ بھر کے لئے بھی یاد الٰہی ان کے دلوں سے محو نہیں ہوتی۔

محبوب کی پسند دراصل محبّ کی پسند ہوتی ہے

درحقیقت جو شخص کسی کو محبوب لگتا ہے تو اس کا محبّ بھی ہر اس شخص کو محبوب رکھے گا جس کو محبوب پسند کرے گا۔

اسی طرح محبوب جس شخص کا ادب واحترام کرتا ہے تو محبّ بھی اس شخص کا ادب و

Marfat.com

احترام کرے گا، علی ھذا القیاس محبوب کی پسند و ناپسند محبّ کی پسند و ناپسند ہو جائے گی۔

قاضی عیاض اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وھذہ سیرۃ سلف حتی فی المباحات والشھوا ت النفس (۲٦)

''اور یہی طرز عمل صحابہ کرامؓ کا بھی رہا ہے۔ یہ حضرات مباحات اور من پسند چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی سنت نبوی ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔ (۲۷)

اولیاء وصلحا چونکہ حضور اکرم ﷺ کا ادب بجالاتے تھے اور بے ادبی و گستاخی جرم سمجھتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے امت نبوی کے ہر شخص کو یہ حکم دے دیا کہ تم بھی میرے محبوب سے محبت کرنے والوں سے محبت کرنا اور میرے محبوب کی تعظیم و توقیر اور ادب بجالانے والوں کی توقیر کرنا اور ان کا ادب کرنا اور وہ جن جن چیزوں سے محبت رکھتے ہیں ان کا ادب و احترام کرنا۔

مذکورہ بالا قول کی روشنی میں ہر وہ شخص اور ہر وہ شے جسے اولیاء اللہ سے نسبت ہو گئی یا جس کا اولیاء اللہ نے ادب کیا ہر اس چیز کا ادب بجالانا ہمارے لئے بھی ضروری ہے۔

اس لیے تو ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے فرمایا:

تجھے یاد کیا نہیں ہے میری دل کا وہ زمانہ
وہ ادب گہ محبت وہ نگہ کا تازیانہ (۲۸)

اصحاب کہف کا باادب کتا

اصحاب کہف کے ساتھ 903 سال تک ایک خدمت گزار کتا بھی رہا اور غار کے دھانے پر باادب ہو کر پاؤں پھیلائے اولیاء اللہ کی حفاظت پر مامور رہا۔ چنانچہ اللہ کے اولیاء وصلحا کے ادب کرنے والے کتے کا بھی قرآن مجید میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ﴿سورۃ الکھف ۱۸:۸۸﴾

Marfat.com

''ان کا کتا (ان کی) چوکھٹ پر اپنے دونوں بازو پھیلائے (بیٹھا) ہے۔''

مفسرین لکھتے ہیں کہ وقفے وقفے سے اصحاب کہف جب اپنا پہلو بدلتے تو غار کے دھانے پر بیٹھا ہوا کتا بھی انہی کی اطاعت واتباع میں اپنی کروٹ بدلتا رہا اور ان اصحاب کہف کی اطاعت واتباع کی صورت میں ادب واحترام بجالاتا رہا۔(۲۹)

نوٹ: اللہ تعالیٰ کو اس کتے کو اللہ کے بندوں کے ادب میں بیٹھنا اتنا پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کا جتنی دفعہ ذکر کیا اتنی ہی دفعہ اس کتے کا بھی ذکر کیا۔

والدین کا ادب واحترام

حقیقت یہ ہے کہ زندگی کا تعلق انسان سے ہے اور انسانی زندگی کا آغاز ماں باپ سے ہوتا ہے یعنی خاندانی زندگی کی عمارت عائلی نظام میں ماں باپ پر استوار ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی مقامات پر اس حوالے سے فرمایا:

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿سورۃ النساء ۴: ۱﴾

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں (میں بھی تقویٰ اختیار کرو)، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے ۝

اور ان کا ادب واحترام کا حکم دیا ہے اور فرمایا:

وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

﴿سورۃ النساء ۴: ۳۶﴾

''اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔''

Marfat.com

اجمالی بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے بعد والدین کے ذکر کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

﴿سورۃ النساء ۴: ۳۶﴾

''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔''

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا اور پھر فرمایا کہ میری عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (یعنی شرک نہ کرو) اور اس کے بعد ارکان اسلام بیان نہیں فرمائے بلکہ والدین کے ساتھ بھلائی (حسنِ سلوک) کا حکم دیا ہے۔ جب سے ہم نے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کے عمل کو ترک کر کے دیگر ترجیحات کو فوقیت دی ہے اس وقت سے معاشرے میں مسائل نے بھی نہ صرف جنم لیا ہے بلکہ ہم نے آخرت میں بھی خسارہ کا سودہ کرلیا ہے

اسی طرح ایک اور جگہ سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ﴿سورۃ البقرۃ، ۲: ۸۳﴾

''اور (یاد کرو) جب ہم نے اولادِ یعقوب سے پختہ وعدہ لیا کہ اللہ کے سوا (کسی اور کی) عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔''

حکم ہوتا ہے کہ اے لوگو اللہ کی عبادت میں کبھی شرک کو اپنے قریب تک نہ پھٹکنے دو، پھر جب تم اس بات کو اپنا معمول بنالو تو والدین کے ساتھ نیکی اور احسان اور ان کے ادب واحترام کو اپنا شعار بنالو۔ توحید اور اطاعت وعبادت الٰہی اور شرک کی نفی کا حکم جہاں ختم ہوتا ہے وہاں والدین کے حقوق کا بیان شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو والدین کے

Marfat.com

ادب واحترام کا کتنا پاس ہے۔

قابل توجہ نکتہ

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حقوق والدین اوران کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی توحید کے فورا بعدان کا ذکر کیا۔

والدین کا غیر مشروط ادب واحترام

اللہ تعالیٰ نے والدین سے نیکی کا حکم اوران کا ادب واحترام کرنے کا حکم مطلقا فرمایااور اس کیلئے کوئی قید نہیں لگائی

جیسے ارشاد فرمایا:

وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ﴿سورۃ النساء ۴:۳۶﴾

اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

یعنی والدین چاہے نیک ہوں یا بد، ان سے بھلائی کی جائے اوران کی ہر بات کوادبا واحتراما مانا جائے۔والدین اگر چہ فاسق وفاجر ہی کیوں نہ ہوں اولاد کے لئے ان کا درجہ ایسا ہی ہے جیسا کہ نیک، متقی اور پرہیز گار والدین کا گویاوہ اجر جواولاد کوولیہ ماں اور ولی باپ کی خدمت سے ملتا ہے ویسا ہی اجر مشرک اور گنہگار ماں اور باپ کی خدمت سے ملتا ہے۔اس لئے کہ یہ اجر نہ ان کی ولایت وفضیلت سے ہے اور نہ ہی ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے اس میں کمی ہوتی ہے ۔یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقا بغیر کسی شرط کے والدین کے ساتھ حسن سلوک اوران کا ادب واحترام بجالانے کا حکم دیا ہے۔

والدین سے ''اُف'' تک نہ کہو

والدین سے نیکی اور بھلائی اوران کے ادب واحترام کا کمال مظاہرہ کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشادفرمایا۔

Marfat.com

اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُھُمَاۤ اَوۡ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّھُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡھَرۡھُمَا وَقُلۡ لَّھُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًاo وَاخۡفِضۡ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ﴿سورۃ الاسراء، ۱۷ : ۲۳، ۲۴﴾

''اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں 'اُف' بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔ وران دونوں کے لیے نرم دلی سے عجز وانکساری کے بازو جھکائے رکھو اور (اللہ کے حضور) عرض کرتے رہو اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے (رحمت و شفقت سے) پالا تھا''

جہاں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا کہ اگر دونوں ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائے تو پھر انہیں ''اُف'' تک کا کلمہ کہنے کی بھی ممانعت ہے کیونکہ یہ بھی بے ادبی شمار ہوتی ہے۔ ''اُف'' تک نہ کہنے کا معنی یہ ہے کہ تمہاری زبانیں تمہارے والدین کے بارے میں ادب واحترام کی خاطر اس حد تک بند ہو جائیں کہ ان کی کسی بات پر خفگی اور ناراضگی کا اظہار نہ ہونے پائے اور کبھی ایسا نہ ہو تو کہ تمہارا پیمانہ صبر ان کے معاملے میں اس حد تک لبریز ہو جائے کہ تم انہیں جھڑکنے لگو یا ان کے ساتھ سختی و درشتی اور تلخی کے ساتھ پیش آؤ اور اس طرح ان کی دل شکنی ہو جائے۔

ادب والدین اور دو قرآنی احکام

قرآن کریم میں والدین کے بارے میں دو حکم دیے گئے ہیں۔

(۱) ادب والدین کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان سے احسان اور نیکی سے پیش آئیں۔

(۲) ادب والدین اس بات کا بھی متقاضی ہے کہ جب ان پر بڑھاپا آجائے تو ان کا خاص خیال اور دلجوئی کو ملحوظ نظر رکھا جائے۔

Marfat.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا حضرت ابراہیم کا ادب بجالانا

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند تیرہ چودہ برس کے ہو گئے تو آپ علیہ السلام پر ایک نیا امتحان آ پہنچا۔ آپ علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کی خاطر ذبح کر رہے ہیں چنانچہ آپ فوراً اپنے لخت جگر کو فرمان خداوندی پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور اپنے نوخیز بیٹے سے یہ سارا ماجرا کہہ سنایا۔

اس ماجرا کو قرآن پاک ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَا ذَا تَرٰی

﴿سورۃ الصفت: ۳۷: ۱۰۲﴾

"(ابراہیمؑ نے) فرمایا: اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں سو غور کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے جب یہ خواب بیان کیا تو اس پیکر رضا نے جو جواب دیا۔

قرآن کریم نے اس کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے:

قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ○

﴿سورۃ یوسف ۱۲: ۱۰۰﴾

"(اسماعیلؑ نے) کہا ابا جان! وہ کام (فوراً) کر ڈالیے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔"

اس آیت کریمہ میں "ستجدنی" آپ مجھے پائیں گے، "ان شاء اللہ من الصابرین" "اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو صبر کرنے والوں میں۔"

مذکورہ الفاظ بڑی توجہ کے حامل ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کمال ادب کا

Marfat.com

مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے والد محترم کو جواب دیا کہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے تا کہ آپ نے کہا میں صبر کرنے والوں میں سے ہوں گا۔ یعنی اپنے والد محترم کے ادب کی خاطر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ الفاظ استعمال کرنا بھی بے ادبی سمجھا۔ مزید برآں یہ کہ جب باپ بیٹا دونوں کی تعمیل میں گوشہ تنہائی میں پہنچے تو حضرت اسماعیلؑ نے اس وقت بھی ادب پدری کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی پدر محترم میرے ہاتھ اور پاؤں رسی سے باندھ دیں مبادہ بے خبری میں انہیں ہلا بیٹھوں اور آپ پر میرے خون کے چھینٹے پڑ جائیں۔ (۳۰)

"یا محمد" ﷺ کہہ کر پکارنے کی شرعی حیثیت

"یا محمد" کہہ کر پکارنے کے حوالے سے علماء فقہاء کی مختلف آراء ہیں

"یا محمد" کہنا واجب ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ نے جنگ یمامہ میں بالا جماع یا محمداہ کہا تھا کیونکہ دشمن اپنے جھوٹے نبی یا مسیلمہ کہہ رہے تھے۔

اگر کوئی عاشق اپنی حصول عزت کے لئے یا محمد کہے تو یہ مستحسن ومباح ہے مثلاً ماں باپ کو نام سے پکارنا اچھا نہیں لگتا خلاف ادب ہے مگر کوئی بیٹا اکیلے حصول لذت کے لیے ماں باپ کا نام پکارے تو مباح ہے۔

عام آدمی جس کے ذہن میں نہ تنقیص و گستاخی کا پہلو ہو اور نہ ہی ادب کا خیال اپنے دل میں کہہ رہا ہو تو یہ مکروہ ہے۔

گستاخ و بے ادب رسول ﷺ علامات

حضور نبی کریم ﷺ کی گستاخی واہانت کا ارتکاب کرنے کے لئے قرآن حکیم علامات ونشانیاں کیں ہیں اور یہ واضح کیا کہ گستاخ رسول کی بارگاہ الوہیت میں کیا حیثیت ہے

اللہ تبارک نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۙ هَمَّازٍ مَّشَّآئٍۭ بِنَمِيمٍ ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ

Marfat.com

اَثِیْمٍ ۙ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ ۙ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِیْنَ ؕ

﴿سورۃ القلم ۶۸: ۱۰، ۱۲﴾

اور آپ کسی قسمیں کھانے والے ذلیل (جھوٹے) شخص کی باتیں نہ مانیں جو لوگوں کو طعنہ دیتا اور چغلی کھاتا رہتا ہے جو نیک کام سے لوگوں کو روکتا ہے۔ حد سے بڑھا ہوا بدکار ہے جو بدزبان ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ انہیں خصلتوں کے باعث بدنام اور عالم میں اپنی حرکتوں کی وجہ سے رسوا ہے۔ یہ زعم اور گھمنڈ کافر کو اس لئے ہے کہ وہ مال و اولاد والا ہے۔

اس مقام پر اللہ رب العزت کا یہ خطاب انتہائی پرجلال اور غیض وغضب کا آئینہ دار ہے ایسا کیسے نہ ہو کیونکہ یہ اس شخص کے بارے میں جو شان رسالت مآب میں گستاخی واہانت کا ارتکاب کر رہا ہے۔

جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آیہ کریمہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو گستاخ رسول تھا۔ اور ان سارے رزائل کا مرقع تھا۔

حضور اکرم ﷺ کی بے ادبی کی مذمت

قرآن عظیم کی وہ آیت کریمہ جس میں نبی کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے سخت ممانعت آئی ہے اور ایسے لوگوں کے خلاف ضبط اعمال کی لرزہ خیز سزا سنائی گئی ہے۔ اس کے ذیل میں حضرت فاضل مصنف تحریر فرماتے ہیں۔

اب ہر عاقل کو چاہیے کہ اس پر قیاس کر کے کہ جب ادنی بے ادبی کا یہ عبرتناک انجام ہے تو صریح گستاخیوں کا کیا انجام ہوگا؟

یہاں ایک بات اور سمجھ لینی چاہئے کہ اتنی سی بے ادبی کی جو اتنی سخت سزا مقرر کی گئی ہے تو اس کے لئے حضرت محمد ﷺ کی طرف سے کوئی درخواست نہ تھی بلکہ اس کا منشاء صرف غیرت الٰہی تھا کہ اس کے حبیب کریم ﷺ کی کسی طرح شان نہ ہو۔ اسی وجہ سے صحابہ کرامؓ ہمیشہ خائف وترساں رہتے تھے کہ کہیں ایسی کوئی حرکت صادر نہ ہو جائے جس سے غیرت الٰہی جوش

Marfat.com

میں آجائے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ اس عالم فانی سے تشریف لے گئے تو کیا حضرت کی محبوبیت یا کبریائی میں فرق آگیا؟ نعوذ باللہ من ذالک کوئی مسلمان بھی اس کے قائل نہ ہوگا کیونکہ صفات الٰہی میں کسی قسم کا تغیر ممکن نہیں ہے۔

پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس آیت کریمہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ ظاہر و باطن میں ایسا مؤدب رہے جیسا صحابہ رہتے تھے۔ اور یہ نہ سمجھے کہ صرف حضرت محمد ﷺ کے روبرو ادب کی ضرورت تھی اب نہیں ہے۔ اسلئے کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کا ہمیشہ حامی ہے۔

مولانا رومؒ کے نزدیک ادب مصطفیٰ ﷺ

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد (۳۱)

بے ادب نے نہ صرف اپنے آپ کو خراب کیا بلکہ اس نے تمام اطراف میں آگ لگادی۔

آداب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے لیے الفاظ کا چناؤ

یہودی مذہب کے لوگ جب حضور ﷺ سے گفتگو کرتے تو حضور ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے رَاعِنا کہا کرتے تھے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ حضور ہماری طرف رعایت فرمائیں یعنی اچھی طرح بات ذہن نشین کرادیں۔ چنانچہ انہیں دیکھ کر صحابہء کرام بھی حضور ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرے کیلئے رَاعِنا کہنے لگے۔

لیکن یہودیوں کے لئے یہاں رَاعِنا کا لفظ گالی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا تھا اور یہودی رَاعِنا کے لفظ سے یہی مراد لیتے تھے۔ اس بنیاد پر حق تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ اب تم رَاعِنا کے بجائے انظرنا کہا کرو جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ہماری طرف نگاہ کرم مبذول فرمائیں یعنی اس لفظ کا استعمال ہی ترک کردو جس میں توہین کا بھی ایک پہلو ہے۔ جب صحابہ کرام کو معلوم ہوا کہ اس لفظ میں اہانت کا مفہوم بھی شامل ہے تو انھوں نے اعلان کردیا کہ جس کی زبان سے یہ کلمہ سنو اس کی گردن ماردو۔ اس کے بعد پھر کسی یہودی نے اس کلمہ کا استعمال نہیں کیا۔

Marfat.com

ہر چند صحابہ کرام اس لفظ کو نیک نیتی سے تعظیم کے محل میں استعمال کرتے تھے مگر چونکہ دوسری زبان میں یہ گالی تھی اس لئے حق تعالیٰ نے اس کے استعمال سے منع فرما دیا۔ اب یہاں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس لفظ میں کنایۃً بھی توہین نہ تھی صرف دوسری زبان کے لحاظ سے استعمال اس کا ناجائز ٹھہرا تو وہ الفاظ ناشائستہ جن میں صراحۃً حضور ﷺ کی کسر شان ہو کیونکر جائز ہوں گے۔

صرف مومنین کو مخاطب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے الفاظ نیک نیتی سے بھی استعمال کرنا درست نہیں۔ پھر سزا اس کی یہ ٹھہرائی گئی کہ جو شخص یہ الفاظ کہے خواہ کافر ہو یا مسلمان اس کی گردن ماردی جائے۔ بالفرض اگر کوئی مسلمان بھی یہ الفاظ کہتا تو اس وجہ سے کہ حکم عام تھا بیشک اس کی گردن ماردی جاتی اور کوئی یہ نہ پوچھتا کہ اس لفظ سے تمہاری مراد کیا ہے تھی۔ اب غور کرنا چاہیے کہ جو الفاظ خاص توہین کے محل میں مستعمل ہوتے ہیں انہیں آنحضرت ﷺ کی نسبت استعمال کرنا خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً کس درجہ قبیح ہوگا۔

بارگاہِ رسالت کی بے ادبی کی سزا

اگر صحابہ کے روبرو جن کے نزدیک رَاعِنَا کہنے والا مستوجب قتل تھا، کوئی اس قسم کے الفاظ استعمال کرتا تو اس کے قتل میں کچھ تامل ہوتا یا سزا سے بچنے کے لئے تاویلات واردہ کچھ مفید ہوسکتیں؟ ہرگز نہیں۔

مگر اب سوا اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ اس زمانے کو یاد کر کے اپنی بے بسی پر رویا جائے۔ اب پرانے خیالات والے وہ پختہ کار کہاں ہیں جن کی حمیت نے اسلام کے جھنڈے شرق وغرب میں گاڑ دیے تھے۔ ان خیالات کے جھلملاتے ہوئے چراغ کو آخری زمانے کی ہوا نہ دیکھ سکی۔ میدا خالی پا کر جس کو جو جی چاہتا ہے کمال جرات کے ساتھ کہہ دیتا ہے۔ پھر اس دیدہ دلیری کو دیکھئے کہ جو گستاخیاں اور بے ادبیاں قابل سزا تھیں۔ انہی پر ایمان کی بناء پر قائم کی جا رہی ہے۔ جب ایمان ہ ہو تو بے ایمانی کا مضمون کیا ہوگا۔

Marfat.com

بارگاہ رسالت کے ادب واحترام کو شرک قرار دینے کی مذمت

وہ صحابہء کرام ہر قسم کے آداب خود ایجاد کرتے تھے اور ان پر کوئی اعتراض بھی نہیں کرتا تھا اس لئے کہ اس وقت تک بنیاد بے ادبی کی نہیں پڑی تھی۔ اور اگر چند خودسروں نے بنیاد ڈالی بھی تھی تو ان کے بداعتقادیوں نے انہیں مومنین مخلصین کے دائرہ سے خارج کر دیا تھا۔ اور دوسرے نام کے ساتھ نہیں مشتہر کر دیا تھا۔

اس لئے کوئی ان کی باتوں پر کان نہیں دھرتا تھا۔ اور اس آخری زمانے کا یہ حال ہے کہ باوجودیکہ ان حضرات نے جن کی پیروی ہمارے لئے ضروری ہے قسم قسم کے آداب کی ہمیں تعلیم دی اب اگر ان کی پیروی میں آج کسی سے اس قسم کے افعال صادر ہو جائیں تو ہر طرف سے اعتراض کی بوچھاڑ ہونے لگتی ہے۔ اور صرف اعتراض ہی نہیں بلکہ شرک تک نوبت پہنچادی جاتی ہے۔ حق تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ادب نصیب فرمائے۔ (۳۲)

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔تفسیر مظہری،ج،۹ص۴۴

۲۔تفسیر ضیاء القرآن،ج۴،ص،۵۸۲

۳۔تفسیر فیوض الرحمان،ص۷۴۷

۴۔تفسیر ضیاء القرآن،ج،۴،ص،۵۸۲

۵.تفسیرروح المانی،ج،۱۳،ص،۱۴۴

۶.تفسیر روح البیان،ج،۹،ص،۶۴

۷.نسیم الریاض ،ج،۴،ص،۳۵۱

۸.۱.الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول الله ﷺ کتاب المغازی باب بعث علی بن ابی طالب و خالد بن الولید الی الیمن قبل حجة الوداع ،ج،۴،ص:۱۵۸۱الرقم الحدیث۴۰۹۴

۲۔الجامع الصحیح(المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله ﷺ)، کتاب الزکاة باب ذکر الخوارج و صفاتهم جلد ۲ ص ۷۴۳ الرقم الحدیث ۱۰۶۴

۹۔تفسیر القرآن العظیم،ج:۴،ص:۲۰۷

۱۰۔تفسیر القرآن العظیم،ج:۴،ص:۲۰۷

۱۱۔تفسیر القرآن العظیم،ج:۴،ص:۲۱۰

۱۲۔المفردات فی غریب القران،ج،۱،ص:۱۲۸

۱۳.تاج العروس،ج۴،ص:۱۱۱

۱۴۔تفسیر کبیر،ج۲،ص:۳۱۸

۱۵.المواهب الدینه،ج،۱ص،۶۳

۱۶۔شرح صحیح مسلم،باب شفاعت،ج،۱،ص،۱۵۳،رقم الحدیث،۳۸۸

Marfat.com

۱۷۔سیرت سید لولاک ﷺ، ص، ۶۷

۱۸۔احوال الانبیاء، ج اول، ص: ۵۵۷

۱۹۔فلسفہ احکام حج، ص: ۷۷، ۷۸

۲۰۔کنز الایمان، ۵۳۵

۲۱۔تفسیر ضیاء القرآن، ج ۳ ص ۱۰۶

۲۲۔سنن دار القطنی: جلد ۲ ص ۲۷۸

۲۳۔شہر مدینہ اور زیارت رسول ﷺ، ص ۱۳۳، ۱۳۴

۲۴۔تفسیر ضیاء القرآن، ج ۱ ص ۲۵

۲۵۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، ج ۲ ص ۲۱

۲۶۔تذکار رسالت ﷺ، ص، ۵۳۲

۲۷۔کلیات اقبال، (بال جبریل) ص: ۳۵۳

۲۸۔شان اولیاء: ص ۶۷

۲۹۔تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ ص ۲۱۲

۳۰۔مثنوی دفتر اول، ص، ۵۰

۳۱۔مقام مصطفیٰ ﷺ، ص، ۲۶۔۳۳

۳۲۔مقام مصطفیٰ ﷺ، ص، ۳۶

Marfat.com

Marfat.com

باب سوم

صحابہ کرامؓ کا بارگاہ رسالت میں ادب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ عَلَى النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ لاَ أَرَاكِ تَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَجَعَلَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- يَحْجُزُهُ وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- حِينَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ كَيْفَ رَأَيْتِنِي أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ .

قَالَ فَمَكَثَ أَبُو بَكْرٍ أَيَّامًا ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا أَدْخِلاَنِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا .فَقَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم - قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا .(۱)

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی اور اتفاقاً عائشہ صدیقہؓ کو بڑی آواز سے بولتی سنا۔ آپ نے گھر میں جا کر عائشہؓ کو طمانچہ مارنے کے لئے پکڑا اور یہ کہا میں تم کو دیکھتا ہوں کہ اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اونچی رکھتی ہو۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق کو روکتے رہے۔ اور ابوبکرؓ خفا ہو کر چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کے چلے جانے کے بعد فرمایا۔ کیوں دیکھا میں نے تم کو ایک مرد کے ہاتھ سے بچالیا۔ نعمان کا قول ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے چند یوم توقف کیا اور ایک دن پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی اور یہ دیکھا کہ دونوں نے صلح کر لی ہے۔ ابوبکر نے کہا جس طرح تم دونوں نے مجھے اپنی لڑائی میں داخل کر لیا تھا۔ صلح بھی میں کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ہمیں منظور ہے۔ اچھا ہمیں منظور ہے۔

Marfat.com

روایت کیا اس کو ابوداود نے کتاب الادب میں۔ الحاصل غور کرنے کا مقام ہے کہ صرف اتنی بے ادبی کہ بات کہنے میں با آواز بلند ہو جائے اس کی یہ سزا ٹھہرائی گی کہ صحابہ کرام کے تمام اعمال اور عمر بھر کی جانفشانیاں حبط اور اکارت ہو جائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ کو بے ادبی رسول ﷺ پر طمانچہ

ایک دفعہ ابوبکر صدیقؓ کے والد ابوقحافہ نے کفر کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ منہ سے نکالا اس پر ابوبکر صدیقؓ نے فوراً ان کے منہ پر طمانچہ کھینچ مارا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی ورنہ ایسی گستاخی پر اُس کی گردن اڑا دیتا۔

اُسی وقت آپ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿سورۃ المجادلہ، ۵۸: ۲۲﴾

آپ اُن لوگوں کو جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کبھی اس شخص سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے دشمنی رکھتا ہے خواہ وہ اُن کے باپ (اور دادا) ہوں یا بیٹے (اور پوتے) ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے قریبی رشتہ دار ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اُس (اللہ) نے ایمان ثبت فرما دیا ہے اور انہیں اپنی روح (یعنی فیضِ خاص) سے تقویت بخشی ہے، اور انہیں (ایسی) جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ اُن سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں، یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے، یاد رکھو! بے شک اللہ

Marfat.com

(والوں) کی جماعت ہی مراد پانے والی ہے○

اس آیت مبارک سے حضرت صدیق اکبرؓ کی کیسی شان پائی جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر رسول ﷺ پر بیٹھنا خلاف ادب سمجھا

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ آغاز خلافت میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے تو منبر کے جس درجے پر رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ فرمایا کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ اس سے نیچے کے درجے پر بیٹھے۔

بجائے بزرگان نشستن خطا است

ترجمہ: بزرگوں کی جگہوں پر بیٹھنا گناہ ہے

پھر حضرت عمرؓ نے اپنے ایام خلافت میں اسی منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا چاہا تو اس درجے سے بھی نیچے کے درجے پر بیٹھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک مقام رسول اللہ ﷺ کے ادب کے ساتھ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کے مقام کا ادب بھی واجب تھا۔(۲)

از خدا خواہیم توفیق ادب　　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

ترجمہ: خدا سے ہم ادب کی توفیق چاہتے ہیں اور بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محروم رہتا ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں امامت کی جگہ چھوڑنا

عن سہل بن سعد ساعدیؓ قال عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، فَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ :أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمَ؟ قَالَ :نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍؓ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍؓ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍؓ

Marfat.com

حَتّٰی اسْتَوٰی فِی الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَصَلّٰی، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: یَا أَبَا بَکْرٍ، مَا مَنَعَکَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُکَ. فَقَالَ أَبُوْ بَکْرٍؓ: مَا کَانَ لِابْنِ أَبِی قُحَافَةَ أَنْ یُصَلِّیَ بَیْنَ یَدَی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. (۳)

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ بنی عمرو بن عوف کے ہاں تشریف لے گئے تا کہ اُن (کے کسی تنازعہ) کی صُلح کرا دیں۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور کہا: اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں اقامت کہہ دوں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! پس حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز پڑھانے لگے۔ تو اسی دوران حضور نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لے آئے اور لوگ ابھی نماز میں تھے۔ پھر آپ ﷺ صفوں میں داخل ہوتے ہوئے پہلی صف میں جا کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے تالی کی آواز سے حضرت ابوبکرؓ کو متوجہ کرنا چاہا۔

مگر چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حالتِ نماز میں اِدھر اُدھر توجہ نہ کرتے تھے اس لئے انہوں نے توجہ نہ کی۔ پھر جب لوگوں نے بہت زور سے تالیاں بجائیں تو وہ متوجہ ہوئے اور حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں (حضرت ابوبکر صدیق کو) اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور اللہ رب العزت کی حمد بیان کی اور اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ نے انہیں نماز پڑھاتے رہنے کا جو حکم فرمایا تھا اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ پیچھے ہٹے اور صف میں مل گئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ آگے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ادھر متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا تو کس چیز نے تمہیں اپنی جگہ پر قائم رہنے سے منع کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

Marfat.com

ادب مصطفیٰ ﷺ میں صحابہ کرام کا تعظیماً کھڑے رہنا

صحابہ کرامؓ کا معمول تھا کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے تعظیماً کھڑے ہوتے تھے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

کان رسول الله ﷺ یجلس معنا فی مسجد یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراه قد دخل بعض بیوت ازواجه(۴)

''رسول اکرم ﷺ ہماری مجلس میں تشریف فرما ہو کر ہمارے ساتھ گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ پھر جب قیام فرماتے تو ہم سب ساتھ ہی کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ آپ ﷺ کو اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر میں داخل ہوتا نہ دیکھ لیتے''

بلانے کا طریق ادب

تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے کہ صحابہ کرام کا یہ دستور تھا کہ اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو پکارنا منظور ہوتا تو ناخنوں سے آپ ﷺ کے دروازے کو کھٹکھٹاتے۔

ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بزرگوں کی خدمت میں ادب سے بیٹھنا مدارج علیا تک پہنچاتا ہے۔ چنانچہ بعض علماء کا یہ حال تھا کہ اگر وہ کسی بزرگ کی خدمت میں جاتے تو بیٹھے رہتے۔ جب تک وہ خود بخود نہ نکلتے۔ ابو عبید قاسم بن سلامؒ کہتے ہیں کہ میں نے کسی عالم کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا بلکہ جب کبھی گیا تو انتظار میں بیٹھا رہتا۔ جب تک وہ خوب بخود نہ نکلتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌO

﴿سورۃ الحجرات، ۴۹:۵﴾

اور اگر وہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ہی ان کی طرف باہر تشریف لے آتے تو یہ اُن کے لیے بہتر ہوتا، اور اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہےO

سبحان اللہ! علمائے حقانی کی رائے کیا ہی صائب ہوتی ہے کہ بزرگوں کے ادب کرنے

Marfat.com

کو بھی اس آیت سے استنباط کیا۔ بہر حال معلوم ہوا کہ اس آیت شریفہ سے عموماً بزرگان دین کی تعظیم اوران کا ادب مستفاد ہوسکتا ہے مگر یہ بات شاید ہر ایک کی سمجھ میں نہ آئے گی کیونکہ اس فہم کے لئے وہی لوگ خاص ہیں جن کی طبیعتیں ادب کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں۔

گر ادب در جملہ شے واری نگاہ   بیگماں گردی ز خاصان الٰہ!

ترجمہ: اگر زندگی کے تمام معاملات میں تو ادب کو ملحوظ خاطر رکھے تو بغیر کسی شک وشبہ کے تیرا مقام اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں ہو جائے

محبوب کی خواہش پر عمل کرنا بھی ادب ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ :قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ, فَقَالَ انْظُرْ مَاذَا تَقُوْلُ؟ قَالَ : وَاللّٰهِ ، إِنِّي لَأُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِي فَأَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا ، فَإِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ .(۵)

حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا :یارسول اللہ !اللہ کی قسم !میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا :سوچو !کیا کہہ رہے ہو۔وہ کہنے لگا :اللہ کی قسم، میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا :سوچو !کیا کہہ رہے ہو؟ وہ کہنے لگا :اللہ کی قسم !میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔اس نے تین مرتبہ یہ بات کہی۔آپ ﷺ نے فرمایا :اگر تو مجھ سے (حقیقتاً) محبت کرتا ہے تو فقر کے لیے تیار ہو جا، کیونکہ مجھ سے محبت کرنے والوں کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھتا ہے جتنی تیزی سے سیلاب اپنی منزل کی طرف بڑھتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا محبوب کی بھوک کے لیے بندوبست کرنا۔

ورواه البيهقي أيضاً إِلّا قَالَ :فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَيْنَ هٰذَا يَا أَبَا الْحَسَنِ؟ قَالَ :بَلَغَنِي مَابِكَ مَنَ الْخَصَاصَةِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ عَمَلًا

Marfat.com

لِأُصِيبَ لَكَ طَعَامًا قَالَ فَحَمَلَكَ عَلَى هَذَا حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ؟ قَالَ عَلِيٌّ : نَعَمْ، يَا نَبِيَّ اللّٰهِ .فَقَالَ :نَبِيُّ ﷺ وَاللّٰهِ،مَا مِنْ عَبْدٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ إِلَّا الْفَقْرُ أَسْرَعُ إِلَيْهِ مِنْ جَرْيَةِ السَّيْلِ عَلَى وَجْهِهِ ، مَنْ أَحَبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَلْيُعِدَّ تِجْفَافًا وَإِنَّمَا يَعْنِي الصَّبْرَ .(٦)

امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا :اے ابوالحسن ! یہ کھجوریں کہاں سے آئیں؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا :یا نبی اللہ ! مجھے معلوم ہوا کہ آپ کئی دن سے فاقہ میں ہیں تو میں مزدوری کی تلاش میں نکل پڑا تا کہ آپ کی خدمت میں کچھ کھانے کو پیش کیا جاسکے۔آپ ﷺ نے فرمایا : کیا تجھے اللہ عزوجل اوراس کے رسول ﷺ کی محبت نے اس کام پر ابھارا تھا؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا :جی ہاں، یا نبی اللہ۔آپ ﷺ نے فرمایا :خدا کی قسم ! کوئی بندہ ایسا نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول سے محبت کرتا ہواورفقر وفاقہ اس کے چہرے کی طرف سیلاب کی سی تیزی سے نہ بڑھیں لہٰذا جواللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوتو اسے (ان آزمائشوں پر) صبر کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

محبوب ﷺ کا ذکر بھی ادب ہے

قال الإمام القسطلانی :من علامت مجته كثرة ذكره، فمن أحب شيئاً أكثر من ذكره. وقيل :للمحب ثلاث علامات :أن يكون كلامه ذكر المحبوب، وصمته فكراً فيه، وعمله طاعة له. (٧)

امام قسطلانی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کی ایک علامت آپ ﷺ کا بکثرت ذکر کرنا ہے۔کیوں کہ جوشخص جس چیز سے محبت کرتا ہےاس کا ذکر بھی زیادہ کرتا ہےاور یہ بھی مذکور ہے :محبّ کی تین علامات ہیں :ایک یہ کہ اس کا کلام محبوب کا ذکر ہو، اس کی خاموشی محبوب کی فکر ہواوراس کا عمل اُس کی فرمانبرداری ہو۔

Marfat.com

محبوب ﷺ کے وضو کے پانی کو زمین پر نہ گرنے دینا ادب ہے

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ رضی الله عنهما قَالَا :إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم بِعَيْنَيْهِ. قَالَ :فَوَاللهِ، مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَه وَجِلْدَه، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا أَمْرَه، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَه وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَه. فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ:

أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ، لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ، وَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ، إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُه أَصْحَابُه مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم مُحَمَّدًا، وَاللهِ، إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَه وَجِلْدَه، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا أَمْرَه، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَه وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهُ. فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ :أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ، لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ، وَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ، إِنْ رَأَيْتُ مَلِكاً قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا... الحديث. رَوَهُ الْبُخَارِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ. (٨)

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، عروہ بن مسعود (جب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں کفار کا وکیل بن کر آیا تو) صحابہ کرام کو دیکھتا رہا کہ جب بھی آپ ﷺ اپنا لعاب دہن پھینکتے ہیں تو کوئی نہ کوئی صحابی اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب آپ ﷺ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو اس کی فوراً تعمیل کی جاتی ہے۔ جب آپ ﷺ وضو فرماتے ہیں تو لوگ آپ ﷺ کے استعمال شدہ پانی کو

Marfat.com

حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے ہیں تو صحابہ اپنی آوازوں کو پست کر لیتے ہیں اور انتہائی تعظیم کے باعث آپ ﷺ کی طرف نظر جما کر بھی نہیں دیکھتے۔اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور ان سے کہنے لگا: اے قوم! اللہ رب العزت کی قسم! میں (عظیم الشان) بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں، میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم! میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے درباری اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد ﷺ کے اصحاب ان کی تعظیم کرتے ہیں۔

اسے احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں غار کو صاف کرنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ الْغَارِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَارَسُوْلَ اللهِ، دَعْنِي أَدْخُلُ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ حَيَّةٌ أَوْشَيءٌ كَانَتْ لِي قَبْلَكَ. قَالَ: ادْخُلْ فَدَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ، فَجَعَلَ يَلْتَمِسُ بِيَدِهِ، كُلَّمَا رَأَى جُحْرًا جَاءَ بِثَوْبِهِ فَشَقَّهُ ثُمَّ أَلْقَمَهُ الْجُحْرَ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ بِثَوْبِهِ أَجْمَعَ. قَالَ: فَبَقِيَ جُحْرٌ فَوَضَعَ عَقِبَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَيْنَ ثَوْبُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي صَنَعَ، فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ، اجْعَلْ أَبَا بَكْرٍ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَأَوْحَى اللهُ وَعزوجل إِلَيْهِ أَنَّ اللهَ تَعَالَى قَدِ اسْتَجَابَ لَكَ. رَوَاهُ أَبُوْنُعَيْمٍ.(٩)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: (وقتِ ہجرت) جب غار (میں پناہ لینے) کی رات تھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت عنایت فرمائیے کہ میں آپ ﷺ سے پہلے غار میں داخل ہوں تاکہ اگر کوئی سانپ یا کوئی اور چیز ہو تو وہ آپ ﷺ کی بجائے مجھے تکلیف پہنچائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ داخل ہو جاؤ۔

Marfat.com

حضرت ابوبکرؓ داخل ہوئے اور اپنے ہاتھ سے ساری جگہ کی تلاشی لینے لگے۔ جب بھی کوئی سوراخ دیکھتے تو اپنے لباس کو پھاڑ کر سوراخ کو بند کر دیتے۔ یہاں تک کہ اپنے تمام لباس کے ساتھ یہی کچھ کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر بھی ایک سوراخ بچ گیا تو انہوں نے اپنی ایڑی کو اُس پر رکھ دیا اور پھر حضور نبی اکرم ﷺ سے اندر تشریف لانے کی گزارش کی۔

جب صبح ہوئی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا: اے ابو بکر! تمہارا لباس کہاں ہے؟ تو انہوں نے جو کچھ کیا تھا اُس کے بارے میں بتا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کی: اے اللہ! ابوبکرؓ کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ اُس نے آپ ﷺ کی دُعا کو قبول فرما لیا ہے۔ اس حدیث کو امام نعیم نے روایت کیا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا اہل بیت کا ادب

شرح شفا شریف میں علامہ خفاجی نقل فرماتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ شہزادگان بتول نواسگان رسول ﷺ حضرات حسنین کریمینؓ کو محبت احترام سے اپنے کندھوں پر بٹھایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام پوچھتے کہ اے صدیق اکبرؓ بچوں کو کندھوں پر اٹھانے کی کیا وجہ ہے؟

جواباً فرماتے جن کو جناب رسول ماب ﷺ اٹھاتے اور اپنی زلفیں باگیں بنا کر دیتے اور بحالت سجدہ یہ شہزادگان سوار ہوتے تو نماز لمبی کر دی جاتی تو ایسے شہزادگان کو میں کیوں نہ اٹھاؤں جن سے خود خدا محبت فرماتا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ جب جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کو دیکھتے تو ادب واحترام سے نگاہوں کو جھکا لیتے اور تبسم فرماتے ایک دفعہ جناب امیر المومنینؓ نے تبسم فرمانے کی وجہ دریافت فرمائی کہ اے صدیقؓ تبسم فرمانے کی کیا وجہ ہے؟ جناب صدیق اکبرؓ نے جواباً عرض کیا یا علیؓ میں نے زبان مصطفیٰ ﷺ سے سنا تھا کہ علیؓ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے اور قیامت کے دن حوض کوثر پر پیاسوں کو آپ پانی پلائیں گے جناب امیر المومنینؓ نے سنتے ہی فرمایا اے صدیق اکبرؓ

Marfat.com

آپ نے سچ فرمایا ہے لیکن حوض کوثر پر اسی کو پلایا جائے گا جس کے دل میں آپ کی محبت ہوگی۔

حب علیؓ کا دم بھرنے والوں کے لیے جناب امیر المومنین کا یہ فرمان قابل غور ہے(۱۰)

غزوہ احد میں ایک صحابیہ کا اپنے شہدا سے قبل دیدار مصطفیٰ ﷺ کرنا

وفی روایہ :عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ :مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِامْرَأَةٍ مِنْ بَنِي دِيْنَارٍ وَقَدْ أُصِيْبَ زَوْجُهَا وَأَخُوْهَا وَأَبُوْهَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِأُحُدٍ فَلَمَّا نُعُوْا لَهَا قَالَتْ :فَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ؟ قَالُوْا :خَيْرًا يَا أُمَّ فُلَانٍ. هُوَ بِحَمْدِ اللهِ كَمَا تُحِبِّيْنَ. قَالَتْ :أَرُوْنِيْهِ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَأُشِيْرَ لَهَا إِلَيْهِ حَتَّى إِذَا رَأَتْهُ قَالَتْ :كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ.

رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرِ الطَّبَرِيُّ وَالْقَاضِي عِيَاضٌ.(۱۱)

ایک اور روایت میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ قبیلہ بنی دینار کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کا باپ، بھائی اور شوہر جنگ اُحد کے دن آپ ﷺ کے سامنے شہید ہوئے تھے۔ جب اسے یہ بتایا گیا تو اس نے کہا: (میرے آقا) رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ صحابہ کرام نے کہا :اے فلاں کی ماں !اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ ﷺ خیریت سے ہیں۔

جیسا کہ تو چاہتی ہے تو اس نے کہا : مجھے آپ ﷺ کی زیارت کرواتا کہ میں انہیں دیکھ لوں۔تو میں نے اسے (دکھانے) کے لئے حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کیا یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور کہنے لگی آپ ﷺ کی (سلامتی کے) بعد ساری مصیبتیں آسان ہیں۔(مجھے کسی بھی مصیبت کی پرواہ نہیں)۔اسے امام ابن جریر طبری اور قاضی عیاض نے روایت کیا ہے۔

ادب رسول میں چہرہ مصطفیٰ ﷺ آنکھ بھر کر دیکھ نہ سکے

عَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ

Marfat.com

الْـمَوْتِ، فَبَكَى طَوِيْلاً وَقَالَ :وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أُطِيْقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ، وَلَوْسُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا طَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ... الحديث.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ مَنْدَه. (۱۲)

حضرت ابن شماسہ مہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مرض موت میں مبتلا تھے ہم ان کی عیادت کے لئے گئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کافی دیر تک روتے رہے اور فرمایا:

مجھے حضور نبی اکرم ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا، نہ میری نظر میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بزرگ تھا، نہ ہی آپ ﷺ کی جلالت کے پیش نظر آپ ﷺ کو جی بھر کے دیکھ سکا کہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کروں۔ میں آپ ﷺ کا حلیہ بیان نہیں کرسکتا کیونکہ میں آپ ﷺ کو کبھی آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکا۔

اس حدیث کو امام مسلم، ابن خزیمہ، نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول ﷺ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کی چھت پر ایک پرنالہ تھا۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نئے کپڑے پہنے ہوئے مسجد کو جارہے تھے۔ جب اس پرنالے کے قریب پہنچے۔ اتفاق سے اس دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر دو مرغ ذبح کئے جارہے تھے۔ یکا یک ان کا خون اس پرنالے سے ٹپکا اور اس کے چند قطرے عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر پڑ گئے۔ آپ نے اس پرنالے کے اکھاڑنے کا حکم صادر فرمایا۔ لوگوں نے فوراً اس پرنالے کو اکھاڑ دیا۔ اور آپ گھر واپس آکر دوسرے کپڑے پہن کی مسجد میں تشریف لائے۔ ادائے نماز کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آکر کہنے لگے۔ یا امیر المومنین! خدا کی قسم اس پرنالے کو جسے آپ نے اکھیڑ ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس جگہ لگایا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر نہایت مضطرب اور پریشان ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے

Marfat.com

حضرت عباسؓ کو فرمایا اے عباسؓ: میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اپنے پیر میرے کندھے پر رکھ کر اس پرنالے کو جیسا حضور ﷺ نے لگایا تھا اس جگہ پر لگا دو۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کی درخواست پر اس کو پہلی جگہ پر لگا دیا۔ دیکھیے حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ کے دل میں حضور ﷺ کے دل میں حضور ﷺ کی کس قدر عظمت اور عزت تھی۔(۱۳)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حجر اسود کو ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں بوسہ دینا

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ قَالَ :قَبَّلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَجَرَ، ثُمَّ قَالَ :أَمَ وَاللهِ، لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ حَجَرٌ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ زَادَ هَارُونُ فِي رِوَايَتِهِ :قَالَ عَمْرٌو: وَحَدَّثَنِي بِمِثْلِهَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمَ(۱۴)

عبداللہ بن سرجس بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ بخدا میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں حالانکہ میں خوب جانتا ہو کہ تو ایک پتھر ہے تو نفع دیتا ہے نہ نقصان، اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسے دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب سے ترجیح دینا ادب

عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ فَرَضَ، لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ وَخَمْسِ مِائَةٍ مَائَةٍ وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ. قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِيهِ :لِمَ فَضَّلْتَ أُسَامَةَ عَلَيَّ، فَوَاللهِ، مَا سَبَقَنِي إِلَى مَشْهَدٍ. قَالَ :لِأَنَّ زَيْدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَبِيكَ وَكَانَ أُسَامَةُ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْكَ فَآثَرْتُ حُبَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى حُبِّي.(۱۵)

حضرت عمرؓ نے حضرت اسامہؓ کا وظیفہ ساڑے تین ہزار مقرر فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے والد سے پوچھا: آپ نے حضرت اسامہ بن زید کو مجھ پر کیوں فضیلت دی؟ وہ کسی

Marfat.com

جنگ میں مجھ پر سبقت نہیں لے گئے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا حضور نبی اکرم ﷺ کو حضرت زید، تمہارے باپ سے اور حضرت اسامہ تم سے زیادہ محبوب تھے تو میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا کو زوجیت حسین رضی اللہ عنہ میں دینا اہل بیت کا ادب

جب حضرت فاروق اعظمؓ نے ایران کو فتح کیا تو مال غنیمت میں شاہ یزدگرد کی بیٹی حضرت شہر بانو آئیں۔ شاہانہ پوشاک جو ہیرے جواہرات سے مزین و آراستہ تھیں۔سونے چاندی کے زیورات سے مالا مال تھیں۔

روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی زوجیت کے لئے طلب کیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور حضرت امام حسینؓ کے طلب کرنے پر پیش کر دی فرمایا کہ ہمیشہ شہزادی شہزادوں کا حق ہوا کرتی ہے۔

حضرت شہر بانو سے حضرت امام سجاد زین العابدین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔اس سے بڑھ کر خاندان نبوت سے پیار کیا ہوسکتا ہے کہ اپنے بیٹے کو دینے سے انکار کر دیا۔(۱۶)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا اہل بیت کا ادب کرنا

آپ سے پہلے خطبات جمعہ میں جناب امیر المومنین پر سب کیا جاتا تھا آپ نے پابندی لگائی اور ان بدنصیب لوگوں کے لئے کوڑوں کی سزا مقرر فرمائی تا کہ لوگ حقیقت حال کو سمجھ سکیں آپ اہلبیت نبوت کا بے حد ادب واحترام کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت عبداللہ کسی کام کے سلسلے آپ کے پاس آئے آپ نے عرض کیا اے شہزادہ حسن اگر آپ حضرات کو کوئی کام ہو تو مجھے حکماً رقعہ لکھ بھیجا کریں مجھے خدا اور اس کے رسول ﷺ سے شرم آتی ہے کہ آل محمد ﷺ میرے پاس کوئی حاجت لے کر آئیں آپ نے خاندان نبوت کے لئے خصوصی وظائف مقرر فرماتے اور خصوصی

Marfat.com

تحائف ان کی خدمت میں پیش کرتے رہے۔(۱۷)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا طواف کعبہ نہ کرنا ادب مصطفیٰ ﷺ ہے

عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ فی قصة طویلة :أرْسَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ إِلَی قُرَيْشٍ... فَدَعَوْا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ لِيَطُوْفَ بِالْبَيْتِ، فَأَبَى أَنْ يَطُوْفَ وَقَالَ :كُنْتُ لَا أَطُوْفُ بِهِ حَتَّى يَطُوْفَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، فَرَجَعَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ.(۱۸)

حضرت موسیٰ بن عقبہؓ سے طویل واقعہ میں مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو (صلح حدیبیہ کے موقع پر) کفار کی طرف (سفیر بنا کر) روانہ کیا مذاکرات کے بعد) انہوں نے حضرت عثمانؓ کو طواف کعبہ کی دعوت دی تو آپؓ نے انکار کردیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہیں کر لیتے اور پھر (بغیر طواف کئے) پلٹ کر حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آگئے۔اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا داہنے ہاتھ کا ادب

عن عثمان قال: لقد اختبات عند الله عشرا: انی لرابع الاسلام، وقد زوجنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ابنته ثم ابنته، وقد بایعت رسول الله صلی الله علیه وسلم بیدی هذه الیمنی فما مسست بها ذکری(۱۹)

کنز العمال میں حضرت عثمان بن عفانؓ سے مروی ہے۔انہوں نے کہا کہ میں اسلام میں چوتھا شخص ہوا اور میرے نکاح میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے دی ہیں اور میں نے جب اپنا داہنا ہاتھ حضور ﷺ کے دست اقدس سے ملایا ہے اس دن سے میں نے اس ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو کبھی نہیں چھوا۔

ادب کا یہ مرتبہ عظیم ہے جس پر ہر شخص مکلف نہیں بلکہ یہ صرف حضرت عثمانؓ کا ہی حصہ

Marfat.com

تھا۔اس کی حقیقت یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

واذااتی الخلاء فلا یمس ذکرہ بیمینه ولا یتمسح بیمیه

یعنی جب کوئی پاخانے جائے تو دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے نہ اس سے نجاست پونچھے۔

دوسری حدیث میں ہے

کانت ید رسول الله ﷺ الیمنی لطھورہ وطعامه وکانت یدہ الیسوی لخلاءہ وماکان من اذی

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو کرنے اور کھانے کے لئے تھا اور آپ کا بایاں ہاتھ پاخانہ میں ڈھیلا استعمال کرنے اور ہر مکروہ چیز کے لئے تھا۔

ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اس قدر برتری ہے کہ پاخانہ وغیرہ کی حالت میں اسے مکروہ ونجس اشیاء کو چھونے سے بچایا جائے اور اس خدمت کے لئے صرف بائیں ہاتھ کو مخصوص کر لیا جائے مگر حضرت عثمانؓ نے اس فضیلت کی بناء پر کہ ان کا ہاتھ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ سے چھو چکا ہے اس کے شرف کے اس قدر وسیع اور عام کر لیا کہ خلا وغیرہ کی حالت میں بھی مدت العمر اس سے مس ذکر نہ کیا۔یعنی دائیں ہاتھ کی جو فضیلت حالت خلا میں مس ذکر سے مانع تھی۔

وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے چھونے کے باعث اس قدر وسیع کر لی کہ غیر خلا کی حالت میں بھی اس سے مس ذکر گوارہ نہ کیا۔یا یوں سمجھو کہ اگر شرع نے دائیں ہاتھ سے مس ذکر کرنے سے اس لئے منع کیا ہے کہ وہ بائیں سے اشرف ہے تو حضرت عثمانؓ نے اس کے عدم مس ذکر کی علت بجائے اس کے دایاں ہونے کے اس امر کر قرار دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے ساتھ چھو چکا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ادب ایک ایسی چیز ہے کہ اپنا پورا اثر کرنے میں نہ منتظر امر ہے

Marfat.com

۔نہ محتاج نظیر بلکہ اہل ایمان میں وہ ایک قوت راسخہ ہے جس کو خاص ایمان کے ساتھ تعلق ہے اور اس کا منشا عظمت وقوت اس شخص یا اس چیز کی ہے جس کے آگے ادب کرنے والا اپنے آپ کو کم درجہ اور ذلیل سمجھتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول ﷺ

براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب وہ صلح نامہ لکھا جو رسول اللہ ﷺ کے اور کفار کے درمیان حدیبیہ کے دن ٹھہرا تھا جس میں یہ عبارت تھی:

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ :سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ :كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الصُّلْحَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، فَكَتَبَ :هَذَا مَا كَاتَبَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، فَقَالُوا :لَا تَكْتُبْ رَسُولُ اللهِ، فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ لَمْ نُقَاتِلْكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ :امْحُهُ، فَقَالَ :مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ، فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، قَالَ :وَكَانَ فِيمَا اشْتَرَطُوا أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَيُقِيمُوا بِهَا ثَلَاثًا، وَلَا يَدْخُلُهَا بِسِلَاحٍ إِلَّا جُلُبَّانَ السِّلَاحِ، قُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ :وَمَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ؟ قَالَ : الْقِرَابُ وَمَا فِيهِ،(۲۰)

تو مشرکوں نے کہا کہ لفظ رسول اللہ نہ لکھو

کیونکہ اگر رسالت مسلم ہوتی تو پھر لڑائی کیا تھی۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اس لفظ کو مٹا دو۔انہوں نے عرض کیا کہ میں وہ شخص نہیں ہوں جو اس لفظ کو مٹا سکوں لہذا حضور ﷺ نے خود اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا۔باوجود یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے علی کرم اللہ وجہہ کو لفظ رسول اللہ مٹانے کا امر فرمایا تھا مگر ان سے امتثال نہ ہو سکا۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحشر رکوع ا میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى

Marfat.com

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًم بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ط وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

﴿سورۃ الحشر، ۵۹: ۷﴾

جو (اَموالِ فَے) اللہ نے (قُریظہ، نَضِیر، فِدَک، خَیبر، عُرَینہ سمیت دیگر بغیر جنگ کے مفتوحہ) بستیوں والوں سے (نکال کر) اپنے رسول ﷺ پر لوٹائے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں اور (رسول ﷺ کے) قرابت داروں (یعنی بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب) کے لیے اور (معاشرے کے عام) یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لیے ہیں (یہ نظامِ تقسیم اس لیے ہے) تاکہ (سارا مال صرف) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے) اور جو کچھ رسول ﷺ تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی رسول ﷺ کی تقسیم و عطا پر کبھی زبانِ طعن نہ کھولو)، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ○

سورۃ الاحزاب میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○

﴿سورۃ الاحزاب، ۳۳: ۳۶﴾

اور نہ کسی مومن مرد کو (یہ) حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرما دیں تو ان کے لیے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار ہو، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ یقیناً کھلی گمراہی میں بھٹک گیا ○

Marfat.com

امتثال امر نہ ہونے کی وجہ

یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کے دفعیہ کے لئے تعمق نظر درکار ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کا تو احتمال ہی نہیں ہوسکتا کہ ان حضرات سے عدولی حکمی عمل میں آئے۔ وہ بھی کسی موقع میں جبکہ خود آنحضرت ﷺ بنفس نفیس روبرو حکم فرما رہے ہیں۔ اور اس کا بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ ان حضرات میں گویا سرتابی کا مادہ ہی نہ تھا۔ اس سے بڑھ کر انقیاد کیا ہو کہ ایک اشارہ پر جان دینا ان کے سامنے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکم عدولی خلاف مرضی خدا اور رسول تھی۔ کیونکہ اگر یہ بات ہوتی تو خود حضور ﷺ ان کو زجر و توبیخ فرما دیتے۔

اسی وجہ سے کہ ان حضرات کا پاس ادب جو سچے دل سے تھا۔ وہ کچھ ایسا با فروغ تھا کہ اس کے مقابلہ میں وہ حکم عدولی قابل التفات نہ ہوئی اگر اس حالت کو خیال کیجئے۔ بشرطیکہ دل میں وقعت و عظمت آنحضرت ﷺ کی کامل طور پر ہو۔ تو معلوم ہوگا کہ ان حضرات کے دلوں کا اس وقت کیا حال ہوگا۔ ادھر بنفس نفیس سید المرسلین ﷺ حکم فرما رہے ہیں۔ اور ایک طرف سے آیت و احادیث با آواز بلند کہہ رہی ہیں کہ خبردار امر واجب الانقیاد سے سرمو انحراف نہ ہونے پائے۔ اور ادھر ادب کا دل پر اس قدر تسلط ہے کہ امتثال کے لئے نہ ہاتھ یاری دیتے ہیں نہ پاؤں۔ آخر ان بزرگوں کو ادب نے اس قدر مجبور کیا کہ امتثال امر ہو ہی نہ سکا اور انہوں نے وہی کیا جو مقتضائے ادب تھا۔

اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب نص قطعی کے مقابلے میں آخر ادب ہی کو ترجیح ہوئی۔ تو دین میں اس کو کس قدر باقعت اور ضروری چیز سمجھنا چاہیے۔

شد ادب جملہ طاعت محمود　　　طاعت بے ادب ندارد سود!

ترجمہ: اگر ادب ہو تو فرماں داری اچھی ہوتی ہے۔ بغیر ادب کے فرماں داری فائدہ مند نہیں ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کے دفاع میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ادب

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَت :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ :إِنّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنْ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، يَقُوْلُ :هَجَاهُمْ حَسَّانُ، فَشَفَى وَاشْتَفَى. قَالَ حَسَّانُ:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی تو میں نے حضور کی طرف سے جواب دیا اور اس کی اصل جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيفًا رَسُوْلَ اللهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ

ترجمہ: آپ نے محمد ﷺ کی ہجو کی جو نیک اور ادیان باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

بلاشبہ میرے ماں باپ اور میری عزت، تم سے محمد ﷺ کی عزت بچانے کے لیے قربان ہے۔

ثَكِلْتُ بُنَيَّتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا تُثِيرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَاءِ

میں خود پر گریہ کروں (یعنی مرجاؤں) اگر تم گھوڑوں کو مقام کداء کی طرف گرد اڑاتے نہ دیکھو۔

يُبَارِينَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ عَلَى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ

وہ گھوڑے جو تمہاری طرف دوڑتے ہیں ان کے کندھوں پر پیاسے نیزے ہیں۔

تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے، اور ان کی تھوتھنیوں کو عورتیں دوپٹوں سے صاف کریں گی۔

Marfat.com

فَإِنْ أَعْرَضْتُمْ عَنَّا اعْتَمَرْنَا وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ

اگر تم ہم سے روگردانی کرو تو ہم عمرہ کرلیں گے پردہ اٹھ جائے گا اور فتح حاصل ہوجائے گی۔

وَإِلَّا فَاصْبِرُوا لِضِرَابِ يَوْمٍ يُعِزُّ اللهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ

ورنہ اس دن کا انتظار کرو گے جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔

وَقَالَ اللهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَاءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے ایک بندہ کو رسول بنایا ہے، جو حق کہتا ہے اور اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔

وَقَالَ اللهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ایک لشکر بنایا ہے جو انصار ہیں اور ان کا مقصد صرف دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔

يُلَاقِي كُلَّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ

وہ لشکر ہر روز مذمت، جنگ یا ہجو کرنے کے لیے تیار ہے۔

فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللهِ مِنْكُمْ وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ

پس تم میں سے جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرے، تعریف کرے، یا آپ کی مدد کرے، سب برابر ہے۔

وَجِبْرِيلٌ رَسُولُ اللهِ فِينَا وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

ہم میں اللہ کے رسول جبرائیل موجود ہیں وہ روح القدس ہیں جن کا کوئی کفو نہیں ہے۔" (۲۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (حضرت حسان سے) یہ فرماتے سنا: اے حسان) جب تک تم اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کا دفاع کرتے رہو گے روح القدس (جبرائیل امین) تمہاری تائید کرتے رہیں گے۔

Marfat.com

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ حسان نے کفارِ قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفادی (یعنی ان کا دل ٹھنڈا کر دیا) اور اپنے آپ کو شفادی (یعنی اپنا ٹھنڈا کیا) حضرت حسان نے (کفار کی ہجو میں) کہا:

تم نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہجو کی، تو نے آپ ﷺ کی طرف سے جواب دیا ہے اور اس کی اصل جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔ تم نے مصطفیٰ ﷺ کی ہجو کی، جو نیک اور ادیانِ باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں، وہ اللہ کے (سچے) رسول ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔ بلاشبہ میرا باپ، میرے اجداد اور میری عزت (ہمارا سب کچھ)، محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و ناموس کے دفاع کے لئے تمہارے خلاف ڈھال ہیں۔

موئے مبارک سیف اللہ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) کی ٹوپی میں

لم افعلها بسبب القلنسوة، بال لما تضمنته من شعره ﷺ لئلا اسلب بر کتها وتقع فی ایدی المشرکین (۲۲)

''میں نے صرف ٹوپی کے حاصل کرنے کیلئے اتنی تگ و دو نہیں کی تھی بلکہ اس لیے کہ اس ٹوپی میں حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور دوسرا یہ کہ یہ کفار و مشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے۔''

جناب خالد بن ولید سیف اللہؓ کی ٹوپی میں حضور پاک ﷺ کے چند موئے مبارک تھے۔ اتفاقاً وہ ٹوپی کسی جہاد میں گر گئی اس کو اٹھانے کی جناب خالدؓ نے بہت کوشش کی اور اس سلسلہ میں چند صحابہ بھی شہید ہوئے بعد میں لوگوں نے جب ان سے شکایت کی اور اس ٹوپی کے بارے میں معلوم کیا تو جناب حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ اس ٹوپی کی بذات خود کوئی اہمیت نہ تھی۔

لیکن اس میں نعمت بے بہا سرور عالم ﷺ کے موئے مبارک تھے اور اس کے حصول کی غرض و غایت میں دو امور پنہاں تھے ایک تو یہ کہ وہ ٹوپی کفار و مشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ اور دوسرا یہ کہ میں ان موئے مبارک کی برکتوں سے محروم نہ ہو جاؤں۔ (۲۳)

Marfat.com

صحابہ کرام کا موئے مبارک میں ادب

صحابہ کرام کا ہر ہر عمل تعظیم وتکریم رسول ﷺ کا آئینہ دار تھا۔

عروہ بن مسعود بیان کرتے ہیں۔

ولا تسقط منه شعرة الاابتدروها

اور جب حضور ﷺ کا کوئی بال گرتا تو اسے حاصل کرنے میں جلدی کرتے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ

لقد رایت رسول الله ﷺ والحلاق يحلقه اوطاف به اصحابه فمايدون ان تقع شعرة الافى يد رجل .

اورحجام آپ کے بال مونڈ رہا تھا اور حضور ﷺ کے اردگرد آپ کے صحابہ کرام گھوم رہے تھے اور ہر بال مبارک کسی نہ کسی فرد کے ہاتھ میں ہی گرتا۔

کس قدر دلکش اور روح پرور منظر ہے آقا ﷺ اپنے جان نثاروں کے درمیان موجود ہیں اور وہ جھرمٹ بنائے ہوئے آقا کے اردگرد گھیرا ڈالے کھڑے ہیں اور آپ کے دیدار فرحت آثار سے لطف اندوز ہورہے ہیں اور یہ دیوانے وعشاق اس بات کے بھی شائق ہیں کہ محبوب خدا کے موئے مبارک کے حصول میں کسی سے پیچھے نہ رہ جائیں اس لئے دامن پھیلائے ہوئے سرکار دوجہاں ﷺ کے موئے مبارک کو اپنے پاس محفوظ کرنے کے لئے ہر کسی سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں

یہ بات قابل غور ہے قرآن وحدیث میں اس نوعیت کا کوئی حکم وارد نہیں ہوا لیکن صحابہ کا یہ سارا عمل بتقاضائے ادب وتعظیم اور محبت وعشق رسول ﷺ ہے وہ سراپا اطاعت اتباع مصطفیٰ ﷺ کا پیکر تھے۔(۲۴)

روایت ہے حضرت عثمان ابن عبداللہ ابن موہب ☆ سے فرماتے ہیں کہ مجھے گھر والوں نے ام سلمہ کے پاس پانی کا پیالہ دے کر بھیجا اور جب کسی آدمی کو نظر یا کوئی شے لگ جاتی تو

Marfat.com

ان کے پاس بھیجتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کا بال نکالتیں انہوں نے حضور کا بال چاندی کی کپی میں رکھا ہوا تھا آپ اس کے لیے وہ بال ہلا دیتیں اس سے انہوں نے پیا فرماتے ہیں میں نے کپی میں جھانکا تو چند سرخ بال دیکھے یعنی اہلِ مدینہ کو جب کوئی بیماری یا نظر بد یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو وہ کسی ایسے برتن میں جس میں کپڑے دھوئے جاتے تھے پانی بھیج دیتے اور حضرت ام المؤمنین ام سلمہ وہ عمل فرماتیں ہیں جس کا ذکر ابھی ہو رہا ہے۔

جلجل لغت میں اس گھنگرو کو کہتے ہیں جو جانوروں کے گلوں میں ڈالے جاتے ہیں یہاں مراد کپی ہے کہ وہ بھی اسی شکل کی ہوتی ہے۔ غالباً آپ وہ بال شریف مع اس کپی کے پانی میں گھول دیتی تھیں لوگ وہ پانی پیتے اور شفا پاتے۔

بال کی یہ سرخی خضاب کی نہ تھی بلکہ وہ بال خوشبوؤں میں رکھے گئے تھے یہ رنگ اسی خوشبو کا تھا اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے

ایک یہ کہ حضرات صحابہ کرام حضور ﷺ کے بال شریف برکت کے لیے اپنے گھروں میں رکھتے تھے۔

دوسرے یہ کہ اس بال شریف کا بہت ہی ادب واحترام کرتے تھے کہ اس کے لیے خاص کپی (ڈبی) یا پونگی بناتے اس میں خوشبو بساتے تھے کیونکہ یہ رنگت خوشبو کی تھی نہ کہ خضاب کی۔ تیسرے یہ کہ صحابہ کرام حضور کے بال شریف کو دافع بلا باعث شفا سمجھے تھے کہ انہیں پانی میں غسل دے کر شفاء کے لیے پیتے تھے کیوں نہ ہو کہ جب یوسف علیہ السلام کی قمیض دافع بلا ہو سکتی ہے جیسا کہ قرآن کریم فرما رہا ہے "اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ" الخ تو حضور انور کے بال شریف بدرجہ اولیٰ دافع بلا ہو سکتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کرام حضور کے بال شریف کی زیارت کرنے جاتے تھے جیسا کہ روایت سے معلوم ہوا۔

☆۔ یہ عثمان تابعی ہیں، تیمی ہیں، حضرت طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، بڑے ثقہ اور عالم ہیں۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت عبداللہ بن عمر کا معمول تھا کہ وہ بستر نبوی کی اس جگہ کو جہاں حضور تشریف فرما ہوا کرتے تھے اپنے ہاتھ سے لمس کرتے پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرہ پر ملتے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھنا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا اسْتَوَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ اجْلِسُوا .فَسَمِعَ ذَلِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَآهُ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ تَعَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ. (۲۵)

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا صاحبو بیٹھ جاؤ حضرت ابن مسعود نے دروازے سے داخل ہوتے ہوئے سن لیا تو مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے انہیں جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کہ اے عبداللہ ابن مسعود آجاؤ۔

اس وقت بعض حضرات سنتیں پڑھنے کھڑے ہوئے تھے، بعض حضور ﷺ کی تشریف آوری پر تعظیماً کھڑے ہوئے انہیں فرمایا بیٹھ جاؤ۔ (مرقاۃ ولمعات) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بوقت خطبہ سنتیں پڑھنا منع ہیں جیسا کہ ہمارا مذہب ہے۔

دوسرے یہ کہ مقتدی مسجد میں امام کی تعظیم کے لیئے اس کی آمد کے وقت کھڑے ہوسکتے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا آئندہ قیام سے منع نہیں کیا۔

تیسرے یہ کہ خطیب کا کھڑا ہونا سنت ہے اور سامعین کا بیٹھنا۔ سبحان اللہ! یہ ہے صحابہ کی اطاعتِ نبی کہ حضرت ابن مسعود مسجد میں داخل ہو رہے تھے۔ دروازے پر یہ آواز سنی تو وہیں آپ جوتوں پر بیٹھ گئے تب حضور ﷺ نے کرم کریمانہ سے فرمایا کہ ہمارا روئے سخن اور لوگوں سے تھا نہ کہ تم سے اس ادب اور اطاعت کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کے حق میں جس چیز سے

Marfat.com

ابن مسعود راضی اس سے میں راضی۔ اسی لیئے ہمارے امام اعظم سراج الامت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے راشدین کے بعد آپ کے قول کو تمام صحابہ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں۔ صوفیا فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ "تَعَالُ مِنْ صَفِّ النِّعَالِ اِلٰی مَقَامِ الرِّجَالِ"۔ حضرت ابن مسعود اس اطاعت کی بنا پر پہلے تک حبیب تھے اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہو گئے، یعنی پہلے تک طالب تھے اب مطلوب ہو گئے۔ شعر

ہر کہ او در عشق صادق آمدہ است

بر سرش معشوق عاشق آمدہ است

ترجمہ: جو بندہ اپنے محبوب کے عشق میں ثابت قدم ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے کیا خوب فرمایا۔

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں

ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

کمان کو بے وضو نہ چھونا

احمد بن فضلویہ زاہد اپنے وقت کے ماہر تیز انداز تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے اس کمان کو کبھی بے وضو ہاتھ نہ لگایا جو نبی ﷺ کے دست اقدس میں رہی تھی۔ (۲۶)

منبر نبی ﷺ کے قریب کھڑے ہو کر جھوٹی قسم کھانے پر سزا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میرے منبر کے قریب کھڑے ہو کر جھوٹی قسم کھائی اس کو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ (۲۷)

صحابہ کرامؓ کا دست مصطفیٰ ﷺ اور قدمین شریفین کو بوسہ دے کر ادب کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاخْتَبَيْنَا بِهَا وَقُلْنَا هَلَكْنَا ثُمَّ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ الْفَرَّارُوْنَ قَالَ بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ وَأَنَا فِئَتُكُمْ (۲۸)

Marfat.com

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا، ہم (میدان سے) بھاگ کھڑے ہوئے اور مدینہ طیبہ جا پہنچے۔ ہم نے یہ بات مخفی رکھی اور کہا ہم ہلاک ہوگئے۔ پھر ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! ہم بھاگنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم پناہ لینے والے ہو اور میں تمہارا مددگار ہوں۔

آپ نے ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا:

بل العَكارون .قال: فدنونا فقبلنا يده، فقال انا فِه المسلمين(۲۹)

بلکہ تم جہاد کرنے والے ہو۔ حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ ہم نزدیک ہوئے اور ہم نے آپ کے دستِ اقدس کو بوسہ دیا تو فرمایا: میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں۔"

حَدَّثَتْنِي أُمُّ أَبَانَ بِنْتُ الْوَازِعِ بْنِ زَارِعٍ عَنْ جِدِّهَا زَارِعٍ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ النَّبِيِّ ﷺ وَرِجْلَهُ (۳۰)

اُم ابان بنت وازع بن زارع نے اپنے دادا جان حضرت زارع ؓ سے روایت کی ہے جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو تیزی سے اپنی سواریوں سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک کو چومنے لگے اور پائے اقدس کو۔

حضور ﷺ کے ناخن مبارک کا ادب

صحابہ کرام ؓ ناخن مبارک کا بے حد ادب کرتے اور ان کو ہمیشہ کے لیئے اپنے پاس حصول برکت کے لئے سنبھال لیتے۔

فخلق رسول الله راسه فی ثوبه فاعطاه فقسم منه علی رجال وقلم

Marfat.com

اظفارہ فاعطاہ صاحبہ (۳۱)

نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر میں اپنا سر اقدس منڈوایا اور بال انہیں عطا کر دیئے۔ جس میں سے کچھ انھوں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے پھر آپ ﷺ نے ناخن مبارک کٹوائے اور وہ انہیں اوران کے ساتھی کو عطا فرما دیئے۔

پسینہ مبارک کا ادب اور حصول برکت

حضور نبی اکرم ﷺ کے جسد اطہر سے ہمیشہ پاکیزہ خوشبو آتی تھی صحابہ کرامؓ نے اس خوشبو کو مشک وعبر اور پھول کی خوشبو سے بڑھ کر پایا صحابہ کرامؓ اپنے لئے بچوں کے لیے اور شادی بیاہ کے موقع پر اپنی بیٹیوں کے لئے حضور ﷺ کے پسینہ مبارک کو حاصل کرتے اس سے برکت کی امید رکھتے اور بڑیا اہتمام کے ساتھ متاع عزیز کو سنبھال کر رکھتے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ آپ ﷺ کو پسینہ آیا اور میری والدہ ایک شیشی لیکر آئیں اور حضور ﷺ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنی لگیں نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ عِنْدَنَا فَعَرِقَ وَجَاءَ تْ أُمِّي بِقَارُورَةٍ فَجَعَلَتْ تَسْلِتُ الْعَرَقَ فِيهَا فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ؟ قَالَتْ هَذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ

''حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی ﷺ تشریف لائے، اور دن میں سو گئے، آپ کو پسینہ آیا، میری والدہ ایک شیشی لے کر آئیں، اور آپ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں، نبی ﷺ بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا یہ آپ کا پسینہ ہے، جس کو ہم اپنی خوشبو میں ڈالیں گے، اور یہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔'' ایک اور روایت میں حضرت ام سلیم نے پسینہ مبارک جمع کرنے کی وجہ برکت کا حصول بتایا۔

Marfat.com

ادبِ مصطفیٰ ﷺ پر عروہ بن مسعود کا تعجب

عروہ بن مسعود حدیبیہ کے مقام پر آیا سب کچھ بنظر غائر مشاہدہ کیا اور پھر بیان کیا کہ میں ان کے ہاں گیا اور دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں چودہ یا پندرہ صحابہ کرامؓ مختلف روایات کے مطابق قطار اندر قطار آقائے دوجہاں ﷺ کے گرد اس طرح جھرمٹ بنا کر بیٹھے ہیں۔ جس طرح شمع کے گرد پروانے ہوتے ہیں۔ حتی کہ میں یہ منظر دیکھتا ہوں

واذاتوضا کادویقتلون علی وضوئه(۳۳)

جب آقائے دوجہاں ﷺ وضو کرتے تو قریب (اندیشہ) ہوتا کہ وہ آپ کے وضو کے پانی پر لڑ پڑیں۔

یعنی حضور ﷺ جب وضو کرتے تو صحابہ کرام وضو کے پانی پر ٹوٹ پڑتے ایک ایک قطرے کے لیئے دوڑتے۔ اور لپک لپک کر وضو کے پانی کو سنبھالتے آقا ﷺ کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دیتے یہ عشاق انہیں ہاتھوں پر اٹھا لیتے وضو کے پانی کے قطرات کو حاصل کرنے کے لئے ایسے جھپٹتے اندیشہ ہوتا کہ کہیں آپس میں لڑ نہ پڑیں صحابہؓ حضور ﷺ کی محبت وعقیدت میں انتہا درجے تک پہنچے ہوئے تھے۔

اور یہ آپ ﷺ کے وضو کے ماء مستعمل کے بارے میں ان کے وفور محبت کا منظر ہے اب اسی سے شریعت کا مسئلہ بھی سمجھ لینا چاہیے۔ کہ وضو کا پانی ماء مستعمل یعنی طاہر غیر مطہر ہوتا ہے جس کا استعمال مکروہ ہوتا ہے کہ لیکن عشق کہتا ہے کہ ارے اوروں کے وضو کا پانی تو بے شک مکروہ ہے لیکن اگر محبوب کے وضو کا پانی نصیب ہو جائے تو کوثر و تسنیم کی طہارتوں اور نظافتوں سے بھی بالاتر ہے۔

گفتگوئے مصطفیٰ ﷺ پر کامل سکوت

صحابہ کرام میں تعمیل حکم رسول کی وجہ سے شدید اشتیاق ہوتا ہے کہ محبوب خدا کب اور کس وقت کوئی کلمہ ارشاد فرمائیں۔ اور وہ اس پر کمال اتباع کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً اسے بجا

Marfat.com

لائیں وہ مجلس مصطفوی ﷺ میں تمام ظاہری و باطنی آداب کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے اس طرح بیٹھتے گویا ان کا سارا جسم سراپا گوش بن چکا ہے۔

انہیں معلوم تھا کہ بارگاہ مصطفوی ﷺ کا ادب اصل ایمان ہے۔ یہاں معمولی سی بے ادبی اور رفع صوت ساری عمر کی کمائی لٹ سکتی ہے۔

قرآن کریم کا یہ حکم ان کے پیش نظر تھا۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَo

﴿سورۃ الحجرات، ۴۹: ۲﴾

اپنی آوازیں اس غیب والے نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے پاس بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

صحابہ کرام بارگاہ رسالت مآب ﷺ کا ادب و احترام ایسے کرتے کہ جس کی نظیر دنیا میں آج تک کوئی قوم و نسل پیش کو سکی ہے نہ کر سکے گی۔

حضور اکرم ﷺ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتماد

مکہ میں حضرت عثمانؓ کے چلے جانے کے بعد صحابہ کرامؓ کے دلوں میں خیال آ رہا تھا عثمان کتنا خوش نصیب ہے کہ مکہ مکرمہ کے طواف کا موقع مل گیا ہے بیت اللہ کی زیارت کرے گا اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا۔ صفا و مروہ ک درمیان سعی کرے گا۔

اپنے ان جذبات کا اظہار انھوں نے بارگاہ رسالت میں ظاہر کر دیا

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ماظنه طاف بالبيت ونحن معصورون

میرا خیال ہے کہ وہ کعبہ کا طواف ہرگز نہیں کریں گے جبکہ ہم محصور ہیں اور ہمیں مکہ میں

Marfat.com

داخلہ کی اجازت بھی نہیں۔حضرت عثمانؓ جب واپس آئے تو صحابہ نے پوچھا کہ آپ نے بیت اللہ شریف کوطواف کیااس مومن صادق نے جواب دیا۔(۳۴)

اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر میں حرام کی حالت میں کئی سال بھی مکہ میں رہتا تو میں ہرگز طواف نہ کرتا جب تک اللہ تعالی کا پیارا رسول طواف نہ فرماتا۔

یہ صحابہ کرام کاعمل تھا کہ ادب تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا کتنا خیال رکھتے تھے وہ تو عبادت خداکوبھی تقدیم مصطفیٰ ﷺ کرنے پر گناہ سمجھتے تھے۔

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کا عمر کے بتانے میں ادب

حضرت ابوبکرصدیق سے حضوراکرم ﷺ نے عمر کے حوالے سے سوال کیا کہ آپ بڑے ہیں یاکہ میں

عن يزيد بن الأصم أن النبى صلى الله عليه وسلم قال لأبى بكر :أنا أكبر أو أنت؟ قال :أنت أكبر وأكرم وأنا أسن منك.(۳۵)

حضرت یزیدبن الاصم سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ میں(عمر) میں بڑاہوں کہ آپ تو حضرت ابوبکرصدیقؓ نے فرمایا کہ آپ بڑے اورمعزز ہیں اورمیں عمرمیں آپ سے بڑاہوں

حضرت قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ کا ادب رسول ﷺ میں عمر کا کم بتانا

حضرت عثمان بن عفانؓ نے بھی قباث بن اشیمؓ سے پوچھا کہ تم بڑے ہو یارسول اللہ ﷺ اکبر تھے۔

وَسَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ بْنَ أَشْيَمَ أَخَا بَنِى يَعْمُرَبْنِ لَيْثٍ :أَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ :رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ مِنِّى وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِى الْمِيلَادِ (۳۵)

Marfat.com

انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے تھے اور میں ولادت میں ان سے زیادہ ہوں۔

اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف عام فیل میں ہے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میری والدہ صاحبہ اسی ہاتھی کی لید کے پاس مجھے لے کر کھڑی تھیں۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں عمر کا کم بتانا

عن عبد الله بن عباس قال :قيل للعباس :أنت أكبر أم رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال :هو أكبر مني وأنا ولدت قبله.(٣٦)

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے بھی اسی قسم کا سوال ہوا تھا۔ آپ نے بھی یہی جواب دیا کہ حضور ﷺ اکبر تھے اور میری ولادت پیشتر ہے۔

جب حضرت عباسؓ جن کی تعظیم خود رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اور حضرت صدیقؓ کا ادب میں یہ حال ہو تو پھر ہم کو کس قدر ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے مگر افسوس ہے آج کل کے بعض بے ادب اور گستاخ فرقوں پر جو شب روز آیات و حدیث سے کرید کرید کی من گھڑت معانی بنا کر رسول اللہ ﷺ کی تنقیص شان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بے ادبوں کو رشد و ہدایت بخشے تا کہ وہ بے ادبی اور گستاخی کے باعث دوزخ کا ایندھن بننے سے محفوظ رہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

ترجمہ: خدا سے ہم ادب کی توفیق چاہتے ہیں اور بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محروم رہتا ہے

یہی حدیث مبارکہ امام حاکم نے اپنی کتاب المستدرک میں بھی مغیرہ بن ابی رزین سے بیان کی ہے

Marfat.com

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول ﷺ

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ مَا لاَ يَجُوزُ فِي الأَضَاحِي فَقَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِهِ وَأَنَامِلِي أَقْصَرُ مِنْ أَنَامِلِهِ فَقَالَ أَرْبَعٌ لاَ تَجُوزُ فِي الأَضَاحِي الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا وَالْكَسِيرُ الَّتِي لاَ تَنْقَى. قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ. قَالَ مَا كَرِهْتَ فَدَعْهُ وَلاَ تُحَرِّمْهُ عَلَى أَحَدٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ لَيْسَ لَهَا مُخٌّ.(۳۷)

عبد بن فیروزؓ سے مروی ہے کہ براء بن عازبؓ سے میں نے پوچھا کہ کن جانوروں کی قربانی درست نہیں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ چار قسم کے جانور ہیں جن کی قربانی درست نہیں۔ ایک وہ جس کی آنکھ پھوٹی ہو۔ دوسرا وہ جو سخت بیمار ہو۔ تیسرا وہ جس کا لنگ ظاہر ہو۔ چوتھا وہ جو دبلا ہو۔

اس کو آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارے تشریع فرمائی لیکن میری انگلیاں حضور ﷺ کی انگلیوں سے چھوٹی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں پہلے دست مبارک کے اشارے سے تعین فرمادی کہ چار جانور ہیں جن کی قربانی درست نہیں پھر ان کی تفصیل بتائی۔ براء بن عازبؓ نے جب اس واقعہ کو بیان کیا تو ادب نے اجازت نہ دی کہ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کی حکایت اپنے ہاتھ سے کی جائے لہذا عذر ظاہر کیا کہ میری انگلیاں چھوٹی ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے ساتھ کچھ نسبت نہیں ہے۔

اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ چار کا اشارہ ہاتھ سے کرنے میں مقصود صرف تعین عدد ہے ظاہر نہ اس میں کوئی مساوات کا شائبہ ہے نہ سوئے ادب کا باوجود اس کے ادب صحابیت نے دست مبارک کی حکایت کو بھی گوارہ نہ کیا جس سے تشبیہہ لازم آجاتی تھی۔ اب دوسرے آداب کو اسی پر

Marfat.com

قیاس کر لینا چاہیے۔ افسوس ان لوگوں کے حال میں جو باوجود مدعی علم ہونے کے رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کے کلمات کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں فہم سلیم عطا فرمائے تاکہ وہ عذاب آخروی سے بچ جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ادب رسول ﷺ

عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ، فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَقَالَ :أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هِرٍّ، فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا أَبَا هِرٍّ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ(۳۸)

صحیح بخاری میں ابو رافع سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ منورہ کے کسی راستہ میں دیکھا چونکہ میں جُنبی تھا۔ اس لئے چھپ گیا پھر غسل کر کے حاضر خدمت اقدس ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ تم کہاں تھے۔ عرض کیا کہ مجھے نہانے کی ضرورت تھی اس لئے میں نے آپ کے ساتھ بغیر طہارت کے بیٹھنے کو مکروہ سمجھا اور فرمایا

سبحان الله ان المومن لاینجس

یعنی پاک ہے اللہ تعالیٰ۔ مسلمان نجس نہیں ہوتا

دیکھئے ابو ہریرہؓ اس حالت میں جو الگ تو اس سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی کمال درجہ عظمت ان کے دل میں موجود تھی جس نے ان کے عقل کو مقہور کر کے ان کے دل کو اس ادب پر مجبور کر دیا تھا ورنہ وہ جانتے تھے کہ جنابت کا جسم میں سرایت کرنا ایک امر حکمی ہے۔ حسی نہیں جس سے دوسرے کو کراہت ہو اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کا اثر دوسرے تک متعدی نہں ہو سکتا۔ ہر چند رسول اللہ ﷺ نے مسئلہ شرعیہ بیان فرما دیا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا مگر کلام اس میں ہے کہ اس حالت میں حاضر ہونے کو انہیں کونسی چیز مانع تھی۔

Marfat.com

اگر نعوذ باللہ طبیعت میں بے باکی ہوتی تو خیال کر لیتے کہ اس حالت میں مجالست سے کوئی ممانعت نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی خیال آسکتا تھا کہ چل کر تو دیکھئے کہ اگر حضور منع فرمائیں گے تو ایک مسئلہ معلوم ہو جائے گا۔ خصوصاً اس زمانہ میں ہر روز نئے نئے مسائل معلوم ہونے کی ضرورت سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ادب نے ان کو جرات کرنے نہ دی۔

حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ کا ادب رسول ﷺ

زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر میں کجاوہ باندھا کرتا تھا۔ ایک رات مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور حضور ﷺ نے کوچ کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت مجھے نہایت تردد ہوا کہ اگر ٹھنڈے پانی سے نہاؤں تو مارے سردی کے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے اور یہ بھی گوارہ نہیں کہ ایسی حالت میں خاص سواری مبارک کا کجاوہ اونٹنی پر باندھوں۔

مجبوراً کسی شخص (انصاری) سے کہہ دیا کہ کجاوہ باندھے پھر میں نے چند پتھر رکھ کر پانی گرم کیا اور نہا کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے جا ملا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اسلع۔ کیا سبب ہے کہ تمہارے کجاوہ کو میں متغیر پاتا ہوں؟ عرض کی یا رسول اللہ مجھے نہانے کی حاجت تھی اور ٹھنڈے پانی سے نہانے میں جان کا خوف تھا اس لئے کسی اور کو باندھنے کے لیے کہہ دیا تھا۔ اسلع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ط وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ط مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ ﴿سورۃ المائدہ، ۵: ۶﴾

Marfat.com

اے ایمان والو! جب (تمہارا) نماز کے لیے کھڑے (ہونے کا ارادہ) ہو تو (وضو کے لیے) اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں سمیت (دھولو)، اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (نہا کر) خوب پاک ہو جاؤ، اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی رفع حاجت سے (فارغ ہوکر) آیا ہو یا تم نے عورتوں سے قربت (مجامعت) کی ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو (اندریں صورت) پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو۔

پس (تیمم یہ ہے کہ) اس (پاک مٹی) سے اپنے چہروں اور اپنے (پورے) ہاتھوں کا مسح کرلو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ وہ تمہارے اوپر کسی قسم کی سختی کرے لیکن وہ (یہ) چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے تاکہ تم شکرگزار بن جاؤ ○

یہ وہ آیت ہے جس سے سفر میں تیمم کرنے کی اجازت ملی۔

سبحان اللہ کیا ادب تھا کہ جس کجاوہ میں رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے تھے اس کی لکڑیوں کو حالت جنابت میں ہاتھ لگانا بھی گوارہ نہ تھا۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو اس کا منشا محض ایمان دکھلائی دے گا۔ جس نے ایسے پاکیزہ خیالات ان حضرات کے دلوں میں پیدا کردیئے تھے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ نہ عموماً اس قسم کے امور کی تعلیم تھی نہ صراحتہً ترغیب وتحریص۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا ادب رسول ﷺ میں بالوں کا نہ کاٹنا

عن عبد الرحمن بن عبد الله بن محيريز عن أبيه قال :رأيت أبا محذورة وله شعر فقلت به :ألا تأخذ شعرک ؟ فقال :ما كنت لأخف شعرا مسح (أمر) رسول الله صلى الله عليه و سلم يده عليه (۳۹)

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ ابومحذورہؓ کی پیشانی میں بال اس قدر دراز تھے کہ جب وہ بیٹھتے اور ان بالوں کو چھوڑ دیتے تو زمین پر پہنچتے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم نے ان بالوں کو اتنا کیوں بڑھایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس وجہ سے ان کو نہیں کٹواتا کہ ایک دن ان پر حضور

Marfat.com

ﷺ کا دست مبارک لگا تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ادب رسول ﷺ

علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں حضرت امیر معاویہؓ کے حال میں لکھا ہے۔

وماں کان عنده شئی من شعر سلم رسول الله ﷺ وسلم وقلامه اظفاره فاوصی ان تجعل فی فمه وعینیه وقا ل افعلو ذلک وخلوا بنی وبین ارحم الراحمین (۴۰)

یعنی حضرت امیر معاویہؓ کے پاس جناب رسول اللہ ﷺ کے کچھ موئے مبارک اور ناخن محفوظ تھے۔ جب وہ مرنے لگے تو وصیت کی کہ یہ چیزیں میرے منہ اور آنکھوں میں رکھ دینا اور پھر میرا معاملہ ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے ان متبرک چیزوں کو خدائے تعالیٰ کے حضور میں جاتے وقت اپنی تقصیروں کی معافی کا ذریعہ قرار دیا اور امید کامل باندھ لی کہ ان کی بدولت میری مغفرت ہو جائیگی۔ سبحان اللہ یہ تھا ادب رسول اور کمال عقیدہ سچے مسلمانوں کا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نشست مصطفیٰ ﷺ کا ادب کرنا

مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کو رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ پر رکھا پھر اس کو اپنے منہ پر ملا۔ مستدرک حاکم میں عبداللہ بن بریدہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو عظمت کے لحاظ سے کوئی شخص حضور ﷺ کی طرف سر نہ اٹھاتا۔(۴۱)

حضور ﷺ کے روبرو تو اس قسم کا ادب ہوتا ہی تھا لیکن وہ حضرات جب حدیث شریف کے حلقوں میں بیٹھتے تھے۔ تو اس خشوع وخضوع کے ساتھ سر جھکائے بیٹھتے تھے۔ گویا کہ گردنوں پر سر ہی نہیں۔ چنانچہ مستدرک میں ہیکہ عبدالرحمٰن بن قرطؓ کہتے ہیں کہ ایک بار میں مسجد میں گیا۔ دیکھا کہ ایک حلقہ میں لوگ ایسے سر جھکائے بیٹھے ہے کہ گویا ان کی گردنوں پر سر ہی نہیں۔

Marfat.com

یعنی سب لوگ حدیث شریف سننے والے کچھ ایسے مودبانہ سر جھکائے بیٹھے تھے کہ گردنوں پر سر نہیں دکھائی دیتے تھے۔ اور ایک صاحب حدیث شریف بیان کر رہے تھے۔ جب غور سے ان کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت حذیفہؓ ہیں۔

اب ذرا زمانہ کے انقلاب اور طبیعتوں کی رفتار کو دیکھنا چاہیے کہ بعد خیر القرون نے لوگوں کو ان حضرات کے مسلک سے کس قدر دور کر دیا اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ معاملہ بالکل بالعکس ہو گیا ہے۔ اس زمانہ میں حالانکہ ان امور کی تعلیم عموماً نہ تھی مگر دل ہی کچھ ایسے مہذب اور مؤدب تھے کہ قسم قسم کے آداب اور طرح طرح کے حسن عقیدت پر دلالت کرنیوالے افعال خود بخود ان سے ظہور پاتے تھے۔ اور وہ ان کو اصول شرعیہ پر منطبق کر دیتے تھے جس کا سمجھنا بھی شاید اس زمانہ میں با آسانی نہ ہو سکے۔ کیوں نہ ہو ان حضرات کے دل وہ تھے جن کو تمام بندوں کے دلوں پر فضیلت ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے صحابیت کے واسطے منتخب فرمایا تھا۔

چنانچہ دیلمی نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں کو دیکھا تو میرے اصحاب کے دلوں سے پاکیزہ تر کوئی دل نہ پایا اسی واسطے ان کو میرے اصحاب ہونے کے لئے پسند فرمایا۔ جو کام وہ اچھا سمجھتے ہیں اللہ کے نزدیک بھی وہ اچھا ہے اور جس کو وہ برا جانتے ہیں اللہ کے نزدیک بھی وہ برا ہے۔

غرض وہ ہر قسم کے آداب کے سب سے اعلیٰ مظہر تھے اور ان پر کوئی اعتراض بھی نہ کرتا تھا اس لئے کہ اس وقت تک بے ادبی کی بنیاد نہ پڑی تھی۔ اور اگرچہ چند خودسروں نے بنیاد ڈالی بھی تھی تو اس وجہ سے کہ ان کی بداعتقادیوں نے ان کو دائرہ اتباع سے خارج اور دوسرے نام کے ساتھ مشتہر کر دیا تھا

الحاصل خیر القرون کا یہ حال تھا کہ ہر قسم کے آداب کی بنیاد رکھی جاتی تھی۔

Marfat.com

زیارت مدینہ میں قبر النبی ﷺ کی نیت کرنا ادب مصطفیٰ ہے

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من جاء نی زائرا لایھمہ الازیارتی کان حق علی ان اکون لہ شفیعا

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا کوئی اور نیت اس کی نہ ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ اس کی سفارش کروں۔

قال العراقی رواہ الطبرانی و صححہ ابن السکن کذافی الاتحاف وبسط فی تخریجہ وقال صححہ عبدالحق فی سکوتہ والتقی السبکی باعتبار مجموع الطرق. (۴۲)

دنیا میں کون شخص ایسا ہوگا جس کو محشر کے ہولناک منظر میں حضور اقدس ﷺ کے متعلق حضور ﷺ یہ فرمادیں کہ اس کی شفاعت میرے ذمے ضروری ہے۔

رشید احمد گنگوہی کا موقف

قطب عالم حضرت گنگوہی نوراللہ مرقدہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ زبدہ المناسک میں تحریر فرمایا کہ ہے کہ غرض جب عزم مدینہ کو ہو تو یوں ہے کہ نیت زیارت قبر مطہر کی کر کے جائے تو مصداق اس حدیث کا ہو جائے کہ جو کوئی محض میری زیارت کو آئے شفاعت اس کی مجھ پر حق ہو گئی۔ (۴۳)

حضرت حسن بصریؒ کا قبر انور پر حاضری

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ حضرت حاتم اصم بلخیؒ جو مشہور صوفیہ میں سے ہیں کہتے ہیں کہ تیس برس تک ایک قبہ میں انہوں نے چلہ کیا تھا کہ بے ضرورت کسی سے بات نہیں کی۔ جب حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے تو اتنا ہی عرض کیا کہ اے اللہ! ہم لوگ تیرے نبی ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کو حاضر ہوئے تو ہمیں نامراد واپس نہ کیجیو۔ غیب سے آواز آئی کہ ہم

Marfat.com

نے تمہیں اپنے محبوب کی قبر کی زیارت نصیب ہی اس لئے کی کہ اس کو قبول کریں جاؤ ہم نے تمہارے اور تمہارے ساتھ جتنے حاضرین ہیں سب کی مغفرت کر دی۔ (۴۴)

دیوار سے تین چار گز کے فاصلے پر کھڑا ہو زیادہ قریب نہ ہو کہ ادب کے خلاف ہے اور نگاہ نیچی رہنی چاہے ادھر ادھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے ہاتھ پاؤں بھی ساکن اور وقار سے رہیں۔ یہ خیال کرے کہ چہرہ انور ﷺ اس وقت میرے سامنے ہے حضور اقدس ﷺ کو میری حاضری کی اطلاع ہے حضور ﷺ کی علوشان اور علومرتبت کا استحضار پوری طرح سے دل میں ہو۔ ابن امیر الحاج مدخل میں لکھتے ہیں کہ جتنے بھی تواضع اور آداب اس وقت کی حاضری کے لکھے جاتے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ تواضع اور عجز وانکسار ہونا چاہیے اس لئے کہ آپ ﷺ کی ذات ایسی شفیع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے جس نے آپ ﷺ کے در کا ارادہ کیا وہ مراد کو پہنچا اور جو آپ ﷺ کی چوکھٹ پر حاضر ہو گیا وہ نامراد نہیں رہا۔

جس شخص نے آپ ﷺ کے وسیلے سے دعا کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگا وہ ملا۔ تجربہ اور واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں۔ اس لئے جتنا زیادہ ادب ہو سکے دریغ نہ کرے اور یہ سمجھے گویا میں زندگی میں آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوں اسلئے کہ امت کے حالات کے مشاہدے میں اور ان کے ارادے اور قصد کے ظہور میں آپ ﷺ کی حیات اور ممات میں کوئی فرق نہیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ پر سلام پڑھے۔ مناسک کے رسائل میں سلام کے الفاظ بہت سے نقل کئے گئے ہیں۔ اس میں سلف کا معمول مختلف رہا ہے۔ بعض اکابر مختلف عنوان اور مختلف الفاظ کے ساتھ سلام پڑھتے اور ذوق وشوق کا تقاضا یہی ہے۔ (۴۵)

دیوار میں میخ گاڑنے پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تہدیدی حکم

رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَسْمَعُ صَوْتَ وَتَدٍ يُوتَدُ اَوِالْمِسْمَارُ يُغْرَبُ فِي بَعْضِ الدُّوْرِ الْمُتَّصِلَةِ بِمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رُوِیَ وَمَا عَمِلَ عَلِيٌّ مِصْرَاعَیْ بَابِهٖ بِالْمَنَاصِعِ اِلَّا

Marfat.com

تَوَقِّیًا لِذٰلِکَ وَتَاَدُّبًا مَعَهٗ.(۴۶)

یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اس کھونٹی کی آواز جو مسجد نبوی کے ارد گرد گھروں میں گاڑی جاتی تھی اور اس میخ کی آواز جو ٹھونکی جاتی تھی سنتی تھیں۔ انہوں نے ان گھر والوں کے پاس کہلا بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت نہ دو یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دروازے کے کواڑ اس وعید سے بچنے کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ادب کی خاطر کپڑے کے بنائے ہوئے تھے۔

مسجد نبوی میں بلند آواز پر حضرت عمر بن فاروق رضی اللہ عنہ کا تعزیری حکم

مسجد نبوی میں اونچی بولنا ممنوع ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں بلند آواز کرنے والوں کو تنبیہ کی اور ڈانٹا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ قَائِماً فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَائْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُ بِهِمَا قَالَ مَنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمْ تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.(۴۷)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں ایک بار مسجد نبوی میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری دیکھا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے کہا جاؤ اور ان دو شخصوں کو لے آؤ جب ان دونوں کو میں ان کے پاس لے گیا تو پوچھا تم کون ہو؟ یا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر سے ہوتے تو میں تم کو ضرور اذیت پہنچاتا اور مارتا اس واسطے کہ تم مسجد نبوی میں آواز بلند کرتے ہو۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسجد نبوی میں کوئی شخص آواز بلند نہیں کر سکتا تھا اور اگر کوئی کرتا بھی تو مستحق تعزیر سمجھا جاتا تھا۔ باوجود یہ کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ چنداں دور نہ تھے مگر اسی ادب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اُن کو پکارا نہیں بلکہ کنکری پھینک کر اپنی طرف متوجہ کیا۔

Marfat.com

یہ تمام ادب اسی وجہ سے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں بحیاتِ ابدی تشریف رکھتے ہیں کیونکہ اگر لحاظ صرف مسجد ہونے کا ہوتا تو فِی مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس تعزیر کو اہل شہر کے لئے خاص فرمایا جن کو مسجد شریف کے آداب بخوبی معلوم تھے۔ اگر صرف مسجد ہی کا لحاظ ہوتا تو اہل طائف بھی معذور نہ رکھے جاتے کیونکہ آخر وہاں بھی مسجدیں تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کواڑ شہر سے باہر بنانے کا (کاریگر) کو حکم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والوں (کاریگروں) کو فرمایا کہ شہر کے باہر بقیع میں بنا کر لائیں ان کے بنانے کی آواز کا شور حضور ﷺ تک نہ پہنچے۔

علامہ قسطلانیؒ مواہب میں لکھتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ادب کا وہی معاملہ ہونا چاہیے جو زندگی میں تھا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ (۴۸)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب

علامہ سبکیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت بلالؓ کا سفر شام سے حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے عمدہ سندوں سے ثابت جو متعدد روایت میں مذکور ہے۔ من جملہ ان کے یہ ہے کہ بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت بلالؓ نے حضرت عمرؓ سے درخواست کی کہ مجھے یہاں قیام کی اجازت دے دی جائے۔ حضرت عمرؓ نے منظور فرمالیا اور انھوں نے وہاں قیام فرمایا اور وہی نکاح کرلیا۔ اس کے بعد ایک دن خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی اور فرمایا بلال! یہ کیا جفا ہے کیا میری زیارت کرنے کا وقت نہیں آتا؟ یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلالؓ کی آنکھ کھلی تو نہایت غمگین خوف زدہ پریشان تھے۔ فوراً اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور روتے ہوئے قبر انور پر حاضر ہوئے۔

Marfat.com

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ خبر سن کی تشریف لائے اور بلالؓ سے اذان کہنے کی فرمائش کی۔ یہ ان سے مل کی لپٹ گئے اور صاحبزادوں کی تعمیل ارشاد میں اذان کہی۔ آواز سن کر گھروں سے مرد عورتیں بے قرار روتی ہوئی نکل آئیں اور حضور اکرم ﷺ کے زمانے کی یاد نے سب ہی کو تڑپا دیا۔ یہاں استدلال اس خواب سے نہیں ہے بلکہ حضرت بلالؓ کے سفر سے ہے۔ صرف زیارت قبر نبوی ﷺ کے لئے بھی سفر کرنا ادب مصطفیٰ ﷺ ہے۔ (۴۹)

صحابی رسول کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں انگوٹھی کا نہ اٹھانا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ، فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ، وَقَالَ :يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ، فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : خُذْ خَاتِمَكَ انْتَفِعْ بِهِ، قَالَ :لَا وَاللهِ، لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(۵۰)

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اس کو اتار پھینک دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کس برائی کو اپنے ہاتھ سے زائل کرنا چاہیے۔ نیز اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد صحابہ نے اس شخص سے کہا اس انگوٹھی کو اٹھا لو اور اس سے نفع حاصل کرو اس شخص نے کہا خدا کی قسم جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہو میں اس کو کبھی نہیں اٹھاؤں گا۔ (یہ عشق ہی نہیں بلکہ ادب مصطفیٰ ﷺ بھی ہے)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عورتوں کے لئے سونے کی انگوٹھی جائز ہے اور مردوں پر سونے کی انگھوٹھی حرام ہے البتہ شیخ ابن حزم ظاہری نے مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی کو بھی جائز کہا ہے اور بعض علماء نے مکروہ کہا ہے لیکن یہ دونوں قول باطل ہیں۔ اس باب میں امام مسلم نے جو احادیث روایت کی ہیں وہ احادیث اور تمام مسلمانوں کا اجماع ان کے رد کے لیے

Marfat.com

کافی ہے نیز رسول اللہ ﷺ کا ریشم اور سونے کے متعلق یہ ارشاد ہے یہ میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لیے حلال ہیں۔

صحابہ کرام حضور ﷺ کے نام مُبارک کے ساتھ بِأَبِي کہتے

ام سلیم رضی اللہ عنہا کا بِأَبِي کہنا

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَمِعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ فَقَالَتْ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ أُنَيْسٌ فَدَعَا لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ قَدْ رَأَيْتُ مِنْهَا اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْآخِرَةِ(۵۱)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گزرے، میری والدہ ام سلیم نے آپ کی آواز سنی، انہوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! یہ چھوٹا انس ہے، اس کے لیے دعا فرمایئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے تین دعائیں کیں جن میں سے دو کی قبولت کو میں نے دنیا میں دیکھ لیا اور تیسری کی قبولیت کے متعلق میں آخرت میں امید رکھتا ہوں۔''

بخاری شریف میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک کرتیں تو بِاَبی کہتیں۔

چنانچہ ام المؤمنین فرماتی ہیں۔

وَقَلَّمَا ذَكَرَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِيْ

یعنی کم اتفاق ہوتا تھا کہ ذکر شریف کے وقت یہ لفظ نہ کہتی ہوں معنی اسکے یہ ہیں کہ میرے باپ رسول اللہ ﷺ پر سے فدا ہوں۔

صحابہ کرام آپ ﷺ کو اَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہا کرتے تھے۔ چنانچہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ آپ کے اشفاق ومراحم کے روبرو مہرِ مادری اور شفقتِ پدری کی کچھ حقیقت نہیں ان دونوں کو آپ پر سے فدا کرنا چاہیے۔

Marfat.com

سبحان اللہ کیا ادب تھا کہ روبرو تو روبرو غائبانہ وصال شریف کے بعد بھی وُہ ادب تھا کہ جب تک ماں باپ کو فدا نہیں کرتے نام مبارک کو ذکر نہیں کرتے تھے۔(۵۲)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا عروہ بن مسعود ثقفی کے ہاتھوں کا روکنا

اسلام کی آغوش رحمت میں آنے سے پہلے حضرت مغیرہ بن شعبہ ایک لاابالی نوجوان کے طور پر مشہور تھے لیکن حضور ﷺ کی صحبت میں رہ کر ان کی سرکشی، نیکی اور شرافت میں بدل گئی۔ من کی دنیا انقلاب آشنا ہوئی، احترام وآداب ورسالتماب ﷺ کا ایک سمندر سینے میں موجزن ہوا۔ ایمان کی دولت نصیب ہوئی تو دنیا ہی بدل گئی، دوران گفتگو عروہ بن مسعود ثقفی کا ہاتھ بار بار حضو ﷺ کی ریش مبارک کی طرف اٹھ جاتا۔ حضرت مغیرہؓ حضور ﷺ کے ذاتی محافظ کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے۔ حضرت مغیرہؓ نے اسے گستاخی رسول ﷺ پر محمول کیا۔ یہ بے تکلفانہ انداز ان کی غیرت ایمانی پر تازیانہ برسا گیا۔ عشق رسول ﷺ کی چمک آنکھوں میں پیدا ہوئی تلوار کا دستہ عروہ کے ہاتھ پر مارتے ہوئے اسے ڈانٹا۔ عروہ بھی اسے غصے میں آ گیا، وہ حضرت مغیرہ کو پہچان نہ سکا۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا عروہ یہ تیرا بھتیجا ہے اس وہ آگ بگولہ ہو گیا اور حضرت مغیرہؓ کو جلی کٹی سنانے لگا کہ تو کتنا تند خو ہو گیا ہے۔(۵۳)

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نماز پڑھاتے ہوئے ادب مصطفیٰ ﷺ میں ہٹنا

روایت میں ہے کہ ایک دن حضور ﷺ اپنے کسی کام کے باعث پیچھے رہ گئے صبح کی نماز کا وقت تنگ ہونے لگا۔ حضور اکرم ﷺ کے انتظار کے بعد صحابہ کرامؓ نے حضور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی خدمت میں گزارش کی کہ نماز فجر کی امامت فرمائیں دوران نماز حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ صحابہؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو حضور ﷺ کی آمد سے مطلع کیا وہ اُلٹے پاؤں مصلی چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے تو حضور ﷺ نے اشارے سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور نماز جاری رکھی۔ حضور ﷺ نے اپنے جلیل القدر صحابیؓ کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور ﷺ نے اس

Marfat.com

بات کی گواہی دی کہ عبدالرحمٰنؓ امت کے صالحین میں سے ہیں اور فرمایا۔

احسنتهم انه لم یتوف نبی حتی یومه رجل صالح من امته(۵۴)

تم نے اچھا کیا (کہ انہیں امامت کے لئے منتخب کیا) کیونکہ کسی نبی نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک اس کی امت کے کسی صالح شخص نے اس کی امامت نہ کی ہو۔

جن کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں راستہ سے ہٹ جانا

لشکر اسلام تبوک نہیں پہنچا تھا کہ راستے میں ایک سانپ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سیدھا کھڑا ہو گیا پھر اس نے راستہ چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان آٹھ جنوں میں ایک ہے جو میرے پاس قرآن سیکھنے آئے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ وهو یقرانکم السلام(۵۵)

وہ تمہیں سلام کہہ رہا ہے تم بھی اس کے سلام کا جواب دو۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ

جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہر عاشق کی خواہش تھی کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جس گھر کے سامنے یہ اونٹنی بیٹھ گئی اسی گھر میں رہائش پذیر ہوں گا۔ ناقہ مستانہ وار چلی جا رہی تھی۔ جب وہ کسی کے سامنے پہنچتی تو صاحب خانہ کا دل دھڑکنے لگتا اور بارگاہ ایزدی میں دعا کرتا کہ حضور اکرم ﷺ کی مہمانی کا موقعہ اسے ملے۔ اور جب وہ اس کے گھر سے آگے چلی جاتی تو وہ غم کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاتا۔ خوشی کا تصور ملیامٹ ہو جاتا اور اس کی آنکھیں نم آلودہ ہو جاتی تھیں۔ چلتے چلتے ناقہ ایک مکان کے سامنے رک گئی۔ عاشقان رسول اللہ ﷺ حسرت سے اس مکان کو دیکھنے لگے۔

یہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی رہائش گاہ تھی۔ ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ خوشی کے

Marfat.com

آنسو رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ وہ روئے زمین پر خود کو سب سے زیادہ خوش بخت تصور کرتے تھے۔ انہوں نے بصد ادب ومحبت بارگاہ نبوت ﷺ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! بالائی منزل پر تشریف لے چلیں۔"

لیکن حضور نبی اکرم ﷺ نے نچلی منزل میں قیام پسند فرمایا تاکہ ملاقاتیوں کو آسانی ہو۔ حضرت سیدنا ابوایوب انصاریؓ شبانہ روز عاشقانہ جان نثاری کا مظاہرہ کرتے رہے۔ رات میاں بیوی بالائی منزل کے ایک کونے میں بسر کرتے اس خوف سے کہ کہیں ان کی حرکت سے رسول کریم ﷺ کو اذیت نہ ہو۔

ایک دن اتفاقاً پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا، چھت معمولی تھی۔ اس اندیشہ سے کہ کہیں پانی ٹپک کر نچلی منزل میں نہ چلا جائے اور حضور نبی کریم ﷺ کو کچھ تکلیف نہ ہو گھبرا گئے۔ گھر میں میاں بیوی کے لئے صرف ایک ہی لحاف تھا۔

انہوں نے لحاف پانی پر ڈال دیا تاکہ سارا پانی اس میں جذب ہو جائے۔ لحاف گیلا ہو گا۔ میاں بیوی نے رات بھر سردی برداشت کی۔ لیکن محبت وعشق نے یہ گوارہ نہ کیا کہ ان کے آقا و مولا ﷺ کو ذرہ برابر تکلیف پہنچے۔

ایک دن حضرت سیدنا ابوایوب انصاریؓ نے بصد ادب ونیاز گزارش کی یارسول اللہ ﷺ! جس چھت کے نیچے آپ ﷺ ہوں میں وہاں اوپر نہیں رہ سکتا۔"

چنانچہ رسول اللہ ﷺ چھ ماہ اپنے اس عاشق صادق کے ہاں فروکش رہے۔ بڑے اہتمام سے کھانا تیار کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے جب آپ ﷺ تناول فرما لیتے تو پس خوردہ حضرت سیدنا ابوایوب انصاریؓ اور ان کی زوجہ محترمہ اسے تبرکاً کھاتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ سے پہل کرنا بے ادبی ہے

لاتقدمو کا حکم مطلق ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

Marfat.com

سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ○ ﴿الحجرات، ۴۹: ۱﴾

اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول ﷺ کی بے ادبی نہ ہو جائے) بے شک اللہ (سب کچھ) سننے والا خوب جاننے والا ہے○

ہر وہ چیز جو تقدیم کی صلاحیت رکھتی ہے اس کو حضور ﷺ سے پہلے کرنا صریحاً بے ادبی ہے جیسے بارگاہ مصطفوی ﷺ میں کوئی مسئلہ پیش ہو تو قبل اس کے کہ حضور سرور دو جہاں ﷺ اس مسئلے کے بارے میں ارشاد فرمائیں کوئی فرد آپ ﷺ کے ارشاد فرمانے سے پہلے ہی اس مسئلے پر اظہار خیال شروع کر دے تو یہ عمل بارگاہ نبوت کے آداب کے منافی ہے۔ مفسرین کرام نے لکھا ہے اسی طرح اگر حضور ﷺ کے پاس طعام حاضر ہو تو کوئی تیزی و عجلت میں آپ کے ابتداء فرمانے سے پہلے ہی کھانے کا آغاز کر دے اور اسی طرح اگر کسی کو آپ کے ساتھ چلنے کی سعادت و شرف حاصل ہو تو وہ بغیر کسی مقصد و مدعا اور اجازت کے آگے چلنا شروع کر دے تو ایسے سب امور بے ادبی اور عدم احترام کے ذیل میں آتے ہیں۔

امام سہل بن عبداللہ تستریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لاتقدموا کا معنی یہ بیان کیا کہ حضور ﷺ کے فرمانے سے پہلے نہ بولا کرو یعنی حضور اکرم ﷺ کے ہاں کلام کی ابتداء نہ کرو، جرات نہ دکھاؤ اور جب آپ فرما دیں تو خوب توجہ وانہماک سے سنو اور خاموش رہو۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کو اس بات سے منع کیا گیا کہ کسی شئے کے بارے میں حضور ﷺ کے فیصلہ فرمانے سے پہلے از خود فیصلہ کریں اور نہ ہی اپنی ذاتی رائے سے آپ پر سبقت کریں، فیصلے کی نوعیت کیسی ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ قصاص کے متعلق ہو یا غیر قصاص سے یہ معاملہ حضور ﷺ کے امر سے طے پانا چاہے۔ مزید فرماتے ہیں۔

لاتسبقوہ نہ ای ولو فی امر دنیاھم والمعنی ان یکونوا تابعین لی فی جمیع قضایاھم عن امور دنیاھم واخراھم (۵٦)

Marfat.com

کسی بھی کام میں حضور ﷺ سے سبقت نہ کریں اگر چہ دنیا کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو اس کا معنی ومفہوم یہ ہے اپنے تمام دنیاوی واخروی امور وفیصلوں میں آپ ﷺ کے تابع ہوں۔

امام قسطلانی ''مواہب اللدنیہ'' میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے ادب رسول ﷺ سے متفق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک شئے سے منع کرنا، اس شے کے خلاف حکم ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالی نے اس آیت مقدسہ میں حضور ﷺ کی کامل اطاعت وپیروی کا حکم دیا ہے۔

فمن الادب ان لایتقدم بین یدیه بامر الانهی ولااذن ولاتصرف حی یامر هووینهی وباذن کما امر الله بذالک فی هذه الایة (۵۷)

ادب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے امر نہی اجازت اور تصرف غرضیکہ کسی بھی چیز میں آپ سے پہل نہ کی جائے حتی کہ خود حضور حکم فرمادیں اور منع کریں اور اجازت فرمادیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے اس آیت کریمہ میں اس کا حکم دیا ہے۔(۵۸)

حضرت عمرو بن عاص ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی مجھے دنیا میں محبوب نہ تھا اور میرا یہ حال تھا۔ میں آپ ﷺ کی طرف نظر بھر کر دیکھ بھی نہیں سکتا تھا اور اگر مجھ سے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک دریافت کرے تو میں بیان کرنے پر اس لئے قادر نہیں کہ میں نے کبھی آپ ﷺ کو نظر بھر کر دیکھا ہی نہیں تھا۔(۵۹)

حضرت سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ادبِ مُصطفیٰ ﷺ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُولُ انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ (۶۰)

Marfat.com

''حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں جب لوگ نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر دور نکل گئے تھے تو حضرت ابوطلحہ آپ کے لیے ڈھال کی طرح بن کر رہے۔ حضرت ابوطلحہ بڑے تیر انداز تھے اور ان کی کمان کی تانت بڑی سخت تھی۔ اس روز ان کی دو یا تین کمانیں ٹوٹی تھیں۔ جب کوئی شخص ترکش لے کر ادھر سے گزرتا تو رسول خدا فرماتے: تیروں کو ابوطلحہ کے آگے ڈال دو۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سر اونچا کر کے معائنہ فرمانے لگے تو حضرت ابوطلحہ عرض گزار ہوئے: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان، سر اونچا کر کے نہ دیکھئے، مبادا کافروں کا کوئی تیر آپ کو لگ جائے۔ حضور آپ پر قربان ہونے کے لیے میں حاضر ہوں۔

غزوہ احد میں ہر محب کی کوشش تھی کہ اس کے محبوب آقا و مولا ﷺ پر کوئی آنچ نہ آئے۔ اگر چہ وہ بڑی بے جگری سے برسر پیکار تھا لیکن دل و دماغ حضور اکرم ﷺ کی طرف تھا۔ دوران جنگ جب بڑا ہی نازک وقت آیا تو اس ہنگام میں اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ میدان میں بڑی جرائت مندی کے ساتھ کفار کی طرف بڑھتے رہے۔ حضرت سیدنا ابوطلحہ انصاریؓ جو حضرت سیدنا انس بن مالکؓ کے علاتی باپ تھے بڑے مشہور قدر انداز تھے۔ انہوں نے اس غزوہ میں اس قدر تیر برسائے کہ وہ تین کمانیں ان کے ہاتھ سے ٹوٹ کر رہ گئیں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ان کے آقا و مولا ﷺ تنہا ہیں تو دفاع کے لئے انہوں نے سپر سے آنحضرت ﷺ کے چہرے مبارک پر اوٹ کر لی تاکہ آپ ﷺ پر کوئی وار نہ آنے پائے۔ آپ ﷺ کبھی گردن مبارک اٹھا کر غنیم کی فوج کی طرف دیکھتے تو حضرت سیدنا ابوطلحہ انصاریؓ بڑی محبت اور والہانہ انداز میں عرض کرتے۔ ''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، گردن مبارک بڑھا کر نہ دیکھیں مبادا کوئی تیر لگ جائے۔ یہ میرا سینہ آپ ﷺ کے سامنے ہے۔''

اسی دوران میں اور جانثاروں نے حضور اکرم ﷺ کو دائرہ میں لے لیا۔ لیکن دشمنوں نے شدید حملہ کیا۔ حضرت سیدنا ابوطلحہ انصاریؓ نے دشمنوں کی تلواروں کو ہاتھ پر روکا جس سے ان کے ایک ہاتھ کٹ کر گر پڑا۔

آپ نے حضور ﷺ کی طرف پشت نہیں کی بلکہ سینہ کیا اور دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ دائرہ

Marfat.com

بنوایا حالانکہ آپ ﷺ کے سامنے قطار بنا کر پشت بھی کر سکتے تھے لیکن ادب نے اجازت نہ دی۔

حضرت سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں تیروں کو روکنا

غزوہ احد میں عاشقان رسول ﷺ کے لئے بہت بڑی آزمائش وامتحان گاہ تھا۔ ہر محبّ، جان کی بازی لگائے ہوئے تھا۔ اس کے انتہائی کوشش تھی کہ دشمن محبوب اللہ ﷺ سے دور رہے اور اس کے لئے وہ جان کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے تھا۔ عتبہ بن ابی وقاص جو قریش کا مشہور صفوں کو چیرتا ہوا آیا اور حضور ﷺ کے رخ انور پر تلوار ماری جس سے مغفر کی دو کڑیاں پیوست ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر جانثاروں نے آپ ﷺ کو ہر طرف سے حصار میں لے لیا۔

حضرت سیدنا ابو دجانہؓ نے دیکھا تو تڑپ اٹھے۔ وہ اپنے محبوب آقا ﷺ کے سامنے جھک کر سینہ سپر ہو گئے۔ جو تیر آتا اسے پشت پر روکتے تھے حتیٰ کہ تیر لگنے سے ان کی پشت چھلنی ہو گئی۔ اپنی پشت پر تیر قبول کر لیے لیکن پشت محبوب خدا کے سامنے نہ کی بلکہ سینہ کر دیا۔

حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ الجبلی رضی اللہ عنہ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ

محبت سراسر ادب ہے اور یہی محبت کی روح رواں ہے۔ اور محبوب کی ہر چیز قابل احترام ہوتی ہے۔ اک روز کا واقعہ ہے کہ حبیب اللہ ﷺ کسی گھر میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرامؓ خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ تمام کمرہ بھرا ہوا تھا کوئی جگہ خالی نہ تھی۔ اتنے میں حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ الجبلیؓ حاضر ہوئے۔ اندر جگہ نہ پا کر دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے دیکھا تو اپنی چادر مبارک اتار کر ان کی طرف پھینک دی کہ بیٹھ جائیں۔ حضرت سیدنا جریر بن عبداللہؓ نے اپنے محبوب آقا و مولا ﷺ کی چادر انور کو چہرے سے لگایا، چومتے ہوئے رونے لگے اور یہ کہتے ہوئے چادر مبارک واپس کر دی۔

"میں آپ ﷺ کے مقدس کپڑے پر بیٹھنے کی جرات نہیں کر سکتا۔"

یحییٰ بن حارث زماری رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں ہاتھ کو بوسہ دینا

یحییٰ بن حارث زماری کہتے ہیں کہ میری واسلہ بن الاسقع سے ملاقات ہوئی میں نے

Marfat.com

کہا آپ نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے تو انہوں نے کہا، ہاں میں نے کہا اپنا ہاتھ بڑھایئے میں اس کو بوسہ دونگا انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ میں نے اس کو بوسہ دیا۔(۶۱)

حضرت سیدنا خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا ادب

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ :بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الأَرْبَعَةِ الأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الحَنْظَلِيِّ، ثُمَّ المُجَاشِعِيِّ، وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الفَزَارِيِّ، وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلاَثَةَ العَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلاَبٍ، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، وَالأَنْصَارُ، قَالُوا :يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا، قَالَ :إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ .فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ العَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الوَجْنَتَيْنِ، نَاتِئُ الجَبِينِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقٌ، فَقَالَ :اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ :مَنْ يُطِعِ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُ؟ أَيَأْمَنُنِي اللَّهُ عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ فَلاَ تَأْمَنُونِي فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ، -أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الوَلِيدِ -فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى(۶۲)

شجر محبت بے حد تناور، گھنا، شیریں لذیذ اور روح افزاء مگر بے انتہا غیور ہوتا ہے جو ایک بار اس کے سائے میں بیٹھ جائے تو پھر تا حیات وہ اسے فراموش کر سکتا ہے نہ ہی اسے کسی اور سائے کی آرزو ہوتی ہے۔ اس سائے کی بدولت اسے بے پایاں انعام و اکرام عطا ہوتا ہے جس سے وہ مشکل ترین اوقات میں بھی صرف لطف اندوز ہوتا ہے بلکہ ان مشکلات کو دل و جان سے عزیز بھی رکھتا ہے۔ اور جو اس محبوب سائے کا گستاخ و بے ادب ہو تو وہ اس کی نظروں میں خار مغیلاں کی طرح کھٹکنے لگتا ہے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ سونا آیا جسے اہل نجد میں تقسیم فرما دیا۔ اس پر قریش وانصار کو شکایت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان کو تالیف قلب کے لیے دیا ہے۔ یہ سنا تو ایک شخص بولا۔ اللہ سے ڈریئے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ''اگر میں نافرمانی کرتا ہوں تو پھر اللہ تبارک وتعالی کی

Marfat.com

اطاعت کون کرتا ہے۔'' حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس گستاخی پر سخت غصہ آیا اور اس شخص کی گردن اڑا دینے کے اجازت چاہی لیکن رسالتماب ﷺ نے روک دیا۔ اس میں اس شخص نے حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کی تو اس سے سیدنا خالد بن ولید سیف اللہ نے اجازت چاہی۔

حضرت سیدنا خداش رضی اللہ عنہ کا پیالہ مصطفیٰ ﷺ کا ادب

جس چیز کو محبوب کا ہاتھ لگ جائے تو وہ قیمتی اور نادر ہو جاتی ہے اور محبّ کے لئے وہ بیش بہا سرمایہ ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا خداشؓ نے اپنے محبوب آقا و مولا ﷺ سے ایک پیالہ مانگ لیا جس میں آپ ﷺ کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ اسے آپؓ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظمؓ حضرت سیدنا خداشؓ سے فرمایا کرتے تھے۔ ''وہ پیالہ لے آؤ تا کہ ہم اسے آبِ زمزم سے بھرلیں۔'' حضرت خداشؓ نے وہ پیالہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کو دے دیا کرتے تھے اور اس میں آب زمزم بھر کر پیا کرتے تھے۔ (۶۳)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دوران اذان نام محمد ﷺ پر انگوٹھوں کا چومنا

علامہ سخاوی نے کہا کہ انگوٹھے چومنے کے بارے میں احادیث کی اسانید صحیح نہیں ہیں (یعنی حسن یا ضعیف ہیں) ملا علی قاری اس کے جواب میں فرماتے ہیں جب صحیح سند ہے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اذان میں انگوٹھے چومے ہیں تو یہ ہمارے عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو۔ (۶۴)

حضرت سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کا حضور اکرم ﷺ کے پکارے ہوئے نام کا ادب

محبوب جو نام بھی محبّ کا رکھ دیتا ہے تو پھر وہی اسے سب سے زیادہ عزیز و پیارا لگنے لگتا ہے۔ اور وہ اسی نام سے خود کو پکارا جانا پسند کرتا ہے۔

عَنْ مَوْلًى لِأُمِّ سَلَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي سَفَرٍ،

Marfat.com

فَانْتَهَيْنَا إِلَى وَادِي قَالَ :فَجَعَلْتُ أَعْيَنَ النَّاسَ أَوْ أَحْمِلُهُمْ قَالَ :فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم :مَا كُنْتَ الْيَوْمَ إِلَّا سَفِينَةً، وَمَا أَنْتَ إِلَّا سَفِينَةٌ.(٦٥)

حضرت سیدنا سفینہؓ اپنے محبوب آقا ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ ایک شخص جو تھک گیا تھا اس نے اپنا سامان ان کے کندھے پر رکھ دیا۔ یہ پہلے ہی بہت زیادہ سامان اٹھائے ہوئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے دیکھا تو مزاح کے طور پر فرمایا۔

''تم تو سَفِينَة ہو''

یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ لوگ اصل نام بھول گئے۔ اگر کوئی پوچھتا۔ تمہارا اصل نام کیا ہے۔ تو نہ بتاتے کہ سفینہ ان کے آقا و مولا ﷺ کا عطا کردہ ہے اور کہتے۔ اس نام کو ہرگز کبھی نہ بدلوں گا۔

لاریب محبوب کی پسند محب کی پسند ہوتی ہے یہی تو محبت ہے۔ ادب مصطفیٰ ﷺ میں وہی نام رکھ لیا۔(٦٦)

حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیعت کے وقت ہاتھ کا ادب

محبت و عشق کے ہزاروں رنگ اور روپ ہوتے ہیں اور محب پر کسی وقت بھی کوئی رنگ غالب آسکتا ہے اور پھر وہ صدا کے لئے اس رنگ میں جا رنگ جاتا ہے۔ حضرت سیدنا عمران بن حصینؓ کو اپنے محبوب آقا و مولا ﷺ سے اس قدر محبت عقیدت اور ادب ملحوظ خاطر تھا کہ جس ہاتھ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اس ہاتھ کو پھر عمر بھر مقام بول کو مس نہیں کیا۔(٦٧)

حضورِ اکرم ﷺ کی سواری کے نشانات کا ادب

محبت رب جلیل کا عطیہ عظیم ہے۔ یہ نعمت جس کو میسر آجاتی ہے تو اس کی دنیا و آخرت میں بہاریں رقص کرنے لگتی ہیں۔ محبوب کے علاوہ اس کا ہر شے سے رشتہ و ناطہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جہاں جہاں محبوب نے نشست کی ہو، آرام کیا ہو، جن راستوں پر چلا ہو، جہاں کوئی عمل کیا ہو، وہ

Marfat.com

سب مقامات اس کے لئے قابل عزت واحترام وادب وزیارت اور باعث فروغ محبت وعشق ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت سیدنا عمر بن عمرؓ کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا۔ اب آپؓ کیلئے اپنے محبوب آقا ﷺ کے آثار ہی تھے جو باعث تسکین تھے لہذا ان کی اتباع کا بھی از حد خیال رکھتے تھے۔ بقول زبیر بن بکاردہ ہر اس مسجد میں جس میں ان کے آقا و مولا ﷺ نے نماز ادا فرمائی ہوتی وہاں حضور اکرم ﷺ کے نقوش پا کی چھان بین کرتے اور ہر وہ راستہ جس سے آپ ﷺ کا گزر ہوا تھا اپنی اونٹنی کو روک کر اس میں فکر و تامل کرتے تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں۔

''میں یہ اس لیے کرتا ہوں کہیں خدانخواستہ میری اونٹنی کے کُھر حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی مبارک کے کُھروں کے بعض نشانات کے اوپر نہ پڑ جائیں۔ (۶۷)

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں خون کا چوسنا

جانثاری کا سبق سیکھنا ہو تو عاشق صادق کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا چاہے پھر محبت کی حقیقت آشکار ہوتی ہے۔ غزوہ احد میں حضور اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ حضرت سیدنا مالک بن سنانؓ قریب کھڑے تھے۔ زخم پر منہ رکھ کر چوسنے لگے اور ادب کے پیش نظر خون کو زمین پر پھینکنے کے بجائے پی گئے۔ دوسرے عشاق جو نزدیک ہی کھڑے تھے انہوں نے پوچھا۔ ''تم حضور اکرم ﷺ کا خون پیتے ہو۔'' بولے:

ہاں! رسول اللہ ﷺ کا خون مقدس میں شربت کی طرح پیتا ہوں۔

رحمتہ اللعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اگر کسی کو ایسے شخص کے دیکھنے کی تمنا ہو جس کا خون میرے خون سے آمیز ہوا ہو تو مالک بن سنانؓ کو دیکھے۔ اس کے بعد آپؓ نہایت جانبازی سے لڑے اور شہادت حاصل کی۔ (۶۸)

Marfat.com

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مشکیزہ کے دھانے کو محفوظ کرنا

ایک دن رسول عربی ﷺ کو پیاس محسوس ہوئی فرمایا۔ام سلیمؓ پانی لاؤ۔ سامنے مشکیزہ لٹک رہا تھا۔وہ اس میں پانی انڈیلنے لگیں تو ارشاد فرمایا۔اسے ہی لے آؤ۔وہ مشکیزہ لے آئیں تو آپ ﷺ نے اس کا دہانہ اپنے منہ مبارک سے لگایا اور پانی پیا۔ جب حضور ﷺ تشریف لے گئے تو حضرت ام سلیمؓ نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھ لیا۔(تاکہ اسکے ساتھ کوئی اور منہ نہ لگائے جس سے بے ادبی ہو)(۶۸)

مشکیزہ کے دھانے کا ادب

صحابہ کرامؓ نے مبارک دہن مصطفیٰ ﷺ سے مس شدہ مشکیزہ کا منہ حصول خیر و برکت کے لئے کاٹ کر محفوظ کیا جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ اپنی دادی حضرت کبشہ انصاریہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

ان رسول الله ﷺ دخل عليها ،وعندها قربة معلقة فشرب منها وهو قائم فقطعت فم القربة تبتغي بركة موضع في رسول الله ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ اس کے ہاں تشریف لائے تو وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اس سے پانی پیا اس حال میں کہ آپ ﷺ قیام فرماتھے۔اس نے حضور نبی اکرم ﷺ کے دہن اقدس والی جگہ سے مشکیزے کا منہ حصول برکت کے لیے کاٹ کر رکھ لیا۔(۶۹)

کشبہ دو ہیں :ایک کبشہ بنت ثابت ابن منذر انصاریہ ہیں جو حضرت حسان ابن ثابت کی بہن ہیں انہیں کبیشہ بھی کہا جاتا ہے،ان کا لقب برضاء ہے۔دوسری کبشہ بنت کعب ابن مالک انصاریہ یعنی عبداللہ ابن قتادہ کی بیوی، نہ معلوم یہ کون سی کبشہ ہیں۔بعض محدثین نے فرمایا پہلی کبشہ ہیں،بعض نے فرمایا دوسری، چونکہ دونوں کبشہ صحابیہ ہیں اس لیے یہ ناواقفیت مضر نہیں کیونکہ سارے صحابہ عادل ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ مشکیزے سے منہ لگا کر پینا اور کھڑے کھڑے پینا دونوں جائز ہیں۔جہاں ممانعت آئی وہاں ممانعت تنزیہی یا خلاف اولیٰ مراد ہے۔ یعنی مشکیزے

Marfat.com

کے منہ کا چمڑا جسے حضور انور کے لب لگے تھے میں نے کاٹ کر رکھ لیا کیوں۔اس کی تین وجہ ہیں ایک شفاء کے لیے کہ مدینہ کے بیماروں کو اس چمڑہ کو ڈبو کر پانی پلایا کروں، تبرک کے لیے کہ اپنے پاس برکت کے لیے رکھوں اور اس لیے کہ کسی اور کا منہ اسے نہ لگے کہ یہ بے ادبی ہے اسے حضور کا منہ شریف لگا ہے۔(مرقات)

ترمذی نے حضرت ام سلیم کا یہی واقعہ نقل فرمایا۔اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو مقبول بندوں کا منہ لگ جائے وہ شفاء بن جاتی ہے۔یوسف علیہ السلام کی قمیض حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھ کی شفا بن گئی۔(دیکھو قرآن مجید) یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے جسم شریف سے لگی ہوئی چیز سے برکت لینا جائز ہے وہ متبرک ہے۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول اللہ ﷺ

معصب بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن انس جب رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان فرماتے تو پہلے وضو کرتے پھر کپڑے وغیرہ پہن کر آراستہ ہوتے پھر حدیث شریف بیان کرتے اور جب کوئی شخص دروازے پر آتا۔تو لونڈی بھیج کر دریافت فرماتے کہ تم کیوں آئے ہو؟ کوئی حدیث پوچھنے آئے ہو یا مسائل فقہ؟

اگر وہ کہتا کہ مسائل فقہ پوچھنے آیا ہوں تو آپ اسی حالت میں باہر آ کر اسے مسئلہ بتلا دیتے اور اگر وہ کہتا کہ حدیث پوچھنے آیا ہوں تو آپ غسل خانے میں جا کر غسل فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے، خوشبو لگاتے، عمامہ باندھتے، سبز چادر اوڑھتے اور ان کے واسطے خاص اس وقت کے لئے ایک کرسی بچھائی جاتی۔پس آپ آ کر اس پر بیٹھتے اور نہایت خصوع وخشوع کے ساتھ حدیث بیان فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے رہتے خوشبو سلگتی رہتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بالوں کا ادب کرنا

حضرت انس بن مالک حضرت ام سلیم کے لخت جگر تھے۔ان کے گیسو بڑھے رہتے تھے۔ایک روز انہوں نے ارادہ کیا کہ ان کو کاٹ ڈالیں تو ان کی والدہ ماجدہ تڑپ اٹھیں۔بیٹے

Marfat.com

کو مخاطب کر کے فرمایا۔

انسؓ ان بالوں کو مت کاٹنا۔ ان کو نبی اکرم ﷺ پکڑا کرتے تھے۔ (۷۰)

حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کے بستر اور تہمند کا احترام کرنا

رسول عربی ﷺ کبھی کبھار حضرت شفاء بن عبداللہؓ کے ہاں تشریف لے جاتے اور وہیں دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے لئے ایک خاص بستر اور تہبند بنوالیا تھا جس کو زیب تن فرما کر آپ ﷺ استراحت فرماتے تھے۔ یہ دونوں یادگاریں انہوں نے بے حد سنبھال کر رکھیں اور آخیر میں یہ دونوں مبارک اشیاء مروان نے بڑی محبت کے ساتھ حاصل کر لی تھیں۔ (۷۱)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کا حدیث رسول ﷺ کا ادب

عشق آداب سکھاتا ہے اور یہی روح محبت وعشق ہے۔ جب محبوب کا ذکر آجائے تو پھر محبّ کے لئے بیماری وتکلیف بے معنی ہو جاتی ہے اور وہ کسی حالت میں بھی محبوب کے ادب کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔

حضرت سعید بن المسیبؒ حدیث پاک بیان کرتے وقت ادب واحترام کا پورا خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ بیمار تھے اور چارپائی پر دراز تھے کہ حضرت مطلب بن حنطبؒ ان کے پاس آئے اور ایک حدیث مبارک کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا۔ مجھے بٹھا دو میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ لیٹے لیٹے حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث پاک بیان کروں۔ (۷۲)

صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب

صحابہ کرامؓ وہ نیک ہستیاں جن کے ایمان کی گواہی خود باری تعالیٰ نے دی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا کس حد تک ادب واحترام کرتے تھے کہ کائنات میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

Marfat.com

عروہ بن مسعود جب مشرکین مکہ کی طرف سے حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کا کس قدر ادب واحترام کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں۔

وان امرهم ابتدروا امره واذا توضا يقتلون على وضوله واذ تكلم خفضو اصواتهم عنده وما يحدون اليه النظر تعظيما له (۷۳)

جب نبی کریم ﷺ کوئی حکم کرتے تو صحابہ کرامؓ اسے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے اور جب آپ ﷺ وضوء کرتے تو قریب ہوتا کہ وہ آپ ﷺ کے وضو کے پانی پر لڑ پڑیں لگے۔ اور جب آپ ﷺ گفتگو کرتے تو وہ اپنی آوازوں کو پست کر لیتے اور ادباً اور احتراماً آپ ﷺ کو تیز نظروں سے نہ دیکھتے تھے۔

عروہ بن مسعود ثقفی نے قریش سے جا کر کہا: اے میری قوم کے لوگو! میں بادشاہوں میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے پاس گیا ہوں۔ بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے ساتھی اس کی تعظیم کرتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ حدیث بیان کرتے ہوئے ادب بجالاتے

عاشق رسول ﷺ کو یہ بات انتہائی ناگوار لگتی تھی کہ ذکر محبوب ﷺ کے وقت کوئی باآواز بلند بولے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ حدیث نبوی ﷺ پڑھاتے تو قرآن حکیم کی یہ آیات مبارک پڑھتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○

﴿سورة الحجرات، ۴۹: ۲﴾

اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیٔ مکرّم ﷺ کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں

Marfat.com

اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہو جانے کا) شعور تک بھی نہ ہو۔

جب ماحول میں خاموشی طاری ہو جاتی تو پھر اس کا مفہوم یہ بیان فرماتے کہ حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ سماعت کرتے وقت خاموش رہنا اسی طرح فرض ہے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے کلام فرمانے کے دوران خاموش رہنا اور سننا فرض تھا۔ (۷۴)

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا ادب

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا ادب کو بعض لوگوں نے عرض کیا آپ مدینہ منتقل ہو جاتے اور روضہ نبوی ﷺ میں جو چوتھی جگہ خالی ہے اس میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمرؓ کے ساتھ دفن ہوتے یہ سن کر فرمایا؛ خدا کی قسم! آگ کے سوا اگر خدا مجھے ہر قسم کے عذاب دے تو میں انہیں بخوشی منظور کر لوں گا۔ لیکن یہ بے ادبی گوارہ نہیں کہ میں خود کو رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کے قابل سمجھوں۔ (۷۵)

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں دانتوں کا توڑنا

آپ امت محمدیہ میں عاشقوں کے سردار ہوئے ہیں جن کے بارے میں منقول ہے کہ انہیں قیامت کے روز ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ تا کہ حالت عشق میں ان کے خلوت نشینی اور مخلوق سے روپوشی وہاں بھی برقرار رہے، حضرت عمرؓ نے جب آپ کا زہد دیکھا تو فرمانے لگے کہ کاش مجھ سے کوئی ایسی روکھی روٹی کے ٹکڑے کے بدلے خلافت خرید لے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جب ارشاد نبوت کی تکمیل میں آپ سے ملنے اور امت کے حق میں حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے دعائے مغفرت کا پیغام پہنچانے کے لئے آئے تو اتباع رسول کے موضوع پر گفتگو شروع ہوئی۔

آپ نے فرمایا: جب مجھے جنگ احد میں حضور نبی اکرم ﷺ کے دانت مبارک شہید ہونے کی خبر ملی تو میں نے اپنا ایک دانت توڑ ڈالا پھر خیال آیا شاید اس کی بجائے حضور نبی اکرم ﷺ کا کوئی دوسرا دانت شہید ہوا ہو گا تو میں نے دوسرا دانت بھی توڑ ڈالا اس طرح ایک ایک

Marfat.com

کر کے سارے دانت توڑ چکا تو مجھے سکون نصیب ہوا۔ یہ بات سن کے دونوں صحابہ کرام پر عجیب رقت طاری ہوگئی۔ اور یہ اندازہ ہوگیا کہ یہ عاشق ظاہری دیدار اور صحبت سے کیوں محروم رکھا گیا ہے۔(۷۶)

عرب کے بدوؤں کا مدینے کی کنکریوں کا ادب کرنا

حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت ہے کہ عرب کے بدو یعنی صحرا نشین جنگل کے رہنے والے جس وقت مدینہ پاک کی طرف سفر کرتے جہاں سے سرحد مدینہ شروع ہو جاتی وہاں کی کنکریوں کو لے کر چومتے اور بوسہ دیتے۔ بدویوں سے لوگوں نے دریافت کیا یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کنکر اور پتھر چوم رہے ہو۔ فوراً ان جنگل کے رہنے والوں نے جواب دیا یہ کنکر، کنکر سمجھ کر نہیں چوما جا رہا ہے بلکہ یہاں سے مدینہ کی سرحد شروع ہوگئی ہے۔ یہاں کے ایک ایک ذرہ کو نسبت ہے میرے سرکار سے ،اس لیے یہاں کا ایک ایک ذرہ اس قابل ہے کہ بوسہ دیا جائے اور چوما جائے۔(۷۷)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضور اکرم ﷺ کے نعلین کا ادب

امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ حضور نبی اکرم ﷺ کے خادمین میں سے تھے اور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں تکیہ، مسواک، نعلین اور وضو کے لیے پانی لے کے حاضر رہتے۔ جب آپ ﷺ قیام فرماتے تو وہ آپ ﷺ کو نعلین مبارک پہنا دیتے اور جب آپ ﷺ تشریف رکھتے تو عبداللہ بن مسعودؓ آپ ﷺ کے نعلین پاک اٹھا کر بغل میں دبا لیتے تھے۔(۷۸)

حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلین پاک کی بابت ابوبکر احمد بن امام ابو محمد عبداللہ بن حسین قرطبیؒ کہتے ہیں۔

ونعل خضعنا هيته لبها ئها وانا متى نخضع لها ابدا نعلو

فضعها على اعلى المفارق انها حقيقتها تاج و صورتها نعل

Marfat.com

ایسے جوتے کہ جن کی بلند و بالا عظمت کو ہم تسلیم کرتے ہیں اس لیے انہیں بلند ترین جگہ پر رکھنا چاہیے کیونکہ درحقیقت یہ (سر کا) تاج ہیں اگرچہ دیکھنے میں جوتے ہیں۔(۷۹)

حضور اکرم ﷺ کے پیالے کی حفاظت کا خصوصی اہتمام

حضرت انسؓ کے پاس ایک ایسا پیالہ بھی محفوظ تھا جس میں حضور ﷺ نے پانی نوش فرمایا تھا۔ سوئے اتفاق سے جب وہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اس کی مرمت کا جس قدر اہتمام کیا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جلیل القدر صحابہ کرامؓ حضور نبی اکرم ﷺ سے منسوب مبارک اشیاء کو کس قدر حرزِ جاں بنائے ہوئے تھے۔

حضرت عاصم امام ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں:

ان قدح النبی ﷺ انکسر فاتخذ مکان الشعب سلسلة من فضة قال عاصم رایت القدح وشربت فیه

حضور نبی اکرم ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو حضرت انسؓ نے اسے جوڑنے کے لیے عام چیز کی بجائے جوڑ پر چاندی کے تار لگا دیے۔ عاصم (راوی) کہتے ہیں خود میں اس پیالے کی زیارت کی اور اس میں پانی پیا ہے۔(۸۰)

حضور اکرم ﷺ کے نعلین مبارک سے تبرک

جن پاپوش کو حضور نبی اکرم ﷺ کے پھولوں سے نرم و نازک تلووں سے مس کیا اور جنہیں آپ ﷺ کے مبارک قدمین شریفین سے نسبت ہوگئی وہ بھی بڑے بابرکت ہو گئے۔ صحابہ کرامؓ ان نعلین مبارک کو تبرکاً محفوظ رکھا اور ہمیشہ ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔ عشاقان مصطفیٰ ﷺ نے اس کی تاج شاہی سے بڑھ کر تعظیم کی کیونکہ حضور ﷺ سے بے پناہ محبت عشق و محبت اور آپ ﷺ سے منسوب اشیاء کی تعظیم و تکریم ہی ایک بندہ مومن کی زندگی کا حقیقی سرمایہ ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ علماء متقدمین و متاخرین نے نعلین پاک کے متعلق متعدد کتب

Marfat.com

تالیف کی ہیں۔ جیسے

۱۔ مولانا شہاب الدین احمد مقری نے "فتح المتعال فی مدح النعال" نامی کتاب لکھی۔

۲۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے نیل الشفاء بنعال المصطفی رسالہ لکھا جو کہ ان کی کتاب "زادالسعید" میں پایا جاتا ہے۔

ان بابرکت نعلین مبارک کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت انس ﷺ کے پاس حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلین مبارک بھی محفوظ تھے اس حوالے سے حضرت عیسی بن طہمان بیان کرتے ہیں۔

اخرج الینا انس نعلین جرادوین لھما قبالان فحدثنی ثابت البنانی بعد عن انس انھما نعلا النبی ﷺ (۸۱)

حضرت انسؓ نے ہمیں بغیر بال کے چمڑے کے دو نعلین مبارک نکال کر دکھائے جن کے دو تسمے تھے۔ بعد میں ثابت بنانی نے حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی کہ یہ دونوں حضور ﷺ کے مبارک نعلین ہیں۔

آثار رسول ﷺ کی بے ادبی کی سزا

حضور نبی اکرم ﷺ کا ادب واحترام واجبات ایمان میں سے ہے۔ ادب واحترام کا یہی تقاضا آپ ﷺ کی سنن مقدسہ، احادیث مبارکہ حتیٰ کہ آپ کے ذکر مبارک کے باب میں بھی ملحوظ رہنا چاہیے۔ اس طرح اہل بیت اطہار، صحابہ کرامؓ سب کی محبت وادب بھی حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک نسبت سے ضروری ہے۔ ایسے امور کے ملحوظ رکھنے سے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو بہت سی ظاہری وباطنی برکات سے نوازتا ہے۔ اس کے برعکس ان کی بے ادبی کرنے سے بہت سے آفات وبلیات نازل ہوتی ہیں جن کا عام لوگوں کو ادارک نہیں ہوتا۔

قاضی عیاضؒ الشفاء میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Marfat.com

ان جهجاها الغفاری اخذ قضب النبی ﷺ من ید عثمان و تناوله لیکسره علی رکبته فصاع به الناس فاخذته الاکلة فی رکبةفقطعها ومات الحول

جھجاھاغفاری نے حضور نبی اکرم ﷺ کا عصا مبارک حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے چھین لیا اور اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑنے کی (مذموم) کوشش۔ لوگوں نے شور مچا کر اسے روک لیا۔ پھر (اس کو اس بے ادبی کی غیبی سزا اس طرح ملی کہ) اس کے گھٹنے پر پھوڑا نکلا جو ناسور بن گیا جس کی وجہ سے اس کی ٹانگ کاٹ دی گئی اور وہ ایک سال سے کم عرصہ میں مرگیا۔ (۸۲)

آپ ﷺ کے نام مبارک کا ادب کافر بھی کرتے تھے

کیوں نہ ہوں یہ نام مبارک وہ تھا کہ جس کے ذکر میں کُفار بھی بسا اوقات متادب ہو جاتے تھے۔ چنانچہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ میں اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ ایک جماعت قبیلہ کندہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ الفاظ تحیت کے ادا کئے جو اس زمانہ میں سلاطین کے حضور میں کہے جاتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں بادشاہ نہیں ہوں بلکہ محمد بن عبداللہ ہوں۔

انہوں نے کہا ہم آپ کو نام لیکر نہیں پکاریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ابوالقاسم ہوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم فرمایئے کہ ہم نے اپنے دل میں کیا چھپایا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ تو کاہنوں کا کام ہے اور کاہن اور ان کا پیشہ دوزخی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر کیونکہ معلوم ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تب آپ نے ایک مُٹھی کنکریاں اُٹھائیں اور فرمایا کہ دیکھو یہ گواہی دیتی ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ چنانچہ اُسی وقت کنکریاں دستِ مُبارک میں تسبیح کرنے لگیں۔ یہ سن کر حاضرین نے صِدقِ دل سے کلمہ شہادت پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ

Marfat.com

سب لوگ مشرف باسلام ہوئے۔(۸۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نماز عصر کے قضاء ہونے پر ادبِ مصطفیٰ ﷺ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم يُوحَى إِلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ رضى الله عنه فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم :اللَّهُمَّ إِنَّ عَلِيًّا فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ أَسْمَاءُ رضى الله عنها :فَرَأَيْتُهَا غَرَبَتْ وَرَأَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ.

رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.(۸۴)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ !علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں . میں نے اسے غروب ہوتے ہوئے بھی دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوا۔

اس واقعہ کو قاضی عیاض نے بھی شفا میں بیان کیا ہے کہ جنگ تعبیر کی واپسی میں منزل صہبا پر رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ اور حضرت علیؓ جماعت میں شامل نہ ہو سکے۔ تو آپ نے اسی وقت حضرت علیؓ کرم وجہہ اللہ کے زانوائے مبارک پر سر رکھ کر آرام فرمایا۔ چونکہ حضرت علیؓ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی اس لئے اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے کہ نماز عصر کا وقت گزر رہا ہے جو سب نمازوں سے افضل ہے۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ○

﴿سورہ البقرہ، ۲:۲۳۸﴾

Marfat.com

سب نمازوں کی حفاظت کیا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز کی، اور اللہ کے حضور سراپا ادب و نیاز بن کر قیام کیا کرو۔

خندق کے دن خود رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر کے فوت ہو جانے پر کفار کے واسطے بددعا فرمائی۔ یعنی ان کفار نے ہم کو نماز وسطیٰ یعنی نماز عصر سے روکا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔

باوجود اتنی تاکید کے حضرت علیؓ نے عمداً نماز عصر کو ترک کیا۔ محض اس خیال سے کہ اگر میں اپنا زانوؤں ہلاوں گا تو حضور نبی کریم ﷺ بیدار ہو جائیں گے۔ اور آپ کے خواب میں خلل آجائے گا۔ لہٰذا آپ نے محض حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کے باعث زانو کو نہ ہلایا۔ حتیٰ کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر کے فوت ہو جانے کا حال عرض کیا حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اگر علی تیری اطاعت میں تھا تو پھر آفتاب کو طلوع کر دے۔ پس اسی وقت ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا۔ حضرت علیؓ نے نہایت تسکین کے ساتھ نماز عصر ادا کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ادبِ مصطفیٰ میں مسجد نبوی میں بلند آواز پر منع کرنا

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (۸۵)

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب ص تھے۔ فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس لے آؤ۔ مین دونوں کو لے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو یا کہاں رہتے ہو؟ دونوں عرض گزار ہوئے: اہل طائف سے۔ فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے میں تم دونوں کو سزا دیتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔"

Marfat.com

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کی سزا

ایک شخص نے حضرت امام حسینؓ کے بارے میں کوئی کلمہ گستاخی (بے ادبی) کہا تو خدا کی قدرت کاملہ نے آسمان سے تارے گرائے جن سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں یعنی نابینا ہوگیا۔(٨٦)

Marfat.com

حوالہ جات

١.المعجم الاوسط ،باب من اسمه محمود الحديث جلد ٦ ، ص، ٤٠

٢ . المعجم الكبير باب حسان بن ثابت الانصاری یکنی ابا الولید و ھو جلد۴ ص ۳۸

۳۔سنن ابی داود، کتاب الادب ،جلد ۴ ص ۴۵۷ رقم الحدیث: ۵۰۰۱

۳.موطا امام مالک ،ج، ۱ ،ص:۱۶۳

۴.سنن ابی داود، کتاب الادب ، ج۴،ص:۲۴۷ ،رقم الحدیث،۴۷۷۵

۵.سنن جامع ترمذی، کتاب الزھد،باب ماجاء فی الفضلالفقر، ج،۴،ص:۵۷۶

۶. ۱ ، السنن الکبری ،جلد ، ۶ ،ص:۹ ۱ ۱ ،

۲۔تاریخ مدینہ دمشق۔،ج،۶،ص:۳۵۸

۷. المواھب الدنیه،ج،۲،ص:۴۹۵

۸.الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ کتاب الشروط فی الجھاد والمصالحه مع اھل الحرب وکتابه الشروط،ج،۲،ص:۹۷۴

۱ . المسنداحمدبن حنبل ، ج،۴،ص:۳۲۹

۲ .ابن حبان فی الصحیح ،ج ۱ ۱ ،ص:۲۱۶

۹ .سنن جامع ترمذی، کتاب المناقب ،ج،۵،ص،۶۱۲

۱۰ . المعجم الاوسط،ج۷،ص،۲۸۰

۱۱۔انوار نبوت،ص،۱۱۲

۱ . المسنداحمدبن حنبل،فی فضائل الصحابه ،ج، ۱ ،ص:۲۱۲

۲۔فی السرة البنویه ﷺ،ج،۲،ص:۵۰

۳۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ،ج،۱،ص:۴۹۷،الرقم،۱۲۱۵

۱۲۔۱۔الجامع الصحیح(المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله ﷺ)،کتاب حج،الرقم حدیث،۲۹۶۵

Marfat.com

(۲)۔فضائل حج ص،۱۰۹

۱۳۔آداب رسول ﷺ ص:۸۵

۱۴۔الجامع الصحیح(المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ ﷺ)، جلد۲ص۹۲۵، باب استحباب تقبیل الحجر الاسود فی رقم ۱۲۷۰

۱۵۔الجامع الصحیح، کتاب الایمان، ج۱،ص:۱۱۲

ا۔بن خزیمہ ،فی الصحیح، ج۴،ص:۱۳۱

۱۶۔انوار نبوت،ص،۱۲۴

۱۷۔انوار نبوت،ص،۱۲۴

۱۸.سنن جامع ترمذی، کتاب الماقب ،باب مناقب زید بن حارثة ج،۵،ص:۶۷۵.

۱.فضائل حج،ص ۱۴۲.۱۴۳

۱۹.کنزل العمال فی سنن الافعال و الافعال ، جلد ۱۳ ، ص ۲۸

۲۰۔الجامع الصحیح ،باب صلح الحدیبیه فی الحدیبیه جلد۳،ص۱۴۰۹حدیث نمبر۱۷۸۳

۲۱۔الجامع الصحیح(المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ ﷺ)، جلد۴ص۱۹۳۵، کتاب الفضائل، باب۔فضائل حسان بن ثابت

۲۲۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ:۶۱۹:۲

ا۔شمائل مصطفیٰ ﷺ،ص:۴۶۹

۲۳۔احکام اسلام اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ،ص:۵۱۔۵۲

۲۴۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ،ج،۲،ص،۱۱۰

۲۵۔سنن ابی داود،باب الامام یکلم الرجل فی خطبة حدیث نمبر۱۰۹۳ جلد:۱،ص۴۲۶

۲۶۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ،ج۲،ص،۱۱۰

۲۷۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ،ج،۲،ص،۱۱۱

۲۸.سنن ابی داود،۴،ص،۳۵۷، کتاب الادب رقم ،۵۲۲۵

۲۸.سنن جامع ترمذی،ابواب الجهاد ،جلد ۴ ، ص ۲۱۵ رقم الحدیث ۱۷۱۶

Marfat.com

٢٩ .سنن ابی دائود ،جلد نمبر ٣ ص ٦۴ کتاب الجهاد رقم ٢٦۴٧

٣٠.سنن ابی داود، کتاب الادب جلد ۴ ص ٣٥٧، رقم الحدیث ٥٢٢٥

٣١. المسنداحمدبن حنبل، جلد ۴، ص ۴٢

١ .المستدرک علی الصحیحین جلد١،ص٦۴٨رقم الحدیث١٧۴۴

٣٢۔الجامع الصحیح(المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله ﷺ)،کتاب الفضائل،جلد۴ص١٨١٥ رقم الحدیث۔٢٣٣١

٣٣۔الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول الله ﷺ کتاب العلم، رقم الحدیث ٧٧

٢۔الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول الله ﷺ،کتاب الوضو باب استعمال فضل وضوء الناس جلد١ص١٨٦

٣. المسنداحمدبن حنبل، ج،۴،ص،٣٢٩،١

٣۴۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ،جلد٢،ص١١٠

١۔کنزل العمال فی سنن الاقوال و الفعال ،باب مراسیل عروه جلد ١٠، ص ۴٨٨ ،رقم ٣٠١٥٢

٣٥. ١ .کنزل العمال فی سنن الافعال و الافعال .جلد ١٢ ،ص ٥١۴ باب شمائل و اخلاق

٢ .کنزل العمال فی سنن الافعال و الافعال .جلد ٧،ص ٢٢٥ باب شمائل و اخلاق

٣.سنن جامع ترمذی .ج،٥ ص ٥٨٩ الرقم الحدیث ٣٦١٩

۴.المعجم الکبیر .ج، ١٩ ص ،٣٧ الرقم ٧٥

٣٦. ١ .کنزل العمال فی سنن الافعال و الافعال جلد ١٣ ص ٣٢١، باب عباس بن عبد المطلب

٢ .المستدرک علی الصحیحین جلد ٣، ص ٢٩٦ الرقم الحدیث ٥٣٩٨

Marfat.com

۳۷..سنن ابی داو،د باب مایکرہ فی الضحایا ،ج،ص،۵۴،الرقم ۲۸۰۴

۳۸۔الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ جلد ا ص،۶۵،
حدیث نمبر ۲۸۵

۳۹.المعجم الکبیر،باب سعر الدولی جلد ۷ ص ۱۷۷

ا۔آداب رسول ﷺ،۹۸

۴۰۔ تاریخ الخلفاء،ص ۲۸۷

ا۔آداب رسول ﷺ،۹۹

۴۱۔آداب رسول ﷺ،۱۰۰

۴۲۔فضائل حج،ص:۱۳۳

۴۳۔فضائل حج،ص:۱۴۶

۴۴۔فضائل حج،ص:۱۷۹

۴۵۔فضائل حج،ص:۱۵۶،۱۵۷

۴۶۔آداب رسول ﷺ،۱۰۲

۴۷۔الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ،کتاب الصلوٰۃ،
حدیث،۴۵۸

۴۸۔فضائل حج،ص:۱۵۹

۴۹۔ا۔السنن الکبری،ج ،۹،ص: ۲۲۱

۲ .وفا الوفا ﷺ،جلد۴،ص ۱۳۵۶

۵۰۔الجامع الصحیح،جلد۳،ص ۱۶۵۵، باب طرح خاتم الزھب کان رقم الحدیث ۵۴

۵۱۔الجامع الصحیح(المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل
عن رسول اللہ ﷺ)،کتاب الفضائل باب امام مالک بن انس حدیث ۲۴۸۱

۵۲۔آداب رسول ﷺ،۱۰۶

۵۳۔ا.تاریخ الخمیس،۲،۱۸۔۱۹۔

Marfat.com

۲۔سیرت الرسول ﷺ جلد۸،ص:۵۷۶

۵۴۔ا. سبل الهدی والرشاد ،۵:۴۲۸

۲۔سیرت الرسول ﷺ،ج،۸،ص:۷۳۷

۵۵۔۔سیرت الرسول ﷺ،ج،۸،ص:۷۴۰

۵۶۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ ،۲:۳۵

۵۷.زرقانی علی المواهب ، ۶:۲۴۷،۲۴۸

۵۸۔احکام الاسلام اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ،ص:۶۶۔۶۷۔۶۸

۵۹۔ العطور المجموعه فی ذکر النبی الحبیب،ص:۲۲۱

۶۰۔الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول الله ﷺ

كتاب الفضائل بَاب مَنَاقِبُ أَبِي طَلْحَةَ حدیث نمبر۳۶۰۰

۶۱.مجمع الزوائد،ج:۷،ص:۴۲

۶۲۔الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول الله ﷺ

باب قول الله عزوجل او ما عاد فا اهلكوا جلد۴ص۱۳۷

۶۳۔عشق رسول کریم ﷺ،ص۲۹۴

۶۴۔موضوعات کبیر،ص:۶۴

۶۵۔ زوائد المسند ابی یعلی ،مناقب سفینہ،جلد۲ ص۱۴۷

۶۶۔عشق رسول کریم ﷺ،ص۵ ۲۹

۶۷۔عشق رسول کریم ﷺ،ص۲۹۹

۶۷۔عشق رسول کریم ﷺ،ص۲۹۸

۶۸۔عشق رسول ﷺ،ص۳۱۰

۶۸۔عشق رسول کریم ﷺ،ص۳۵۰

۶۹۔عشق رسول کریم ﷺ،ص۳۵۱

۷۰۔عشق رسول کریم ﷺ،ص:۳۵۳

Marfat.com

۷۱۔عشق رسول کریم ﷺ،ص۳۵۱

۷۲۔حلیته الاولیاء وطبقات الاصفیاء،ج:۱،ص:۴۷۵

۷۳۔الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ

کتاب الشروط ،باب الشروط فی الجهاد ،الرقم الحدیث،۲۵۸۱

۷۴۔عشق رسول کریم ﷺ،ص۴۶۴

۷۵۔تذکرے اور صحبتیں،ص:۶۰

۷۶۔تذکرے اور صحبتیں،ص:۵۱

۷۷۔تحفظ عقائد اہلسنت ص۵۱۶

۷۸۔ المواهب الدنیه،۲:۱۱۱۸۔۹

۷۹۔ المواهب الدنیه،۲:۴۷۰

۸۰۔الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ کتاب الخمس، باب: ماذکر من درع النبی ،۳:۱۱۳۱،رقم:۲۹۴۲

۸۱۔الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ،کتاب لخمس ،ج۳؛ص۱۱۳۱،رقم:۲۹۴۰

۲۔سنن جامع ترمذی، الشمائل المحمدیة،باب فی نعل رسو ل اللہ ج ۱ :ص۸۳ رقم الحدیث ۷۸

۸۲. الشفاء بعتریف حقوق المصطفی ﷺ ،۲: ۱ ۲ ۶

۸۳۔آداب رسول ﷺ،۱۰۶

۸۴۔المعجم الکبیر ،ج،۲۴،ص:۳۹۰

۸۵۔االجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ ج۱،ص۱۷۹

کتاب الصلواة باب رفع الصوت فی المساجد الرقم ،۴۵۸

۸۶۔تاریخ الخلفاء،ص:۲۹۹

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم

آئمہ کرام کا ادب و تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا امام محمد باقرؓ سے نسبت کا ادب

امام ابوحنیفہ کثرت قیاس کے سلسلے میں غیر معمولی شہرت پا چکے تھے یعنی فقہی مسائل میں وہ کتاب وسنت کا اتنا خیال نہیں کرتے جتنا قیاس سے کام لیتے ہیں۔ اس چیز پر بعض لوگ انہیں ملامت بھی کرتے تھے۔ بہرحال اس مناقشہ کی کیفیت یہ ہے۔

امام محمد باقرؒ۔۔۔کیا تم ہی وہ شخص ہو جس نے میرے جدامجد ﷺ کے دین کو اور اس کی احادیث کو قیاس سے بدل دیا ہے؟

امام ابوحنیفہ۔۔آپ اپنی جگہ تشریف رکھیے کیونکہ میرے نزدیک آپ کی وہی حرمت ہے جو آپ کے جدامجد ﷺ کی اپنے اصحاب کے نزدیک تھی۔ امام باقر بیٹھ گئے پھر امام ابوحنیفہ ان کے سامنے مئودب ہو کر بیٹھ گئے۔(۱)

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا دورانِ وعظ بچے کے لیے ادباً کھڑے ہونا

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ وعظ فرما رہے تھے۔ درمیان وعظ میں متعدد بار کھڑے ہو گئے۔ وعظ کے بعد لوگوں نے دریافت کیا کہ کھڑے ہونے کی کیا وجہ تھی۔ تو آپ نے فرمایا: خاندان اہل بیت کا ایک چھوٹا سا بچہ کھیل رہا تھا۔ جب وہ ادھر سے گزرتا تھا تو اس کی تعظیم کے لیئے کھڑا ہو جاتا تھا۔ یہ کیوں صرف اس لیے کہ نسبت ہے سرکار سے۔(۲)

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قبر انور پر حاضری کے آداب میں فرمایا

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنی مسند کے کتاب الحج میں نافع سے اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ تم نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر قبلہ کی طرف سے آؤ اور اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف کر لو اور اپنا چہرہ قبر انور کی طرف پھیر لو۔ پھر کہو!

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَتُہ اللہِ وَبَرَکَاتُہ(۳)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور محبت اہل بیت

آپ ۵۷ سال کی عمر میں جناب امام محمد باقر کی خدمت میں جایا کرتے تھے بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ خود اتنے بڑے فقیہہ و عالم ہیں۔ اور آپ ۱۷ سال کے نوجوان کے پاس جاتے ہیں تو آپ نے جواباً فرمایا۔

اے لوگو یاد رکھو یہ خانوادہ نبوت کے چشم و چراغ ہیں جن کی محفل میں قرآن مجید کے اسرار ورموز کا پتہ چلتا ہے وہ کسی دوسرے کے پاس نہیں ملتے کیونکہ قرآن و شریعت و طریقت حقیقت خاندان نبوت سے ملی ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر دو سال حضرت امام جعفرؒ صادق کی خدمت میں رہتا تو ہلاک ہو جاتا آپ کو بیک وقت حضرت محمد باقرؒ و حضرت امام جعفر صادق سے شرف تلمذ رہا۔ (۴)

امام باقرؒ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ادب کی یاد کرنا

امام باقرؒ صحابہ کرام کا قرار واقعی اجلال و احترام ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ خاص طور پر ابوبکر و عمرؓ کا اللہ تعالیٰ ان کے علم سے مسلمانوں کو نفع دے۔ اس باب میں فرمایا کرتے تھے۔

"جو ابوبکرؓ و عمرؓ کے فضل کا شناسا نہیں ہے وہ سنت سے ناواقف ہے۔"

ایک مرتبہ انہوں نے جابر جعفی سے جو ان کے اصحاب میں سے تھے فرمایا

اے جابر مجھے معلوم ہوا ہے کہ عراق کی ایک جماعت اس خیال میں ہے کہ وہ ہمیں محبوب رکھتی ہے اور ابوبکر و عمرؓ کے بارے میں برے خیالات رکھتی ہے اس کا خیال ہے کہ میں نے اسے اس بات کا حکم دیا ہے کہ ان لوگوں کو بتا دو کہ میں خدا کے سامنے ان کے اس فعل سے بری ہوں۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھے شفاعت محمد ﷺ نصیب نہ ہو اگر میں ان دونوں کے لیے دعائے استغفار نہ کرتا ہوں، وہ لوگ خدا کے دشمن ہیں جو ان سے غافل ہیں۔ (۵) نوٹ: (امام باقر کی رفیقہ حیات حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پوتی تھیں۔)

Marfat.com

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا حدیث کے بیان کرنے میں ادب

علم کی لگن، اور ریاضت نفس کی طرف انہا، عبادت سے لگاؤ اور مآرب دنیا سے پورا پورا اعراض، امام مالک، امام صادق کے صفات عالیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''میں جعفر بن محمد کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ ہمیشہ متبسم نظر آتے تھے۔ لیکن جب ان کے سامنے نبی ﷺ کا ذکر ہوتا، تو فوراً تاثر سیان کا چہرہ زرد پڑ جاتا تھا۔ میں ایک عرصہ دراز تک ان کی خدمت گزاری میں حاضر ہوتا رہا۔ میں انہیں حالتوں میں سے ایک حالت میں پایا، یا تو وہ نماز میں مصرورف نظر آتے تھے۔ یا روزے کی حالت میں ہوتے تھے یا قرآن مجید کی تلاوت کررہے ہوتے تھے۔ میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کی ہو اور باوضو نہ ہوں۔ ان کے منہ سے وہی بات نکلتی تھی، جو ان کی مراد ہوتی تھی۔ وہ اپنے وقت کے بہت بڑے عابد اور زاہد تھے، جو صرف خدا سے ڈرتے ہیں۔

میں جب کبھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا، تو جس گدیلے پر تشریف فرما ہوتے تھے اسے اٹھا کر میرے لیے بچھا دیتے تھے۔ (۶)

امام شافعیؒ کا حدیث کو مقدم رکھنا

شافعی ایک اور گراں بہا خصوصیات تھیں کہ وہ ہمیشہ حدیث صحیح کی طلب و جستجو میں رہتے تھے۔ انہوں نے بار بار اس کی تصریح کی ہے کہ ان کی کوئی رائے مخالف حدیث ہو تو یہ حدیث سے لاعلمی کی بنا پر ہوسکتا ہے ورنہ حدیث کے علم میں آجانے کے بعد لامحالہ وہ اسی کی بنیاد پر رائے قائم کریں گے۔ انہوں نے اپنے اصحاب سے بھی مطالبہ کیا ہے

کہ اگر ان کی کوئی رائے حدیث کے خلاف پائیں تو اسے ترک کردیں اور حدیث پر عمل کریں۔ اور حدیث کے مقابلے میں ان کی رائے کو بھی اہمیت نہ دیں۔ (۷)

Marfat.com

حضرت امام شافعیؒ اور محبت اہل بیت نبوت

آپ اہل بیت نبوت سے کمال درجہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

یاھل بیت حبک فراض من الله فی قرن انزله

اے اہل بیت نبوت آپ سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس کو اس نے اتارا ہے فرض قرار دیا ہے۔

کفاکمن عظیمه القدانکم من لم یصل علیکم لاصلوته له (۸)

اے اہل بیت نبوت آپ کی عظمت وشان کے لیے یہی کافی ہے جس نے آپ پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا پچھنا لگوانے کی مزدوری ادا کرنا

میرے نزدیک امام احمد انتہائی سے زیادہ سنت کے پیروکار تھے اور ہر جگہ اس امر کا التزام رکھتے کہ جو فعل حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اسے ہی انجام دیں، اور ایسا کوئی کام نہ کریں جو حضور پرنور ﷺ نے نہ کیا ہو۔ اس مسئلے میں آپ کی شدت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ جب کبھی پچھنا لگواتے تو حجام کو ایک دینار مرحمت فرمایا کرتے اس لیے کہ

روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک بار پچھنا لگوایا اور اس کی اجرت کے سلسلے میں ابوحنیفہ کو ایک دینار عطا فرمایا

امام احمد بن حنبلؒ کا سُنت نبوی کے ادب میں کنیز خریدنا

امام احمد کو اگرچہ طبعا کنیزوں سے کوئی رغبت نہ تھی لیکن آپ نے ایک کنیز خرید لی اس لیے کہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ حضور ﷺ کے پاس بھی کنیز تھی۔ اور پھر اپنی اہلیہ سے اسی جذبہ سنت کے ماتحت اجازت مانگی۔ اور انہوں نے اجازت دے دی۔ تاکہ وہ اتباع سنت کے سلسلہ میں اپنے شوہر کی معاون بن جائیں۔ (۹)

Marfat.com

حضرت امام مالکؒ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں سواری پر نہ بیٹھنا

محبوب کی یاد میں کبھی آنسو بن کر اور کبھی ردائے ادب و تعظیم میں آشکار ہوا ہوتی ہے۔ محبت کا دراصل کوئی رنگ نہیں ہوتا۔ اس کا رنگ وہی ہوتا ہے جو محبّ اپنے اوپر چڑھالیتا ہے۔ محبّ محبت میں جس قدر صادق و تام ہوتا ہے محبت کا رنگ بھی اتنا ہی پختہ، خوش رنگ اور پائیدار ہوتا ہے۔ جو محبّ کی ہر ہر حرکت اور ادا و انداز سے منکشف ہوتا ہے۔ آپؒ کو خاک طیبہ کے ساتھ اس قدر عشق و فریفتگی تھی کہ تمام عمر مدینہ طیبہ میں بسر کی اور شہر سے باہر کہیں بھی تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مدینہ سے نکل جاؤں اور میری موت آجائے اور میں مدینہ باسکینہ کی خاک پاک میں دفن ہونے سے محروم رہ جاؤں۔

آپ صرف ایک مرتبہ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے اور پھر دوبارہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ نہیں گئے کہ مبادہ وہاں وقت آخر آجائے۔ لہذا مدت العمر مدینہ منورہ ہی میں رہے اور آخر کار شادکام ہوئے اور آج جنت البقیع میں آسودہ خواب ہیں۔

آپ کا قلب مبارک عشق رسول کریم ﷺ سے اس قدر معمور تھا کہ ضعف پیری و کبری سنی کے باوجود مدینہ منورہ میں کبھی سوار ہو کر نہیں چلتے تھے۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالکؒ کے اصطبل میں خراسان کے بہترین گھوڑے اور مصر کے اعلیٰ ترین خچر تھے۔ میں نے ان سے بہتر گھوڑے اور خچر کہیں نہیں دیکھے تھے۔ ایک روز میں نے از راہ تعجب ان سے کہا۔ یہ جانور کیا بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ فرمانے لگے۔ اے شافعی۔ یہ سب میں تمہیں بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں انہیں قبول کرلو۔ میں نے عرض کی، کم از کم ایک گھوڑا تو اپنی سواری کے لئے رکھ لیں۔ تو ارشاد فرمایا۔ مجھے اللہ تبارک تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ جس ارض مقدس میں جسم عنبریں ﷺ استراحت فرما ہے اس زمین پر میں سوار ہو کر چلوں یہ گستاخی ہے۔

Marfat.com

بقول حافظ رحمۃ اللہ علیہ

بمقامیکہ نشانِ کفِ پائے تو بود

سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

ترجمہ: جس جگہ محبوب کے پاؤں کے تلوؤں کے نشان ہوں۔ اس جگہ کو تو صاحب نظر لوگوں نے سجدہ گاہ بنائے رکھا

آپ تاحیات قضاء حاجت کے لئے مدینہ طیبہ کے حرم سے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ البتہ بیماری یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے بیت الخلاء استعمال کر لیتے تھے۔ آپ تین دن میں صرف ایک مرتبہ بیت الخلاء جاتے تھے اور فرماتے۔ بار بار جانے سے مجھے شرم آتی ہے۔ (۱۰)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا طریق ادب مصطفیٰ ﷺ

معصب بن عبداللہ ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق ؓ کو دیکھا کہ آپ نہایت ہی ہنس مکھ تھے۔ مگر جب نبی ﷺ کا ذکر ان کے روبرو کیا جاتا تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا اور میں نے انہیں کبھی بلا وجہ حدیث بیان کرتے نہیں دیکھا۔

امام مالک ؒ کا ادب حدیثِ رسول ﷺ میں بچھو کے کاٹنے پر صبر

عبداللہ بن مبارک ؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن امام مالک ؒ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور آپ حدیث شریف بیان فرما رہے تھے۔ کہ آپ کو بچھو نے سولہ بار کاٹا اور آپ کے چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا مگر آپ نے نبی کریم ﷺ کی حدیث کا بیان کرنا نہ چھوڑا۔

جب آپ حدیث ختم کر چکے اور لوگ چلے گئے تو میں نے دریافت کیا۔ فرمایا کہ آج میرے حدیث بیان کرنے میں بچھو نے سولہ بار کاٹا اور میں نے حدیث کی عظمت و اجلال کے باعث صبر کیا۔ (۱۱)

سبحان اللہ! ان حضرات کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کا کیسا احترام جاگزین تھا کہ سولہ بار بچھو کاٹے اور اف نہ کریں۔ جان جائے مگر نبی کریم ﷺ کی توقیر میں خلل نہ آئے۔

Marfat.com

بخلاف آج کے بعض مدعیان علم کے وہ عمداً رسول اللہ ﷺ کی تنقیص شان کرتے ہیں۔

امام مالکؒ کا دیوار کو بوسہ دینا

سیدنا امام مالکؒ جو اکابر محدثین سے ہیں جن کو حضور ﷺ نے بطور پیشین گوئی علم مدینہ فرمایا ہے۔ وہ ایک مرتبہ علماء وفضلاء کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ ایک کچی اور پرانی دیوار کو دیکھ کر آپ نے بوسہ دیا۔ لوگوں کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ اس دیوار کی قدامت اور پرانا پن یہ بتلاتا ہے کہ ممکن ہے ادھر سے میرے سرکار کا گزر رہا ہو اور سرکار نے اپنا دست کرم اس پر رکھ دیا ہو۔ اس لیے اس کو نسبت ہے میرے سرکار سے جس کی وجہ سے میں نے (ادباً) بوسہ دیا۔ (۱۲)

امام مالکؒ کا خلیفہ ابو جعفر کو مسجد نبوی میں بلند آواز کرنے پر منع کرنا

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ وقت ابو جعفر کو مسجد نبوی میں اُن کے باآواز بلند بولنے پر ڈانٹا۔

الشفا میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہمانے بسندِ متصل روایت کی ہے۔

عَنِ ابْنِ حَمِيْدٍ قَالَ نَاظَرَ اَبُوْ جَعْفَرٍ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَالِكًا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَدَّبَ قَوْمًا فَقَالَ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَمَدَحَ قَوْمًا (۱۳)

یعنی امیر المؤمنین ابو جعفر منصور نے جو خلفائے عباسیہ سے دوسرے خلیفہ ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسجد نبوی میں کسی مسئلہ میں مباحثہ کیا جس میں اُن کی آواز کچھ بلند ہوگئی۔

اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ اے امیر المؤمنین؛ اس مسجد میں آواز بُلند نہ کیجئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تادیب کی ایک قوم کی اس آیت شریف میں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا

Marfat.com

تَـرْفَعُوْآ اَمْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِی یعنی اے مسلمانو! اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند نہ کرو، یعنی میرے حبیب کے دربار میں اپنی آواز بُلند نہ کرو؛ اور مدح کی اُن لوگوں کی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آواز پست کیا کرتے تھے۔ (۱۴)

امام بخاریؒ کا طریق ادبِ رسول ﷺ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں مرقوم ہے کہ آپ صحیح بخاری کے جمع کرنے کے وقت ہر حدیث لکھنے کے واسطے تازہ غُسل کیا کرتے اور دوگانہ نماز پڑھتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آبِ زمزم سے غُسل کرتے اور مقام ابراہیم پر دوگانہ پڑھتے تھے۔

چُونکہ اِس طرح اُنہوں نے حدیثِ نبوی کی تعظیم اور توقیر کی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایسا فضلِ عظیم دیا ہے کہ تمام مُسلمان اُن کو اپنا امام جانتے ہیں۔ اور اُن کی تعظیم اور کتاب کی وہ قدر ہوئی کہ دُنیا میں سوائے قرآن مجید کے کسی اور کتاب کی ایسی قدر ومنزلت نہیں ہوئی یہ مقبولیت محض ادبِ حدیث کا سبب تھا ورنہ احادیثِ صحیحہ کی اور بھی بیشمار کتابیں تھیں۔ (۱۵)

جمہور علمائے اہل سنت والجماعۃ کا اس پر اتفاق ہے کہ

اَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ كِتَابُ الْبُخَارِی

یعنی تمام کتابوں سے زیادہ صحیح کتاب کتاب اللہ کے بعد بخاری کی کتاب ہے۔

امام شافعیؒ کا طریقِ ادب رسول ﷺ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تنزیہ الانبیاء عن تشبیہ الانبیاء میں امام سُبکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ترشیح سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض تصانیف میں وہ قصہ نقل کیا جو کسی عورت نے کچھ مال چُرایا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا اور کسی نے سفارش کی پھر وہ حدیث نقل کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت فرمایا کہ اگر فلاں عورت بھی (جو ایک شریفہ تھیں) چُراتیں تو اُن کا بھی ہاتھ قطع کیا جاتا۔

امام سُبکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب دیکھو کہ حدیث

Marfat.com

شریف میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام مصرح ہے۔ اگر بعینہ محدث نقل کر دیتے تو کوئی بے جا اور بے موقع بات نہ تھی لیکن آپ نے ازراہِ کمال ادب صراحۃً نام مبارک کو ذکر نہ کیا۔

سُبحانہ اللہ کیا ادب تھا۔ حالانکہ الفاظ حدیث کو بعینہ نقل کرنا ضروری ہے اور وہ نام مُبارک جو حدیث شریف میں وارد ہے۔ لفظ لَو کے تحت میں ہے۔ جو علیٰ سبیل فرض محال آتا ہے مگر ایں ہمہ چونکہ حدیث شریف میں یہ نام مُبارک مقام توہین میں وارد تھا۔ اس لئے ادب نے اجازت نہ دی کہ اُس نام مبارک کو صراحۃً ذکر کریں حدیث شریف میں وارد ہے سچ ہے جو مقرّبین بارگاہ ہوتے ہیں اُنہی کو ادب نصیب ہوتا ہے۔ ہر کس و ناکس میں وہ صلاحیت کہاں۔(١٦)

از خُدا خواہیم توفیق ادب   بےادب محروم ماند از فضل رب

ترجمہ: خدا سے ہم ادب کی توفیق چاہتے ہیں اور بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محروم رہتا ہے

حضرت شیخ کبیر سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ

آپ آقائے نامدار ﷺ کے عاشق صادق تھے۔ ہر وقت محبت کے گہرے پانیوں میں غوطہ زن رہتے تھے۔ جب ۵۵۵ھ میں روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوئے۔ قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام کے بعد جذبات محبت نے اشعار کا روپ دھار لیا اور فراق و ہجر میں ڈوبی ہوئی آواز سے پڑھنے لگے۔

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ كُنْتُ اُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ
وَهٰذِهٖ دَوْلَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ يَمِيْنَكَ كَیْ تَحْظٰى بِهَا شَفَتِیْ

"یارسول اللہ ﷺ! دوری کی حالت میں اپنی روح ارسال کیا کرتا تھا۔ وہ زمین بوسی کر لیتی تھی۔ ایسی حالت میں وہ میری قائم مقائم ہوتی تھی اور اب جسمانی حاضری کے ساتھ

Marfat.com

حاضر دربار عالیہ ہوں۔ دایاں ہاتھ مبارک نکالئے تاکہ میرے لب اس سے حظ حاصل کریں۔"

چنانچہ محبوب رب العالمین ﷺ کا ہاتھ مبارک روضہ منور سے باہر نکلا۔ حضرت رفاعی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی محبت وادب سے بوسہ لیا اور قلب سوختہ کو راحت وسکون میسر آیا۔ آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا۔ دست مبارک کی خوشبو سے مشام روح معطر ہوگئی تھی اور جہاں محبت میں شدید طغیانی آگئی تھی۔(۱۷)

امام نبہانیؒ ادب مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے فرماتے ہیں

تعظیم وتکریم اور ادب واحترام رسول اللہ ﷺ امت مسلمہ پر فرض ہے، حقیقتاً تعظیم رسول اللہ ﷺ ایمان کی بنیاد کیا ہے۔

اوجب علینا تعظیمه وتوقیر ونصرته ومحبته ولادب سعه(۱۸)

اللہ نے ہم (مسلمانوں) پر حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم، عزت وتوقیر، مدد ونصرت، عشق ومحبت اور ادب واحترام واجب کیا ہے۔

آقائے دوجہاں ﷺ کے امت مسلمہ پر جو حقوق ہیں ان میں مذکورہ بالا حقوق بھی ہیں۔ ان کی ادائیگی سے آقائے دوجہاں ﷺ کی روح پاک کو راحت وسکون نصیب ہوتا ہے اور ان کی عدم ادائیگی، روح مصطفیٰ ﷺ کو تکلیف واذیت پہنچانے کے مترادف ہے اس لئے امتی پر لازم ہے وہ ہر حال میں ایسا عمل بجالائے جس سے تعظیم وتکریم ﷺ کی جھلک نظر آئے۔ تعظیم رسول ﷺ زمان ومکان کی شرائط وقیودات سے ماوراء ہے۔(۱۹)

علامہ شیخ اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں کہ

انه یجب علی الامه ان یعظمو علیه الصلاة والسلام ویوقرو فی جمیع الاحوال فی حال حیاتنه و بعدفاتحه فانه بقدر از دیار تعظیمه وتوقیره فی القلوب یزداد نور الایمان .(۲۰)

حضور ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ اور وصال کے بعد تمام احوال میں آپ کی تعظیم

Marfat.com

وتو قیر بجالانا امت پر واجب ہے کیونکہ دلوں میں جتنی حضور ﷺ کی تعظیم بڑھے گی اسی قدر نور ایمان بڑھے گا۔

گویا تعظیم وتکریم رسول ﷺ وہ فعل ہے جس سے نور ایمان بڑھتا ہے جس قدر فعل تعظیم رسول ﷺ میں زیادتی واضافہ ہوتا ہے اسی قدر دلوں میں ایمان کا نور فروغ پاتا ہے دلوں کی ظلمت وتاریکی چھٹنے لگتی ہے اور یہ بقعہ نور بن جاتے ہیں اور یوں قوت ایمان سے روشن وتاباں ہو جاتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

یوجب صون عرضه بكل طريق (۲۱)

حضور ﷺ کی عزت وتعظیم کی حفاظت ہر طریق سے کرنا واجب ہے۔

یعنی کوئی لحظہ ایسا نہیں جس میں یہ فرض اٹھ جائے بلکہ ہمہ وقت یہ موجود ہے اس کی ادائیگی کے لیے امتی کو ہر وقت مستعد رہنا چاہیے اور ہر طریق سے اس فرض کو نبھانے ہی سے وہ اللہ رب العزت کی رضا وخوشنودی تک رسائی پا سکتا ہے۔

حضرت علامہ جامیؒ کا مدینہ کی سرزمین پر پیشاب و پاخانہ نہ کرنا

حضرت علامہ جامیؒ کا مدینہ کی سرزمین پر پیشاب و پاخانہ نہ کرنا اور جواب میں یہ فرمانا کہ کہیں اس مقام پر میری سرکار کا قدم ناز زندگی مبارک میں نہ پڑ گیا ہو۔(۲۲)

حضرت سیدنا ابو یوسفؒ نے ایک شخص کو کدو کو ناپسند کہنے پر قتل کا حکم

حضرت سیدنا ابو یوسفؒ قاضی القضاء نے ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔صرف اس لیے کہ آپ دسترخوان پر بیٹھے تھے اور کدو شریف تناول فرما رہے تھے جو سرکار کی محبوب ترین غذا ہے۔آنے والے نے کہا لَا اُحِبُّ الْقَرْعَ میں کدو کو پسند نہیں کرتا

کدو کے محبوب و پسندیدہ نہ ہونے پر قتل کا حکم کیوں دیا گیا۔صرف اس لیے کہ

Marfat.com

کدو حضور ﷺ کو پسند ہے۔کدو کو سرکار سے نسبت ہے۔''قرع''عربی زبان میں لمبے سفید کدو کو کہتے ہیں جس کو ہماری زبان میں لوکی اور کدو دونوں کہتے ہیں۔(۲۳)

گمنام محبّ

بقول امام احمد المقری تلمسانی انہوں نے فاس شہر میں ۱۰۳۶ھ میں ایک سیاہ رنگ کے ہاتھ کی ہتھیلی جتنا پتھر دیکھا جس کی ایک طرف قدرتی طور پر لاالہ الااللہ اور دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ رقم تھا۔کتابت کا رنگ بھی سیاہ تھا۔کئی لوگوں نے بطور امتحان اس میں سے چند حروف مٹانا چاہا تو وہ اور نمایاں نظر آنے لگے۔اس پتھر کی مالکہ ایک فاسی عورت تھی۔امام احمد المقری تلمسانی نے اس کو اس پتھر کے وزن سے دوگنا زیادہ سونا دینے کی پیشکش کی تا کہ وہ پتھر انہیں بیچ دے۔اس سلسلہ میں انہوں نے تمام کوششیں کر کے دیکھ لیں لیکن اس محبّ رسول اللہ ﷺ عورت نے یہ پتھر بیچنے سے انکار کر دیا۔وہ پتھر کئی دن تک ان کے پاس رہا اور پھر انہوں نے اس عورت کو واپس کر دیا۔یہ پتھر اس عورت نے دور قریب میں ساحل سمندر پر پایا تھا۔

بارگاہ نبوی میں حاضری کے آداب

حاضری کے آداب میں سے یہ ہے کہ مسجد نبوی میں آواز بلند نہ کی جائے ایک دفعہ امیر المومنین منصور نے امام مالکؒ سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا۔امام مالکؒ نے منصور سے کہا کہ اے امیر المومنین اس مسجد نبوی میں آواز پست رکھ۔اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوِيط لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿سورۃ الحجرات، ۴۹: ۳﴾

بے شک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔

Marfat.com

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چن کر خالص کر لیا ہے۔ ان ہی کے لیے بخشش ہے اور اجرِ عظیم ہےo

اگلی آیت میں بعض لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَo

﴿سورۃ الحجرات، ۴۹: ۴﴾

بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (آپ کے بلند مقام و مرتبہ اور آدابِ تعظیم کی) سمجھ نہیں رکھتےo

بے شک حضور ﷺ کی عزت و حرمت جیسی ظاہر زندگی میں تھی۔ ایسی آج بھی ہے۔ اس پر خلیفہ منصور خاموش ہو گیا۔ پس ہمیں امام مالک اور خلیفہ منصور کے اس واقعہ سے ادب و تعظیم سیکھنا چاہیے۔ (۴۴)

حضرت امام ابن قیم الجوزیؒ کا مدینہ منورہ میں سواری نہ کرنا

عشق و ادبِ رسول ﷺ سے آپ کی شخصیت معمور تھی۔ مدینہ منورہ کے ذرہ ذرہ سے آپ کو بے حد انس و پیار تھا۔ اس مقدس شہر میں آپ سواری پر نہیں بیٹھتے اس خیال سے کہ ممکن ہے کبھی اس جگہ حضور اکرم ﷺ پیادہ چلے ہوں اور جس جگہ آقا ﷺ پیدل چلے ہوں اس جگہ غلام سوار ہو کر چلے یہ نہ تو اندازِ محبت ہے نہ طورِ غلامی ہے۔

حضرت الشیخ عمر النسائی موصلیؒ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں عمل

ادب محبت کی روح ہے۔ محبت و عشق کی گہرائی و تعمق کو ناپنے کا صرف یہی پیمانہ ہے جس سے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ محبّ کو اپنے محبوب سے کس قدر محبت ہے۔ لہذا جو محبوب انس و جان ﷺ سے بے انتہا محبت و پیار کرتا ہے وہ اتنا ہی مودب ہوتا ہے۔

۵۴۸ھ بمطابق ۱۱۵۳ء میں ایک روز حجرہ منورہ میں دھماکے کی آواز سنائی دی۔ سب حیران و ششدر رہ گئے۔ دھماکے کی وجہ دریافت کرنے کی حتی المقدور سعی بلیغ کی گئی مگر حقیقت معلوم

Marfat.com

نہ ہوسکی۔ چنانچہ اس کی اطلاع امیر مدینہ منورہ قاسم بن مھنا الحسینی کو دی گئی۔ صورت حال کی آگہی کے لئے امیر مدینہ منورہ نے کسی آدمی کو حجرہ مبارک کے اندر اتارنا چاہا۔ اس پر سب متفکر ہوئے کہ ایسا کونسا متقی و پرہیز گار شخص ہے جو یہ خدمت سرانجام دے۔ آخر کار سب کی نظر انتخاب شیخ المشائخ امام العارفین والاتقیاء حضرت الشیخ عمر النسائی پر پڑی۔ آپ موصل کے باشندے تھے لیکن عرصہ دراز سے مدینہ باسکینہ میں رہائش پذیر تھے۔ جب امیر مدینہ نے آپ کو بلا کر کام کی نوعیت بتائی تو فرمایا۔

اس مقدس خدمت کی بجا آوری کے لئے چند یوم کی مہلت درکار ہے تا کہ مناسب تیاری کرسکوں۔ امیر مدینہ منورہ نے آپ کی بات کو تسلیم کرلیا۔ اب حضرت الشیخ عمر النسائی موصلیؒ نے خور دنوش بلکل ترک کردیا۔ اور ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مستغرق و مشغول رہنے لگے۔ اس طرح چند دن گزرنے کے بعد لوگوں نے آپ کو رسیوں کے ذریعے مسجد کی چھت سے نیچے سے حجرہ شریفہ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے احاطہ کے درمیان اتارا۔ چنانچہ آپ حجرہ مطہرہ میں بصد ادب و احترام داخل ہوئے۔ شمع کی روشنی میں آپ نے دیکھا کہ حجرہ شریفہ کی دیوار اور چھت کا کچھ حصہ قبور مبارکہ پر گرا پڑا ہے۔ چنانچہ آپ نے اچھی طرح صفائی کی اور اپنی ریش مبارک سے قبور مقدسہ پر جھاڑو دیا۔ (۲۵)

حضرت شیخ احمد مجد شیبائیؒ کا ادب مصطفیٰ ﷺ

رحمتہ العالمین ﷺ کی محبت و عشق جب کسی کے رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے تو پھر اس کا حال فرزانہ ور دیوانہ کا سا ہو جاتا ہے۔ محبوب کائنات ﷺ کا ذکر پاک اس کے لئے عود و عنبر سے بھی لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ مشکبار دل نشین ہوتا ہے۔ اور اس کی حیات کا ہر تنفس اپنے آقا و مولا ﷺ کی یاد میں بسر ہوتا ہے۔ حضرت شیخ احمد مجد شیبائیؒ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ اگر کوئی شخص آپ کے سامنے بیان کرتا کہ میں نے عالم خواب میں رسول عربی ﷺ کی زیارت کی نعمت پائی ہے تو اس شخص کو اپنے روبرو بڑی تکریم کے ساتھ بٹھاتے۔ خود دوزانو باادب ہو کر بیٹھ

Marfat.com

جاتے اور پھر فرماتے۔

اب اپنے خواب کی تفصیلات بتاؤ۔ جب وہ سنا تا تو بڑے غور وانہماک سے سماعت فرماتے رہتے تھے۔ جب وہ اپنا بیان ختم کرتا تو حضرت شیخ احمد مجد شیبانیؒ اس شخص کے ہاتھ پاؤں چومتے۔ اس کے دامن وآستین کو بار بار چھوتے اور چہرے پر ملتے تھے۔ اگر وہ شخص جگہ ومقام کا بھی ذکر کرتا کہ اس نے خواب کہاں دیکھا ہے تو اس جگہ کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے اور وہاں کی خاک وگرد کو اپنے چہرے اور سر پر ملتے تھے۔ اگر اس جگہ پتھر وغیرہ ہوتے تو ان کو دھو کر پانی نوش فرماتے اور اپنے بدن ولباس پر عطر گلاب کی طرح چھڑکتے تھے۔ (۲۶)

حضرت شیخ ابوالحسنین بن سمعونؒ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں خاموش ہونا

آپ عشق رسول کریم ﷺ میں انتہائی بلندیوں پر تھے۔ حال یہ تھا کہ اپنے آقا ومولا ﷺ کو ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے پاتے تھے۔ اس معراج عشق کی بدولت آپ کو یہ فضیلت بھی حاصل تھی کہ اگر کوئی دوسرا شخص آپ کی موجودگی میں بارگاہ حبیب کبریا ﷺ میں شرف باریابی پاتا تو آپ پر منکشف ہوجاتا تھا۔ آپ بلند پایہ واعظ بھی تھے۔

آپ کے وعظ میں جید علماء، صاحب کشف ونظر اہل اللہ اور اولیاء اللہ شریک ہوا کرتے تھے۔ وعظ میں کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت وربوبیت والوہیت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا اور کبھی ذکر عشق ومحبت رسول اللہ ﷺ کی بہاریں رقصاں ونغمہ سرا ہوتی تھیں۔ جس سے سامعین پر کیفیت کا عالم طاری ہوجاتا ہے۔ ان کی نظروں کے سامنے مقامات عشق ومحبت کی جلوہ گری ہونے لگتی تھی۔ ایک دن آپ مسجد میں وعظ فرمارہے تھے کہ یکدم خاموش ہوگئے۔ سب لوگ حیران تھے مگر یہ معاملہ لوگوں کے فہم وادراک سے ماوراتھا۔ ایک درویش منبر رسول اللہ ﷺ کے پایہ کے ساتھ بیٹھا سو گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ بیدار ہوا تو آپ نے اسے مخاطب کرکے کہا۔ ”تم عالم خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو رہے تھے لہذا ادباً میں نے وعظ بیان کرنے سے خاموشی اختیار کرلی تھی۔“

Marfat.com

سامعین کا یہ سننا تھا کہ عالم وارفتگی میں جھوم اٹھے اور فضا صلوۃ وسلام کے روح پرور نغمات سے لبریز ہوگئی۔(۲۷)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا ادب مصطفیٰ ﷺ

آپؒ کو اپنے آقا و مولا ﷺ سے بے پناہ عشق تھا۔ جب آپ بغرض زیارت دیار حبیب ﷺ میں تشریف لے گئے تو برہنہ پا داخل ہوئے۔ جوتوں سمیت وہاں جانا محبت کے منافی سمجھا اور جب تک وہاں رہتے ننگے پاؤں رہتے۔

کیونکہ یہ ادب مصطفیٰ کا ہی مقام ہے۔(۲۸)

حضرت بایزید بسطامیؒ کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں الگ سفر کرنا

قلب و نظر میں صاحب قاب قوسین ﷺ کی محبت و عشق کی سچی جوت جگانا سہل و آسان نہیں۔ اس کے لئے نہ جانے کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے پھر بھی کوئی دعوی سے نہیں کہہ سکتا کہ اس نے منزل مقصود کو پالیا ہے کیونکہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو صرف رب کریم ہی جان سکتا ہے۔

رسالتماب ﷺ کی محبت اس امر کی متقضی ہے کہ اس کے ساتھ کسی اور چیز کو منسلک نہ کیا جائے۔ زیارت مکہ مکرمہ کے ساتھ زیارت مدینہ منورہ اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن دنیائے عشق کے دستور منفرد اور عشاق کے انداز نرالے ہوتے ہیں۔ وہ اس مصرع کی مصداق ہوتے ہیں۔

وللناس فیما یعشقون مذاهب.

حضرت بایزید بسطامیؒ کی طبیعت نے گوارہ نہ کیا کہ حج کے ساتھ ہی زیارت مدینہ منورہ سے فراغت حاصل کر لی جائے۔ چنانچہ جب انہوں نے فریضہ حج ادا کیا تو مدینہ منورہ نہیں گے اور فرمانے لگے۔ یہ ادب نہیں کہ زیارت مدینہ منورہ کو زیارت مکہ مکرمہ کے ماتحت رکھ دیا جائے۔

اگلے سال آپ نے خراسان سے دیار رسول عربی ﷺ کے لئے رخت سفر باندھا۔

Marfat.com

روضہ اقدس ﷺ پر حاضری دی۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے اور زبان پر درود وسلام کے پاکیزہ الفاظ تھے۔ کافی دیر تک روتے رہے اور سلام پڑھتے رہے۔ اسی اثنا میں اونگھ سی آ گئی۔ دیکھا تو نظروں کے سامنے حضور سرور دو عالم ﷺ جلوہ افروز تھے۔ اور ارشاد فرما رہے تھے۔

'بایزید! اٹھو اور اپنی ماں کی خدمت جا کر کرو۔''

محبوب ﷺ کے فرمان کے سامنے آپ نے سر تسلیم خم کر دیا اور واپس اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ محب ہمیشہ محبوب کے نقش قدم پر ہوتا ہے اور اس کی ہر ادا کو حرز جان بناتا ہے۔(۲۹)

حضرت بایزید بسطامیؒ کا ادب مُصطفیٰ ﷺ میں خربوزہ نہ کھانا

حضرت بایزید بسطامیؒ اتباع سنت کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ انہوں نے تاحیات خربوزہ محض اس لیے تناول نہیں فرمایا کیونکہ علم نہ ہو سکا کہ ان کے آقا و مولا ﷺ نے خربوزہ کس طرح کھایا تھا۔(۳۰)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی شخصیت سراپا ادب

ایک مرتبہ آپ نے اپنے بیٹے ڈاکٹر جاوید اقبال سے مسدس حالی پڑھنے کو کہا۔ اس وقت میاں محمد شفیع وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا

''وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا۔''

یہ سننا تھا کہ آپ آبدیدہ ہو گئے اور اپنے آقا و مولا ﷺ کے راحت نواز خیال میں کھو گئے۔ ایک روز ڈاکٹر محمد اقبال گھر میں تشریف فرما تھے۔ اور علمی مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اسی دوران میں کالج کے چند طلباء بھی آ کر شریک محفل ہو گئے۔ اثنائے بحث و مباحثہ ایک اشتراکیت زدہ طالب علم نے حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی واطہر ''محمد صاحب'' کہہ دیا۔

سنا تو وفور غم وغصہ سے کانپنے لگے چہرہ سرخ ہو گیا۔ فرمایا۔ نکال دو اسے میرے سامنے سے اس نابکار کو میرے آقا و مولا ﷺ کا نام لینے کی بھی تمیز نہیں۔ اور پھر ضبط کا یارا نہ رہا۔

Marfat.com

آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور بڑی دیر تک غم وغصہ کی کیفیت طاری رہی۔

علامہ اقبال نے اپنے بڑے بھائی شیخ عطا محمد جو خود حنفی المذہب پکے مسلمان تھے انہیں اپنی بیٹی کا رشتہ ایک قادیانی خاندان کے ساتھ جوڑنے سے سختی سے منع کیا اور ان سے اس رشتے پر انکار کروایا۔ حضرت علامہ اقبالؒ جہاں سچے پکے عاشق رسول تھے وہاں وہ ولی کامل بھی تھے۔ ان جیسی عظیم شخصیت شاید آئندہ کبھی پاکستانی قوم اور مسلمانوں کو نصیب نہ ہو۔ عشق رسول میں وہ اس قدر اعلیٰ مقام رکھتے تھے کہ جب غازی علم دین شہید ہوئے تو ان کے جنازے کو کاندھا دیتے ہوئے بار بار آبدیدہ ہو جاتے اور پنجابی میں کہتے ''اَسی گلاں کردے رہے تے ترکھان دا منڈا بازی لے گیا'' علامہ اقبالؒ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں تو اتنا بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی میرے سامنے کہے کہ آپ کے رسول نے میلے کپڑے پہنے تھے۔ عشق محمدی میں وہ لاجواب تھے۔

علامہ اقبالؒ اللہ کے ولی تھے۔ وہ نہ ہوتے تو شاید پاکستان دنیا کے نقشے پر کبھی معرض وجود میں نہ آتا۔ انہوں نے پاکستان کے قیام کا خواب دیکھا اور قائداعظم محمد علی جناح کو برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہد کیلئے کمربستہ کیا۔ پاکستان علامہ اقبال کا الہام ہے۔ مولوی ابراہیم کا ایک خواب علامہ اقبال کے روحانی تشخص کے حوالہ سے بڑا ہی خوبصورت اور اہم ہے۔ مولوی ابراہیم سیشن جج تھے۔ انہیں ایک خواب آیا۔ علامہ اقبالؒ ان کے خواب میں آئے اور کہا کہ ایک قلندر کا مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہوگا اس کو رہا کر دینا۔ دوسرے ہی روز ایک شخص کو آوارہ گردی کے جرم میں پولیس گرفتار کر کے لے آئی اور عدالت میں پیش کیا۔

اس شخص نے مولوی ابراہیم سے پوچھا کہ کیا ہمارا قلندر آپ سے ملا تھا؟ مولوی ابراہیم کو خواب کا واقعہ یاد آ گیا۔ انہوں نے ضمانت کا انتظام کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اپنے قلندر سے بعد سلام میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ مجھے وطن بلائے۔ مقررہ تاریخ پر جب وہ شخص پیش ہوا تو مولوی ابراہیم سیشن جج نے اسے باعزت بری کر دیا۔ جاتے جاتے اس شخص نے مولوی ابراہیم کو پیغام کا جواب دیا کہ آپ کا کام ہو جائے گا۔ لہٰذا تھوڑے ہی دنوں بعد مولوی ابراہیم کا سیالکوٹ

Marfat.com

تبادلہ ہو گیا۔ یہ واقعات عاشق رسول علامہ اقبالؒ کے قلندر ہونے کا برحق اور برملا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ قیام پاکستان اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے ایک مرد قلندر اقبالؒ کو پاکستان کا الہام کروایا اور پھر زمین و آسمان گواہ بنے کہ دنیا کی تاریخ میں پہلا ملک پاک سرزمین پاکستان نظریاتی بنیادوں پر معرض وجود میں آیا۔

بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کا مقام

شیخ اعجاز احمد نے بتایا کہ ۱۹۲۰ء کے شروع میں ڈاکٹر صاحب کے نام گمنام خط آیا جس کا مضمون یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں تمہاری ایک خاص جگہ ہے جس کا تم کو کچھ علم نہیں۔ اگر فلاں وظیفہ پڑھا کرو تو تم کو بھی اس کا علم ہو جائے گا۔ اس شخص نے وظیفے کے الفاظ بھی اس خط میں لکھے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس خیال سے کہ کاتب خط نے اپنا نام نہیں لکھا، اس گمنام خط کی طرف توجہ نہیں کی اور وہ خط ضائع ہو گا۔ اس خط کے تین چار مہینے بعد کشمیر سے ایک پیرزادے ڈاکٹر صاحب سے ملنے کے لئے آئے۔ عمر تیس پینتیس سال کے لگ بھگ تھی۔

اس شخص نے ڈاکٹر صاحب کو دیکھتے ہی زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آنسوؤں کی ایسی جھڑی لگی کہ تھمنے کا نام ہی نہ لیتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے خیال کیا کہ یہ شخص مصیبت زدہ اور پریشان حال ہے اور میرے پاس اپنی کوئی ضرورت لے کر آیا ہے۔ انھوں نے شفقت آمیز لہجے میں استفسار حال کیا تو وہ بولا کہ مجھے کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا فضل ہے۔ میرے بزرگوں نے خدا کی ملازمت کی۔ اب میں اس کی پنشن کھا رہا ہوں۔ میرے اس بے اختیار رونے کی وجہ خوشی ہے نہ کہ غم۔

ڈاکٹر صاحب کے مزید استفسار پر وہ بولا۔ میں سری نگر کے قریب ایک گاؤں میں رہنے والا ہوں (گاؤں کا نام شاید نوگام بتایا تھا) وہاں میں نے ایک دن عالم کشف میں نبی کریم ﷺ کا دربار دیکھا۔ صف نماز کے لئے کھڑی ہوئی تو حضور سرور کائنات ﷺ نے دریافت فرمایا کہ محمد اقبال آیا یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ محفل میں نہ تھا۔ اس پر ایک بزرگ کو اقبال کے

Marfat.com

بلانے کے لئے بھیجا گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں کیا دیکھتا ہو کہ ایک نوجوان آدمی جس کی ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی اور رنگ گورا تھا۔

ان بزرگ کے ساتھ نمازیوں کی صف میں داخل ہو کر حضور ﷺ کی دائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ اس کشمیری پیرزادے نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ میں نے آج سے پہلے نہ تو آپ کی شکل دیکھی تھی نہ میں آپ کا نام اور پتہ جانتا تھا۔ کشمیر میں ایک بزرگ مولوی نجم الدین صاحب ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے یہ ماجرا بیان کیا تو انھوں نے آپ کا نام لے کر آپ کی بہت تعریف کی کیونکہ آپ کی تحریروں کے واسطے سے وہ آپ کو جانتے تھے۔ گو انہوں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا اس دن سے مجھے آپ سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہو گا۔

میں نے آپ کو دیکھنے اور آپ سے ملنے کے لئے کشمیر سے لاہور تک کا یہ سفر کیا۔ آپ کی صورت دیکھتے ہی میری آنکھیں اس لیے بے اختیار اشکبار ہو گئیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے کشف کی عالم بیداری میں تصدیق ہو گئی۔ کیونکہ جو شکل میں حالت کشف میں دیکھی تھی آپ کی شکل وشباہت ٹھیک اسی کے مطابق ہے۔ (۳۱)

ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں عمر کا زیادہ نہ ہونا

آپ کا جذبہ عشق واحترام رسول اکرم ﷺ اس حد تک تھا کہ وہ اپنی عمر کے آخری ایام میں اس درجہ مضطرب و پریشان رہتے تھے کہ مبادا کہیں ان کی عمر رسول پاک ﷺ کی عمر مبارک سے تجاوز نہ کر جائے۔ حکیم احمد شجاع (☆) نے ایک دن آپ کو بہت زیادہ فکر مند، مغموم اور مضطرب حالت میں دیکھ کر پوچھا۔

آج آپ اس قدر مغموم وافسردہ کیوں ہیں؟ ڈاکٹر محمد اقبال نے لرزتی آواز میں کہا۔

حکیم احمد شجاع! میں یہ سوچ کر اکثر مضطرب و پریشان ہو جاتا ہوں کہ کہیں میری عمر نبی کریم ﷺ کی عمر اطہر سے زیادہ نہ ہو جائے۔ آخر کار یہ عاشق صادق اس خوف سے کہ کہیں اس سے عمر کے معاملے میں سوئے ادبی نہ ہو جائے اپنے آقا ﷺ کی عمر تک پہنچنے سے قبل ہی اکسٹھ برس کی عمر

Marfat.com

میں اس دارِ فانی سے کنارہ کر کے حضور اکرم ﷺ کے سایہ رحمت میں پہنچ گیا۔(۳۲)

(☆) حکیم احمد شجاع اردو کے مشہور انشاپرداز ڈرامہ نگار افسانہ نگار اور شاعر حکیم احمد شجاع کی تاریخ پیدائش 4 نومبر 1896ء ہے۔حکیم احمد شجاع نے لاہور سے میٹرک کرنے کے بعد ایم اے او کالج علی گڑھ سے ایف اے اور پھر میرٹھ کالج سے بی اے کیا اور شعبہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے۔1920ء میں پنجاب اسمبلی سے منسلک ہوئے اور پھر اس اسمبلی کے سیکریٹری کے عہدے تک پہنچے۔اس کے ساتھ ہی وہ 1948ء سے 1969ء تک مجلس زبان دفتری کے سیکریٹری بھی رہے اور ان کی رہنمائی میں ہزاروں انگریزی اصطلاحات کا اردو ترجمہ ہوا۔

حکیم احمد شجاع اردو کے صف اول کے ڈرامہ نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔انہوں نے بہت سے افسانے بھی لکھے ناول بھی تحریر کیے اور کئی فلموں کی کہانیاں بھی لکھیں۔انہوں نے ایک ادبی رسالہ ہزار داستان اور بچوں کا رسالہ نونہال بھی نکالا۔

وہ قرآن پاک کی تفسیر بھی تحریر کر رہے تھے۔جس کا نام افصح البیان رکھا گیا تھا مگر بدقسمتی سے یہ کام مکمل نہ ہو سکا اور صرف پانچ پاروں ہی کی تفسیر لکھی جا سکی۔حکیم احمد شجاع نے 4 جنوری 1969ء کو لاہور میں وفات پائی اور میانی صاحب کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری ادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ پر فرماتے ہیں

ہمیں اپنے اذہان و قلوب میں اس حقیقت کو جاگزیں کر لینا چاہیے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم ہی اصل ایمان (Essential element of faith) ہے۔ اور اس کی بنیاد Foundation ہے۔

کوئی شخص حضور ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ کی ختم نبوت پر اعتقاد رکھے اور قرآن حکیم کو اللہ جل شانہ کی نازل کردہ آخری کتاب مانے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت والوہیت اور ربوبیت پر بھی ایمان لائے اور یوں جملہ عقائد اسلامیہ کو تصدیق بالقلب کے ساتھ تسلیم کرے لیکن صرف حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم پر ایمان و ایقان نہ رکھے حتی کہ اس

Marfat.com

کا انکاری ہو اسے ضروری نہ سمجھے یا اس کا تارک ہو تو وہ سب باتیں ماننے کے باوجود صریحاً کافر ہے اسلام سے اس کا کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے بایں وجہ تعظیم وتکریم رسالتماب ﷺ ضروریات دین میں سے ہے اور درحقیقت یہ اصل ایمان ہے۔

اب یہاں ایک بڑی لطیف Delicate بات ہے جسے بڑی احتیاط سے ممیز Differentiate کرنا ہے تاکہ غلط فہمی پیدا نہ ہونے پائے وہ یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتکریم اور ادب واحترام اصل ایمان اور آپ نبی کریم ﷺ کے اسوہ مصطفیٰ کا تارک ہے تو وہ ناقص الایمان ہے اور اس کے برعکس اگر کوئی شخص حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم اور ادب واحترام کا تارک ہے تو وہ ناقص الایمان نہیں بلکہ خارج از ایمان اور کافر ہے۔

غرضیکہ ادب وتعظیم رسول ﷺ کا ترک کفر ہے اور آپ ﷺ کے عطا کردہ اعمال وسنن جن کی اتباع وپیروی لازم ہے جنہیں سیرت واسوہ سے تعبیر کرتے ہیں ان کا ترک، فسق وفجور اور حرام ہے اس بناء پر اتباع مصطفیٰ ﷺ کا عملاً جو تارک ہے وہ حرام کار اور فاسق وفاجر ہے اور جو ادب وتعظیم اور تکریم رسول ﷺ کا تارک ہے چاہے اس کی مقدار کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو وہ صریحاً کافر اور خارج از ایمان ہے سو جو تارک اتباع ہے وہ ترک عمل صالح کا مرتکب ہو رہا ہے اور جو ترک ادب وتعظیم رسول ﷺ ہے وہ ترک ایمان میں مبتلا ہو رہا ہے۔ (۳۴)

سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ادبِ رُسول ﷺ

کہتے ہیں کہ غازی سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام ایاز کا ایک بیٹا تھا جو بادشاہ کا ملازم تھا اور اُس کا نام محمد تھا۔ ایک دن بادشاہ سلامت نے ایاز کی موجودگی میں اُس سے یُوں خطاب کیا کہ اے ایاز کے بیٹے! وضو کا پانی لاؤ۔ ایاز نے ان الفاظ کو سُن کر دل ہی دل میں خیال کیا کہ نہ معلوم میرے بیٹے نے کیا خطا کی کہ جس کے باعث بادشاہ سلامت نے اسکو نام سے نہیں بُلایا۔ پس جب سلطان محمود وضو سے فارغ ہوئے تو ایاز کی طرف دیکھا کہ وہ مغموم وملول ہے اس سے غم ورنج کا سبب پُوچھا اُس نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ عالیجاہا! میرے مغموم

Marfat.com

ہونے کا باعث یہ ہے۔

چونکہ حضور نے میرے لختِ جگر کو نام لیکر نہیں بُلایا اس لئے معاً میرے دل میں یہ خیال پیدا ہُوا کہ شائد اس سے کوئی بے ادبی اور گستاخی سرزد ہوئی ہے کہ جس کے باعث آپ اُس سے خفا اور ناراض ہیں۔ بادشاہ سلامت نے مُسکرا کر کہا۔ اے ایاز! خاطر جمع رکھ تمہارے صاحبزادے سے کوئی بات میری طبع کے خلاف سرزد نہیں ہوئی اور نہ ہی میں اس سے کسی طرح ناراض یا خفا ہوں اس وقت نام نہ لینے میں یہ حکمت تھی کہ میں اس وقت بے وضو تھا چونکہ یہ آقائے نامدار سرورِ کونین رحمۃ للعالمین کا ہمنام تھا۔ اس لئے مجھے شرم آئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مُبارک ایسی حالت میں میری زبان سے گزرے جب کہ میں بے وضو یا بے طہارت ہوں۔

ہزار بار بشویم دہن بمشک وگلاب
ہنوز کہ نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

ترجمہ: شاعر کہتا ہے کہ اگر میں اپنے منہ (زبان) کو مشک اور گلاب سے بھی ہزار بار دھولوں پھر بھی (رسول اکرم ﷺ) کا نام لینا بے ادبی شمار کرتا ہوں

مُسلمانو! تم کو بھی لازم ہے کہ تم بھی اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو جس طرح بزرگانِ دین کیا کرتے تھے اور ہر بات میں آپ کا ادب ملحوظ رکھو جس وقت آپ کا ذکر ہو یا آپ کا نام مُبارک لیا جائے یا آپ کا کلام پڑھا جائے یا آپ کے فضائل بیان کیے جائیں تو نہایت متوجہ ہوکر حضورِ قلب کے ساتھ سُنا کرو۔ اور جب تک ایسے مقام میں رہو درود شریف کی کثرت کیا کرو کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے بلکہ حقیقت میں تمہارا اپنا ہی نفع ہے۔

دیدہ باشی تشنہ مستعجل برآب ... جاں بجاناں ہمچناں مستعجل است (۳۴)

ترجمہ: یہ بات دیکھی ہوئی ہے کہ پیاسا ہوتا ہے وہی پانی کے لیے جلدی کرتا ہے اے عاشق اپنے محبوب کی خاطر جان دینے میں تو بھی ایسی ہی جلدی کر

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔امام جعفر صادق،ص:۵۵

۲۔تحفظ عقائد اہلسنت ص۵۱۶

۳۔تحفظ عقائد اہلسنت ص۵۲۶

۴۔انوار نبوت،ص،۱۲۴

۵۔امام جعفر صادق ص:۵۶

۶۔امام جعفر صادق،ص:۱۱۲۸

۷۔امام جعفر صادق ،ص:۱۱۲۸

۸۔انوار نبوت،ص،۱۲۵

۹۔امام احمد بن حنبل،ص:۹۰۔۹۱

۱۰۔شرح العقائد،ج،۲،ص،۱۱۰

۱۱۔عشق رسول کریم ﷺ،ص۲۷۴

۱۲۔تحفظ عقائد اہلسنت ص۵۱۶

۱۳۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ،ج ۲،ص۳۲

۱۴۔آداب رسول ﷺ،۱۰۳

۱۵۔آداب رسول ﷺ،۱۰۷

۱۶۔آداب رسول ﷺ،۱۰۸

۱۷۔تبلیغی نصاب،(فضائل درود)ص:۱۲۴

۱۸۔جواہر البحار،۳:۲۵۱

۱۹۔احکام اسلام اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ،ص:۴۰

۲۰..تفسیر روح البیان ،۷:۲۱۶

۲۱. الصارم المسلول، ۳۰۹

Marfat.com

۲۲۔تحفظ عقائد اہلسنت ص ۵۱۶

۲۳۔تحفظ عقائد اہلسنت ص ۵۱۶

۲۴۔ذخائر محمدیہ، ص:۹۰

۲۵۔عشق رسول کریم ﷺ، ص ۱۷ے

۲۶۔عشق رسول کریم ﷺ، ص:۲۲ے

۲۷۔عشق رسول کریم ﷺ، ص:۲۳ے

۲۸۔عشق رسول کریم ﷺ، ص ۴۶۵

۲۹۔عشق رسول کریم ﷺ، ص:۲۸ے

۳۰۔عشق رسول کریم ﷺ، ص:۲۸ے

۳۱۔روزگار فقیر، جلد ۲ ص:۱۷۳۔۱۷۴

۳۲۔روزگارِ فقیر جلد ۲ ص،۲ے

۳۳۔احکام اسلام اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ، ص:۳۵

۳۴۔آداب رسول ﷺ، ۱۰۹

Marfat.com

Marfat.com

بابِ پنجم

جانوروں کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب

اونٹ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں رونا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍؓ قَالَ :فَدَخَلَ حَائِطًا ، فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ ، : فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ فَقَالَ :مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ ؟ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟ فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَقَالَ :لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ :أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ مَلَّكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا ، فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ.(۱)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بیان کرتے ہیں۔حضور نبی اکرم ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اُونٹ تھا۔جب اس نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو وہ رو پڑا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔حضور نبی اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا اس اُونٹ کا مالک کون ہے اور کس کا اونٹ ہے؟ انصار کا ایک نوجوان حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا :

یارسول اللہ !یہ میرا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا : کیا تم اس بے زبان جانور کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔اس نے مجھے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے بہت زیادہ کام لیتے ہو۔

اونٹنی پر دست اقدس پھیرنے سے دودھ میں برکت

عَنْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ :سَمِعْتُ شَيْخًا مِنْ قَيْسٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ :جَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَنَا بَكْرَةٌ صَعْبَةٌ، لَا يُقْدَرُ عَلَيْهَا، قَالَ:

Marfat.com

فَدَنَا مِنهَارَسُوْلُ اللهِ ﷺ، فَمَسَحَ، ضَرْعَهَا، فَحَفَلَ فَاحْتَلَبَ. (۲)

حضرت حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی قیس کے ایک بزرگ کو اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہمارے پاس ایک سرکش اونٹنی تھی جو قابو میں نہ آئی تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ اس اونٹنی کے پاس گئے، اس کے تھنوں پر دستِ اقدس پھیرا تو وہ دودھ سے بھر گئے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں دوہا۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

حضور کی بارگاہ میں اونٹنی کا گواہی دینا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ :كُنَّا جُلُوْسًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، إِذْ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ جَهْوَرِيٌّ، بَدَوِيٌّ يَمَانِيٌّ، عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ، فَأَنَاخَ بِبَابِ الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَعَدَ، فَلَمَّا قَضَى نُحْبَهُ، قَالُوْا :يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ النَّاقَةَ الَّتِي تَحْتَ الْأَعْرَابِيِّ سَرِقَةٌ، قَالَ :أَثَمَّ بَيِّنَةٌ؟ قَالُوْا :نَعَمْ، يَارَسُوْلَ اللهِ، قَالَ :يَاعَلِيُّ، خُذْ حَقَّ اللهِ مِنَ الْأَعْرَابِيِّ إِنْ قَامَتْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ، وَإِنْ لَمْ تَقُمْ، فَرُدَّهُ إِلَيَّ، قَالَ :فَأَدِلَّ بِحُجَّتِكَ، فَقَالَتِ النَّاقَةُ مِنْ خَلْفِ الْبَابِ :وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْكَرَامَةِ يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ هَذَا مَا سَرَقَنِي، وَلَا مَلَكَنِي أَحَدٌ سِوَاهُ.

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ :يَا أَعْرَابِيُّ، بِالَّذِي أَنْطَلَقَهَا بِعُذْرِكَ، مَا الَّذِي قُلْتَ؟ قَالَ :قُلْتُ :اَللَّهُمَّ إِنَّكَ لَسْتَ بِرَبٍّ اسْتَحْدَثْنَاكَ، وَلَا مَعَكَ إِلَهٌ أَعَانَكَ عَلَى خَلْقِنَا، وَلَا مَعَكَ رَبٌّ فَنَشُكَّ فِي رَبُوْبِيَّتِكَ، أَنْتَ رَبُّنَا كَمَا نَقُوْلُ، وَفَوْقَ مَا يَقُوْلُ الْقَائِلُوْنَ. أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَأَنْ تُبَرِّئَنِي بِبَرَاءَتِي. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْكَرَامَةِ يَا أَعْرَابِيُّ لَقَدْرَأَيْتُ الْمَلَائِكَةَ يَبْتَدِرُوْنَ أَفْوَاهَ الْأَزِقَّةِ يَكْتُبُوْنَ مَقَالَتَكَ، فَأَكْثِرِ الصَّلَاةَ عَلَيَّ.رَوَاهُ الْحَاكِمُ. وَقَالَ الْحَاكِمُ :رَوَاهُ هَذَا الْحَدِيْثَ عَنْ آخِرِهِمْ ثِقَاتٌ وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمِصْرِيُّ هَذَا لَسْتُ أَعْرِفُهُ

Marfat.com

بِعَدَالَۃٍ وَلَا جَرْحٍ.(۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے کہ بلند آواز یمنی دیہاتی بدو اپنی سرخ اونٹنی کے ساتھ ادھر آیا، اس نے اپنی اونٹنی مسجد کے دروازے کے سامنے بٹھائی اور خود آ کر بیٹھ گیا پھر جب اس نے اپنا کام پورا کر لیا تو صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اونٹنی جو دیہاتی کے قبضہ میں ہے چوری کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا اس پر کوئی دلیل ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں، یارسول اللہ! تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اگر اس اعرابی پر چوری کی گواہی مل جاتی ہے تو اس سے اللہ کا حق لو (یعنی اس پر چوری کی حد جاری کرو) اور اگر چوری کی شہادت نہیں ملتی تو اس کو میری طرف لوٹا دو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر اعرابی نے کچھ دیر کے لئے اپنا سر جھکایا۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اے اعرابی! اللہ کے حکم کی پیروی کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ ورنہ میں تمہاری حجت سے دلیل پکڑوں گا، پس اسی اثناء میں دروازے کے پیچھے سے اونٹنی بول پڑی اور کہنے لگی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو بڑی عزت و کرامت کے ساتھ مبعوث فرمایا! نہ تو اس شخص نے مجھے چوری کیا ہے اور نہ ہی اس کے سوا میرا کوئی اور مالک ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے تجھے اس ذات کی جس نے اس اونٹنی کو تیرا عذر بیان کرنے کے لئے قوت گویائی بخشی، اے اعرابی یہ بتا تو نے (سر جھکا کر) کیا کہا تھا! اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے کہا: اے اللہ! تو ایسا خدا نہیں ہے جسے ہم نے پیدا کیا ہو، نہ ہی تیرے ساتھ کوئی اور معبود ہے جس نے مخلوق بنانے پر تیری اعانت کی ہو، اور نہ ہی تیرے ساتھ کوئی اور رب ہے کہ ہم تیری ربوبیت میں شک کریں، تو ہمارا رب ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں اور کہنے والوں کے کہنے سے بھی بہت بلند ہے۔

پس اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو حضور ﷺ پر درود بھیج اور یہ کہ مجھے میرے الزام سے بری کر دے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس رب

Marfat.com

کی قسم جس نے مجھے عزت کے ساتھ مبعوث کیا ! اے اعرابی ! میں نے دیکھا کہ فرشتے تمہاری بات کو لکھنے کے لئے تنگ گلیوں کے موڑوں سے لپک کر آ رہے ہیں، پس تُو کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کر۔ اسے امام حاکم نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کو ثقافت نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں یحییٰ بن عبداللہ مصری کے بارے میں کوئی جرح وتعدیل میں نہیں جانتا۔

بکریوں کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں سجدہ کرنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ، وَمَعَهُ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَرِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. قَالَ: وَفِي الْحَائِطِ غَنَمٌ فَسَجَدَتْ لَهُ. قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: يَارَسُوْلَ اللهِ إِنَّا نَحْنُ أَحَقُّ بِالسُّجُوْدِ لَكَ مِنْ هَذِهِ الْغَنَمِ. فَقَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَسْجُدَ أَحَدٌ لِأَحَدٍ. وَلَوْ كَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَسْجُدَ أَحَدٌ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. رَوَاهُ أَبُوْنُعَيْمٍ وَالْمَقْدِسِيُّ وَهَذَا لَفْظُهُ. (۴)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ حضور نبی اکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور چند دیگر انصار صحابہؓ کے ہمراہ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ باغ میں بکریاں تھیں۔ انہوں نے ﷺ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان بکریوں سے زیادہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم آپؐ کو سجدہ کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے اور اگر ایک دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں ضرور عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس حدیث کو امام ابونعیم اور مقدسی نے روایت کیا ہے، اور مذکورہ الفاظ مقدسی کے ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے ادب میں بکری کا دودھ دینا

عَنْ حُبَيْشِ بْنِ خَالِدٍ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حِيْنَ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ

Marfat.com

وَخَرَجَ مِنْهَا مُهَا جِرًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَمَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَدَلِيْلُهُمَا اللَّيْثِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْأَرِيْقَطِ ، مَرُّوْا عَلَى خَيْمَتَي أُمِّ مَعْبَدٍ الْخُزَاعِيَّةِ وَكَانَتْ بَرْزَةً جَلْدَةً تَحْتَبِيءُ بِفِنَاءِ الْقُبَّةِ، ثُمَّ تَسْقِي وَتُطْعِمُ، فَسَأَلُوْهَا لَحْمًا وَتَمْرًا لِيَشْتَرُوْهُ مِنْهَا فَلَمْ يُصِيْبُوْا عِنْدَهَا شَيْئاً مِنْ ذٰلِكَ وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ مُسْنِتِيْنَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ :فَهَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ؟

قَالَتْ :هِيَ أَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ :أَتَأْذِنِيْنَ أَنْ أَحْلُبَهَا؟ قَالَتْ بَلَى بِأَبِي أَنْت وَأُمِّي نَعَمْ إِنْ رَأَيْتَ بِهَا حَلْبًا فَاحْلُبْهَا، فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللهِ ؟فَمَسَحَ بِيَدِهِ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللهَ؟، وَدَعَا لَهَا فِي شَاتِهَا، فَتَفَاجَتْ عَلَيْهِ، وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ وَدَعَا بِإِنَاءٍ يُرْبِضُ الرَّهْطَ، فَحَلَبَ فِيْهَا ثَجًّا حَتَّى عَلَاهُ الْبَهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتَّى رَوِيَتْ وَسَقَى أَصْحَابَهُ حَتَّى رَوُوْا وَشَرِبَ آخِرُهُمْ ؟ثُمَّ أَرَاضُوْا ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتَّى مَلَأَ الْإِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهُ عِنْدَهَا ثُمَّ بَايَعَهَا، ثُمَّ ارْتَحَلُوْا عَنْهَا. (٥)

حضرت جیش بن خالد صحابی رسول سے مروی ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ ابوبکر صدیقؓ، آپؓ کے غلام عامر بن فہیرہؓ اوران کے گائیڈ لیثی عبداللہ بن اریقط مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی غرض سے نکلے تو وہ اُم معبد خزاعیہ کے دوخیموں کے پاس سے گزرے اوروہ بڑی بہادر اور دلیر خاتون تھیں۔ وہ اپنے خیمے کے آگے میدان میں چادر اوڑھ کر بیٹھتی تھیں اور لوگوں کو کھلاتی پلاتی تھیں۔ ان حضرات نے ان سے کھجور یا گوشت دریافت کیا کہ خریدیں مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ان کے پاس نہ پائی۔ لوگوں کا زادِراہ ختم ہو چکا تھا اور لوگ قحط کی حالت میں تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خیمہ کے ایک کونے میں ایک بھیڑ دیکھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا :اے اُم معبد !یہ بھیڑ کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا :یہ وہ بکری ہے جس کو تھکن نے بکریوں سے پیچھے کردیا ہے (جس کی وجہ سے اور بکریاں چرنے گئیں اور یہ رہ گئی ہے)۔ فرمایا :اس کا کچھ دودھ بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا :(اس بکری کے لئے دودھ

Marfat.com

دینا) اس سے (یعنی جنگل جانے سے) بھی زیادہ دشوار ہے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا : کیاتم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہوں؟

انہوں نے عرض کیا : میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہاں اگر آپ اس کے دودھ دیکھیں (تو دوہ لیجئے) آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر تھن پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ !اُم معبد کو ان کی بکریوں میں برکت دے۔اس بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں، کثرت سے دودھ دیا اور فرمانبردار ہوگئی۔آپ ﷺ نے ان کا وہ برتن مانگا جو ساری قوم کو سیراب کردے۔اس میں آپ ﷺ نے دودھ کو سیلاب کی طرح دوہا یہاں تک کہ کف اس کے اوپر آ گیا۔آپ ﷺ نے اسے پلایا، اُم معبد نے پیا یہاں تک کہ وہ بھی سیراب ہوگئیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اصحاب کو پلایا، وہ بھی سیراب ہوگئے۔سب سے آخر میں حضور اکرم ﷺ نے بھی نوش فرمایا اور فرمایا کہ قوم کے ساقی کو سب سے آخر میں پینا چاہیئے۔سب نے ایک بار پینے کے بعد دوبارہ پیا اور خوب سیر ہوگئے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی برتن میں ابتدائی طریقہ پر دوبارہ دودھ دوہا اور اس کو ام معبد کے پاس چھوڑ دیا۔

اس حدیث کو امام طبرانی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

ہرنیوں کا حضور نبی اکرم ﷺ سے شکاری کی شکایت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، قَالَ :مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ قَدْ صَادُوا ظَبْيَةً ، فَشَدُّوهَا إِلَى عَمُودِ الْفُسْطَاطِ ، فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنِّي وَضَعْتُ وَلِي خِشْفَانِ ، فَاسْتَأْذِنْ لِي أَنْ أُرْضِعَهُمَا ، ثُمَّ أَعُودَ إِلَيْهِمْ ، فَقَالَ :أَيْنَ صَاحِبُ هَذِهِ ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ :نَحْنُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :خَلُّوا عَنْهَا حَتَّى تَأْتِيَ خِشْفَيْهَا تُرْضِعُهُمَا ، وَتَأْتِيَ إِلَيْكُمْ ، قَالُوا :وَمَنْ لَنَا بِذَلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ :أَنَا، فَأَطْلَقُوهَا فَذَهَبَتْ ، فَأَرْضَعَتْ ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَيْهِمْ ، فَأَوْثَقُوهَا، فَمَرَّ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ :أَيْنَ أَصْحَابُ هَذِهِ ؟

Marfat.com

قَالُوا :هُوَ ذَا نَحْنُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَالَ :تَبِيعُونَهَا ؟ قَالُوا :يَا رَسُولَ اللّٰهِ هِيَ لَکَ ، فَخَلُّوا عَنْهَا ، فَأَطْلَقُوهَا فَذَهَبَتْ.(٦)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک گروہ کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے ایک ہرنی کو شکار کر کے ایک بانس کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ اس ہرنی نے عرض کیا :یارسول اللہ !میرے دو چھوٹے بچے ہیں جنہیں میں نے حال ہی میں جنا ہے۔ پس آپ ﷺ مجھے ان سے اجازت دلوادیں کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا :اس کا مالک کہاں ہے؟

اس گروہ نے کہا :یارسول اللہ، ہم اس کے مالک ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر تمہارے پاس واپس آجائے۔ انہوں نے عرض کیا :یارسول اللہ !اس کی واپسی کی ہمیں کون ضمانت دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں۔ انہوں نے ہرنی کو چھوڑ دیا پس وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس لوٹ آئی۔ انہوں نے اسے پھر باندھ دیا۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ دوبارہ ان لوگوں کے پاس سے گزرے اور ان سے پوچھا :اس کا مالک کہاں ہے؟

اس گروہ نے عرض کیا یارسول اللہ !وہ ہم ہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : کیا تم اس ہرنی کو مجھے فروخت کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا :یارسول اللہ !یہ آپ ہی کی ہے۔ پس انہوں نے اسے کھول کر آزاد کر دیا اور وہ چلی گئی۔ اس حدیث ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے ادب میں گھوڑے کی رفتار میں تیزی

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی الله عنه قَالَ :کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم أَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ نَاسٌ قِبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّاهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم رَاجِعًا وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ فِي

Marfat.com

عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا قَالَ :وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ قَالَ: وَكَانَ فَرَسًا يُبَطَّأُ .(۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہلِ مدینہ (ایک دہشت ناک آواز کی وجہ سے) خوف زدہ ہوگئے۔ صحابہ کرام اس آواز کی طرف گئے۔ راستہ میں اُنہیں حضور نبی اکرم ﷺ اس جگہ سے واپس آتے ہوئے ملے، آپ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔

آپ کی گردن مبارک میں تلوار (لٹک رہی) تھی اور آپ فرما رہے تھے !تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا، تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے اس (گھوڑے) کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا، یا وہ سمندر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ گھوڑا بہت آہستہ چلتا تھا (مگر حضور ﷺ کے اس پر سوار ہونے کی برکت سے یہ نہایت تیز رفتار ہوگیا)۔

آپ ﷺ کی برکت سے دراز گوش کی رفتار میں تیزی

عَنْ عِصْمَةَ بْنِ مَالِكٍ الْخَطْمِيِّ رضی الله عنه قَالَ :زَارَنَا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم إِلَى قُبَاءِ .فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْجِعَ جِئْنَاهُ بِحِمَارٍ قَحَاطِيِّ قَطُوْفٍ فَرَكِبَهُ .قُلْنَا :يَا رَسُوْلَ اللهِ، هٰذَا غُلَامٌ يَأْتِي مَعَكَ يَرُدُّ الدَّابَةَ .قَالَ: صَاحِبُ الدَّابَةِ أَحَقُّ بِصَدْرِهَا .قُلْنَا :يَا رَسُوْلَ اللهِ، ارْكَبْ وَرُدَّهَا لَنَا .فَذَهَبَ فَرَدَّهُ عَلَيْنَا وَهُوَ هِمْلَاجٌ مَا يُسَايَرُ.(۸)

حضرت عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ قباء کی طرف ہمارے پاس تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ نے واپس لوٹنے کا ارادہ فرمایا تو ہم آپ کے پاس ایک انتہائی خستہ حال اور سست رفتار دراز گوش (گدھا) لائے۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے۔ ہم نے عرض کیا :یا رسول اللہ !یہ لڑکا آپ کے ساتھ آتا ہے تاکہ جانور واپس لے

Marfat.com

آئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جانور کا مالک اس کے اگلے حصہ کا زیادہ حقدار ہے (کہ وہ آگے بیٹھے)۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس پر (صرف آپ ہی) سوار ہو جائیں اور پھر اسے ہماری طرف لوٹا دیں۔

آپ ﷺ (اس پر سوار ہوکر) چلے گئے اور جب ہمیں وہ جانور لوٹایا تو (آپ ﷺ کی برکت سے) وہ اس قدر تیز رفتار ہو چکا تھا کہ اس کا مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

دراز گوش کا فراقِ مصطفیٰ ﷺ میں کنواں میں چھلانگ لگانا

عَنْ أَبِي مَنْظُوْرٍ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیه واله وسلم يَعْنِي خَيْبَرَ أَصَابَ فِيْهَا حِمَارًا أَسْوَدَ، مُكَبَّلًا قَالَ: فَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیه واله وسلم الْحِمَارَ فَكَلَّمَهُ الْحِمَارُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه واله وسلم: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: يَزِيْدُ بْنُ شِهَابٍ أَخْرَجَ اللهُ تَعَالَى مِنْ نَسْلِ جَدِّي سِتِّيْنَ حِمَارًا كُلُّهُمْ لَا يَرْكَبُهُمْ إِلَّا نَبِيٌّ قَدْ كُنْتُ أَتَوَقَّعُكَ أَنْ تَرْكَبَنِي لَمْ يَبْقَ مِنْ نَسْلِ جَدِّي غَيْرِي وَلَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرُكَ. قَدْ كُنْتُ قَبْلَكَ لِرَجُلٍ يَهُوْدِيٍّ وَكُنْتُ أَتَعَثَّرُ بِهِ عَمَدًا، وَكَانَ يُجِيْعُ بَطْنِي وَيَضْرِبُ ظَهْرِي، قَالَ:

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه واله وسلم فَأَنْتَ يَعْفُوْرُ. يَا يَعْفُوْرُ، قَالَ: لَبَّيْكَ قَالَ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیه واله وسلم يَرْكَبُهُ فِي حَاجَتِهِ وَإِذَا نَزَلَ عَنْهُ بَعَثَ بِهِ إِلَى بَابِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْبَابَ فَيَقْرَعُهُ بِرَأْسِهِ، فَإِذَا خَرَجَ إِلَيْهِ صَاحِبُ الدَّارِ أَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ أَجِبْ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیه واله وسلم، فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه واله وسلم جَاءَ إِلَى بِئْرٍ كَانَتْ لِأَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ فَتَرَدَّى فِيْهَا جَزَعًا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیه واله وسلم فَصَارَتْ قَبْرَهُ.(۹)

ابو منظور بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو

Marfat.com

آپ ﷺ نے مالِ غنیمت میں ایک سیاہ گدھا پایا اور وہ پا بہ زنجیر تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس سے کلام فرمایا تو اس نے بھی آپ ﷺ سے کلام کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: میرا نام یزید بن شہاب ہے، اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے، ان میں سے ہر ایک پر سوائے نبی کے کوئی سوار نہیں ہوا۔ میں توقع کرتا تھا کہ آپ مجھ پر سوار ہوں، کیونکہ میرے دادا کی نسل میں سوائے میرے کوئی باقی نہیں رہا اور انبیاء کرام میں سوائے آپ کے کوئی باقی نہیں رہا۔ میں آپ سے پہلے ایک یہودی کے پاس تھا، میں اسے جان بوجھ کر گرا دیتا تھا۔ وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مجھے مارتا پیٹتا تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: آج سے تیرا نام یعفور ہے۔ اے یعفور! اس نے لبیک کہا راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ اس پر سواری فرمایا کرتے تھے اور جب اس سے نیچے تشریف لاتے تو اسے کسی شخص کی طرف بھیج دیتے۔ وہ دروازے پر آتا اسے اپنے سر سے کھٹکھٹاتا اور جب گھر والا باہر آتا تو وہ اسے اشارہ کرتا کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بات سنے۔ پس جب حضور نبی اکرم ﷺ اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما گئے تو وہ ابوہیثم بن تیہان کے کنویں پر آیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کے فراق کے غم میں اس میں کود پڑا۔ وہ کنواں اس کی قبر بن گیا۔

شیر کا غلام مصطفیٰ ﷺ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا ادب

عَنْ سَفِيْنَةَ رضی الله عنه قَالَ: رَكِبْتُ الْبَحْرَ فِي سَفِيْنَةٍ فَانْكَسَرَتْ فَرَكِبْتُ لَوْحًا مِنْهَا فَطَرَحَنِي فِي أَجَمَةٍ فِيْهَا أَسَدٌ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا بِهِ. فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْحَارِثِ، أَنَا مَوْلَى رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم. فَطَأْطَأَ رَأْسَهُ وَغَمَزَ بِمَنْكِبِهِ شِقِّي. فَمَا زَالَ يَغْمِزُنِي وَيَهْدِيْنِي إِلَى الطَّرِيْقِ حَتَّى وَضَعَنِي عَلَى الطَّرِيْقِ. فَلَمَّا وَضَعَنِي هَمْهَمَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوَدِّعُنِي.(١٠)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا۔ وہ کشتی

Marfat.com

ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ اس نے مجھے ایک ایسی جگہ پھینک دیا جو شیر کی کچھار تھی۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا کہ وہ (شیر) سامنے تھا۔

میں نے کہا: اے ابوالحارث (شیر کی کنیت) میں حضور نبی اکرم ﷺ کا غلام ہوں۔ تو اس نے فوراً اپنا سر خم کر دیا اور اپنے کندھے سے مجھے اشارہ کیا اور وہ اس وقت تک مجھے اشارہ اور رہنمائی کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجھے صحیح راہ پر نہ ڈال دیا۔ پھر جب اس نے مجھے صحیح راہ پر ڈال دیا تو وہ دھیمی آواز میں غرایا۔ سو میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم، طبرانی، اور بخاری نے تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے اور حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

بھیڑیا کا قبول اسلام کے لئے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آنا

عَنْ أُهْبَانَ بْنِ أَوْسٍ: كُنْتُ فِي غَنَمٍ لِي، فَكَلَّمَهُ الذِّئْبُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه واله وسلم فَأَسْلَمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْكَبِيرِ. (11)

حضرت اُھبان بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنی بکریوں کے پاس تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور اس نے مجھ سے (حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے متعلق) کلام کیا۔ پس وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں روایت کیا ہے۔

بھڑیے کا حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کرنے کا ادب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ: جَاءَ الذِّئْبُ فَأَقْعَى بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صلى الله عليه واله وسلم ثُمَّ بَصْبَصَ بِذَنَبِهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم: هٰذَا الذِّئْبُ وَهُوَ وَافِدُ الذِّئَابِ. فَهَلْ تَرَوْنَ أَنْ تَجْعَلُوْا لَهُ مِنْ أَمْوَالِكُمْ شَيْئًا؟ قَالَ: فَقَالُوْا بِأَجْمَعِهِمْ: لَا وَاللهِ، مَا نَجْعَلُ لَهُ شَيْئًا.

قَالَ: وَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ حَجَرًا فَرَمَاهُ، فَأَدْبَرَ الذِّئْبُ وَلَهُ عُوَاءٌ.

Marfat.com

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم :الذِّئْبُ وَمَا الذِّئْبُ .(۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :ایک بھیڑیا آیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنی دم ہلانے لگا۔حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :یہ بھیڑیا دیگر بھیڑیوں کا نمائندہ بن کر تمہارے پاس آیا ہے۔کیا تم ان کے لئے اپنے مال سے کچھ حصہ مقرر کرتے ہو؟

صحابہ کرام نے بیک زبان کہا :خدا کی قسم !ہم ایسا نہیں کریں گے۔ایک شخص نے پتھر اٹھایا اور اس بھیڑیئے کو دے مارا۔بھیڑیا مڑا اور غراتا ہوا بھاگ گیا۔حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :واہ کیا بھیڑیا تھا،واہ کیا بھیڑیا تھا۔ اس حدیث کو امام ابن راہویہ نے روایت کیا ہے۔

جنگل میں بیل کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں ساکت کھڑے رہنا

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ :كَانَ لِآلِ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم وَحْشٌ .فَإِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم لَعِبَ وَاشْتَدَّ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ .فَإِذَا أَحَسَّ بِرَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم قَدْ دَخَلَ، رَبَضَ فَلَمْ يَتَرَمْرَمْ، مَا دَامَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم فِي الْبَيْتِ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يُؤْذِيَهُ .(۱۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی آل (یعنی اہلِ بیت) کے لئے ایک بیل رکھا گیا۔جب حضور نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لاتے تو وہ کھیلتا کودتا اور (خوشی سے) جوش میں آ جاتا اور (حالتِ وجد میں) کبھی آگے بڑھتا اور کبھی پیچھے آتا۔اور جب وہ یہ محسوس کرتا کہ حضور نبی اکرم ﷺ اندر تشریف لے گئے ہیں تو پھر ساکت کھڑا ہو جاتا اور کوئی حرکت نہ کرتا جب تک کہ آپ ﷺ گھر میں موجود رہتے اس ڈر سے کہ کہیں آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔

اس حدیث کو امام احمد اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

پرندوں کے ذریعے موذی جانوروں سے آپ ﷺ کی حفاظت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ أَبْعَدَ الْمَشْيَ فَانْطَلَقَ ذَاتَ يَوْمٍ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَبِسَ أَحَدَ خُفَّيْهِ فَجَاءَ طَائِرٌ أَخْضَرُ فَأَخَذَ الْخُفَّ الْآخَرَ فَارْتَفَعَ بِهِ ثُمَّ أَلْقَاهُ فَخَرَجَ مِنْهُ أَسْوَدُ سَالِخٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم: هَذِهِ كَرَامَةٌ أَكْرَمَنِيَ اللهُ بِهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم: اَللّٰهُمَّ، إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَنْ يَمْشِي عَلَى بَطْنِهِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ يَمْشِي عَلَى رِجْلَيْنِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ يَمْشِي عَلَى أَرْبَعٍ. (۱۴)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو آبادی سے دور تشریف لے جاتے۔ آپ ﷺ ایک دن قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے پھر وضو فرمایا اور اپنے دو موزوں میں سے ایک موزہ پہنا کہ اچانک ایک سبز پرندہ آیا اور آپ ﷺ کا دوسرا موزہ لے اڑا، پھر اسے نیچے پھینکا تو اس میں سے ایک سیاہ سانپ نکلا (اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی اس موذی جانور سے حفاظت فرمائی)

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے میری تکریم فرمائی ہے۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ہر اس (موذی جانور) سے جو پیٹ کے بل چلتا ہے اور ہر اس کے شر سے جو دو ٹانگوں پر چلتا ہے اور اس کے شر سے جو چار ٹانگوں پر چلتا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم بِخُفَّيْهِ، يَلْبَسُهُمَا فَلَبِسَ أَحَدَهُمَا، ثُمَّ جَاءَ غُرَابٌ فَاحْتَمَلَ الْآخَرَ فَرَمَى بِهِ، فَخَرَجَتْ مِنْهُ حَيَّةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ

Marfat.com

الآخِرِ فَلا يَلْبَسْ خُفَّيْهِ حَتّى يَنْفُضَهُمَا .(١٥)

حضرت ابو اُمامہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں موزے پہننے کے لیے منگوائے۔ آپ ﷺ نے ایک موزہ پہنا تھا کہ ایک کوا آیا اور دوسرا موزہ اُٹھا کر لے گیا اور اُوپر جا کر پھینک دیا۔ اس موزے میں سے ایک سانپ نکلا، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے موزے جھاڑے بغیر نہ پہنے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

اونٹ کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں سجدہ کرنا

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم كَانَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهُ .فَقَالَ أَصْحَابُهُ :يَا رَسُوْلَ اللهِ، تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ .فَقَالَ :اعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَأَكْرِمُوْا أَخَاكُمْ .وَلَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا .وَلَوْ أَمَرَهَا أَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ أَصْفَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَبْيَضَ، كَانَ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَفْعَلَهُ .(١٦)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اُونٹ آیا اور آپ ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ صحابہ کرام نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں جبکہ ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ اگر میں کسی فردِ بشر کو حکم دیتا کہ وہ کسی اور کو سجدہ کرے تو میں ضرور عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اور اگر شوہر اسے حکم دے کہ وہ زرد پہاڑ کو سیاہ پہاڑ تک اور سیاہ پہاڑ کو سفید پہاڑ تک لے جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایسا کرے۔

Marfat.com

سرکش اونٹ کا حضور اکرم ﷺ کے ادب میں بیٹھ جانا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنهما قَالَ :أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیه واله وسلم مِنْ سَفَرٍ حَتّٰی إِذَا دَفَعْنَا إِلٰی حَائِطٍ مِنْ حِیْطَانِ بَنِی النَّجَّارِ إِذَا فِیْهِ جَمَلٌ لَا یَدْخُلُ الْحَائِطَ أَحَدٌ إِلَّا شَدَّ عَلَیْهِ .قَالَ :فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیه واله وسلم فَجَاءَ حَتّٰی أَتَی الْحَائِطَ .فَدَعَا الْبَعِیْرَ، فَجَاءَ وَاضِعًا مِشْفَرَهُ إِلَی الْأَرْضِ حَتّٰی بَرَکَ بَیْنَ یَدَیْهِ .قَالَ :فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه واله وسلم : هَاتُوْا خِطَامًا .فَخَطَمَهُ وَدَفَعَهُ إِلٰی صَاحِبِهِ .قَالَ :ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَی النَّاسِ قَالَ :إِنَّهُ لَیْسَ شَیْءٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا یَعْلَمُ أَنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ إِلَّا عَاصِیَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ.(۱۷)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں : ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر سے واپس آئے۔ راستے میں ہم بنو نجار کے ایک باغ میں پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ باغ میں ایک سرکش اونٹ ہے جو باغ میں کسی کو داخل نہیں ہونے دیتا اور جو باغ میں داخل ہونا چاہے اس پر حملہ کر دیتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے اس بات کا ذکر حضور نبی اکرم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور باغ میں داخل ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اونٹ کو بلایا تو وہ اپنی گردن کو زمین کے ساتھ گھسیٹتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : اس کی لگام لاؤ۔ آپ ﷺ نے اسے لگام دی اور اسے اس کے مالک کے سپرد کر دیا۔ پھر آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا : بے شک زمین و آسمان میں سوائے سرکش جنوں اور انسانوں کے کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ تسلیم نہ کرتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔سنن ابی داود، کتاب الجهاد ، ج۳،ص:۲۳

۱. المسنداحمدبن حنبل،ج، ا ص،۲۰۵

۲. المسنداحمدبن حنبل،ج،۵،ص:۴۳

۲. مجمع الزواهد،ج،۳،ص:۲۵

۳.المستدرک علی الصحیحین ،۲،۶۷۶،الرقم ،۴۲۳۶

۴. ۱. دلائل النبوه ،ج۲،ص:۳۷۹،

۲. دلائل النبوه،ج، ا ،ص:۱۲۹ ،الرقم :۱۳۹

۳. الاحادیث،المختاره ،ج۶،ص:۱۳۰ الرقم ،۲۱۲۹،

۵. ۱. المعجم الکبیر،ج۴،ص:۱۴۸،الرقم،:۳۶۰۵

۲.المستدرک علی الصحیحین ،ج۳،ص:۱۰،الرقم ۴۲۷۴،

۶.المعجم الاسط،ج۶،ص:۳۵۸،

۱۔شمائل الرسول ﷺ،۳۴۷

۷۔الجامع الصحیح(المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله ﷺ)،کتاب الجهاد والسیر،باب الحمائل تعلیق السیف بالعق ،۳،ص:۶۵

۸. المعجم الکبیر،ج،۱۷،ص:۱۷۸

۲.مجمع الزاوئد،ج،۸،ص:۱۰۷

۹۔۱۔تاریخ مدینہ دمشق،ج،۴،ص:۲۳۲،

۲. البدایه والنهایه ،ج،۶،ص:۱۵۱

۱۰۔المستدرک علی الصحیحین،ج۲،ص:۶۷۵،الرقم:۴۲۳۵

۱۰. المعجم الکبیر،ج،۷،ص:۸۰

Marfat.com

١١۔التاریخ الکبیر،ج،٢،ص:٤٤،

١٢. ١ .ابن راحویه فی المسند، ج ١،ص: ٢٦٩،

٢ .دلائل البنوه ،ج،٦،ص: ٤٠

١٣ .المسند احمد بن حنبل، ج،٦،ص: ١١٢ ،الرقم، ٢٤٨٦٢،

٢ . شرح معانی الآثار، ج٤،ص: ١٩٥

١٤ .معجم الکبیر، ج،٨،ص: ١٣٧ ،الرقم، ٨٦٢٠

١ . مجع الزاوائد، ج، ١،ص: ٢٠٣

١٥ .العجم الکبیر ج،٨،ص: ١٣٧ ،الرقم، ٨٦٢٠

١٦ .السنن ،الکبری، ج،٧،ص: ٢٩١

١٧ ۔ المسنداحمدبن حنبل ،ج،٣،ص: ١٣١،الرقم،١٤٣٧٢

١٨ .الجامع الصحیح(المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله ﷺ)، کتاب الجهاد والسیر،بَاب الْحَمَائِلِ وَتَعْلِيقِ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ،٣،ص: ١٠٦٥

١٩ .تاریخ مدینه دمشق : ج،٤ ص، ٢٣٢

البدایة و النهایة : ج ٦ ،ص ١٥١

Marfat.com

Marfat.com

بابِ ششم

نباتات، جمادات کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ

کھجور کے تنے کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں رونا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه و اله وسلم كَانَ يَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيُسْنِدُ ظَهْرَهُ إِلَى جِذْعٍ مَنْصُوْبٍ فِي الْمَسْجِدِ فَيَخْطُبُ النَّاسَ .فَجَاءَهُ رُوْمِيٌّ فَقَالَ :أَلاَ أَصْنَعُ لَکَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ وَكَأَنَّکَ قَائِمٌ؟ فَصَنَعَ لَهُ مِنْبَرًا لَهُ دَرَجَتَانِ وَيَقْعُدُ عَلَى الثَّالِثَةِ .فَلَمَّا قَعَدَ نَبِيُّ اللهِ صلی الله علیه و اله وسلم عَلَى ذَلِکَ الْمِنْبَرِ، خَارَ الْجِذْعُ كَخُوَارِ الثَّوْرِ حَتَّى ارْتَجَّ الْمَسْجِدُ حُزْنًا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه و اله وسلم .فَنَزَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه و اله وسلم مِنَ الْمِنْبَرِ فَالْتَزَمَهُ وَهُوَ يَخُوْرُ .فَلَمَّا الْتَزَمَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه و اله وسلم سَكَنَ، ثُمَّ قَالَ :أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ لَمْ أَلْتَزِمْهُ لَمَا زَالَ هَكَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، حُزْنًا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه و اله وسلم .فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه و اله وسلم فَدُفِنَ .(١)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ جمعہ کے دن مسجد میں نصب شدہ ایک کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو جاتے اور لوگوں سے خطاب فرماتے۔ ایک رومی صحابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: (یارسول اللہ!) کیا میں آپ کے لئے ایسی چیز تیار نہ کرلاؤں کہ آپ اس پر بیٹھ جائیں اور یوں محسوس ہو کہ آپ قیام فرما ہیں پس اس نے آپ ﷺ کے لئے منبر تیار کیا۔ اس منبر کے درجے تھے۔ اور آپ ﷺ تیسرے درجہ پر جلوہ افروز ہوئے۔

جب حضور نبی اکرم ﷺ (پہلی مرتبہ) اس منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ کھجور کا تنا

Marfat.com

(جس کے ساتھ آپ ﷺ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے) حضور نبی اکرم ﷺ کی جدائی کی وجہ سے بیل جیسی آواز نکالنے لگا یہاں تک کہ پوری مسجد اس کی آواز سے غمگین ہوگئی۔ حضور نبی اکرم ﷺ اس کی خاطر منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اس کے پاس گئے اور اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا جبکہ وہ بلبلا رہا تھا۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنے ساتھ لگایا تو وہ پرسکون ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میں اسے اپنے ساتھ نہ ملاتا تو یہ اللہ کے رسول کے غم کی وجہ سے قیامت تک اسی طرح روتا رہتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم فرمایا تو اسے دفن کر دیا گیا۔

درخت کا بارگاہ رسالت ﷺ میں ادب کے طور پر سایہ (پردہ) کرنا

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه واله وسلم فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ حَاجَتَهُ فَقَالَ لِي: ائْتِ تِلْكَ الْأَشَائَتَيْنِ قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي النَّخْلَ الصِّغَارَ فَقُلْ لَهُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم يَأْمُرُكُمَا أَنْ تَجْتَمِعَا فَاجْتَمَعَتَا فَاسْتَتَرَ بِهِمَا فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ قَالَ لِي: ائْتِهِمَا فَقُلْ لَهُمَا لِتَرْجِعْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا إِلَى مَكَانِهَا فَقُلْتُ لَهُمَا: فَرَجَعَتَا.

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ. (۲)

یعلی بن مرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے حاجت کے لیے جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو مجھ سے فرمایا: ان دو درختوں کو بلا لاؤ۔ وکیع فرماتے ہیں کہ چھوٹے کھجور کے درختوں کو۔ مرہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا تمہیں رسول اللہ ﷺ حکم دیتے ہیں کہ ایک جگہ جمع ہو جاؤ۔ وہ دونوں جمع ہوگئے اور آپ ﷺ نے ان کے ذریعہ پردہ فرمایا۔ جب آپ ﷺ حاجت سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا: جاؤ ان دونوں سے کہو کہ اپنی جگہ پر لوٹ جائیں، میں نے ان سے جا کر کہا وہ اپنی جگہ واپس چلے گئے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ کی روایت کیا ہے۔

Marfat.com

عَنْ يَعْلَى بْنِ سِيَابَةَ رضی الله عنه قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی الله عليه واله وسلم فِي مَسِيْرٍ لَهُ، فَأَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ حَاجَةً، فَأَمَرَ وَدْيَتَيْنِ فَانْضَمَّتْ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى، ثُمَّ أَمَرَهُمَا فَرَجَعَتَا إِلَى مَنَابَتِهِمَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ.(۳)

حضرت یعلی بن سیابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک سفر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ نے ایک جگہ قضائے حاجت کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے کھجور کے درختوں کو حکم دیا۔ وہ آپ کے حکم سے ایک دوسرے سے مل گئے (اور آپ ﷺ کے لیے پردہ بن گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے پیچھے قضائے حاجت فرمائی)۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں دوبارہ حکم دیا تو وہ اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔

درخت کا حضور اکرم ﷺ کے حکم پر بارگاہ میں حاضر ہونا

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ رضی الله عنه قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَنَامَ النَّبِيُّ صلی الله عليه واله وسلم، فَجَاءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْأَرْضَ حَتَّى غَشِيَتْهُ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَكَانِهَا. فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ ذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: هِيَ شَجَرَةٌ اسْتَأْذَنَتْ رَبَّهَا ل أَنْ تُسَلِّمَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی الله عليه واله وسلم فَأَذِنَ لَهَا.(۴)

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم روانہ ہوئے اور ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ وہاں محو استراحت ہوگئے۔ اتنے میں ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ پر سایہ فگن ہوگیا پھر کچھ دیر بعد وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس درخت نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی بارگاہ میں سلام عرض کرے، پس اس نے اسے اجازت دے دی۔

اس حدیث کو امام احمد اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ إِلَى

Marfat.com

النَّبِيّ صلى الله عليه واله وسلم كَأَنَّهُ يُدَاوِى وَيُعَالِجُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ تَقُوْلُ أَشْيَاءَ؛ هَلْ لَكَ أَنْ أُدَاوِيَكَ؟ قَالَ: فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم إِلَى اللهِ ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ أَنْ أُرِيَكَ آيَةً؟ وَعِنْدَهُ نَخْلٌ وَشَجَرٌ. فَدَعَا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم عِذْقًا مِنْهَا، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ وَهُوَ يَسْجُدُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَسْجُدُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ صلى الله عليه واله وسلم، فَقَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ. ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم: ارْجِعْ إِلَى مَكَانِكَ. فَقَالَ الْعَامِرِيُّ: وَاللهِ، لَا أُكَذِّبُكَ بِشَيْءٍ تَقُوْلُهُ أَبَدًا، ثُمَّ قَالَ: يَا آلَ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ، وَاللهِ، لَا أُكَذِّبُهُ بِشَيْءٍ.(۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: قبیلہ بنو عامر کا ایک شخص حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ وہ شخص علاج معالجہ کرنے والا (حکیم) دکھائی دیتا تھا۔ پس اس نے کہا: اے محمد! آپ بہت سی (نئی) چیزیں (امورِ دین میں سے) بیان کرتے ہیں۔ (پھر اس نے ازراہ تمسخر کہا:) کیا آپ کو اس چیز کی حاجت ہے کہ میں آپ کا علاج کروں؟ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے اللہ کے دین کی دعوت دی پھر فرمایا:

کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کوئی معجزہ دکھاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس کھجور اور کچھ اور درخت تھے۔ آپ ﷺ نے کھجور کی ایک شاخوں والی ٹہنی کو اپنی طرف بلایا، وہ ٹہنی (کھجور سے جدا ہو کر) آپ کی طرف سجدہ کرتے اور سر اٹھاتے، سجدہ کرتے اور پھر سر اٹھاتے ہوئے بڑھی یہاں تک کہ آپ کے قریب پہنچ گئی، پھر آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ واپس چلی جائے۔ (یہ واقع دیکھ کر) قبیلہ بنو عامر کے اس شخص نے کہا: خدا کی قسم! میں کبھی بھی کسی شے میں بھی آپ کی تکذیب نہیں کروں گا جو آپ فرماتے ہیں۔ پھر اس نے برملا اعلان کر کے کہا: اے آلِ عامر بن صعصعہ! اللہ کی قسم! میں انہیں (یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کو) آئندہ کسی چیز میں نہیں جھٹلاؤں گا۔

Marfat.com

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ فی روایۃ طویلۃ قَالَ :سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰی نَزَلَ وَادِيًا أَفْيَحَ .فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقْضِي حَاجَتَهُ .فَاتَّبَعْتُهُ بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ .فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهِ فَإِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِي .فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِلَى إِحْدَاهُمَا فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا . فَقَالَ :انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللهِ .فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ، الَّذِي يُصَانِعُ قَائِدَهُ .حَتّٰى أَتَى الشَّجَرَةَ الْأُخْرَى .فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا .فَقَالَ :انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَذٰلِكَ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا، قَالَ :الْتَئِمَا عَلَيَّ بِإِذْنِ اللهِ فَالْتَأَمَتَا .فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي .فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ، فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُقْبِلًا .وَإِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا .فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلَى سَاقٍ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :يَا جَابِرُ، هَلْ رَأَيْتَ مَقَامِي؟

قُلْتُ :نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ :فَانْطَلِقْ إِلَى الشَّجَرَتَيْنِ فَاقْطَعْ مِنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا غُصْنًا .فَأَقْبِلْ بِهِمَا .حَتّٰى إِذَا قُمْتَ مَقَامِي فَأَرْسِلْ غُصْنًا عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ يَسَارِكَ .قَالَ جَابِرٌ :فَقُمْتُ فَأَخَذْتُ حَجَرًا فَكَسَرْتُهُ وَحَسَرْتُهُ. فَانْذَلَقَ لِي .فَأَتَيْتُ الشَّجَرَتَيْنِ فَقَطَعْتُ مِنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا غُصْنًا .ثُمَّ أَقْبَلْتُ أَجُرُّهُمَا حَتّٰى قُمْتُ مَقَامَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، أَرْسَلْتُ غُصْنًا عَنْ يَمِيْنِي وَغُصْنًا عَنْ يَسَارِي، ثُمَّ لَحِقْتُهُ فَقُلْتُ :قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَعَمَّ ذَاكَ؟ قَالَ :إِنِّي مَرَرْتُ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ .فَأَحْبَبْتُ :بِشَفَاعَتِي، أَنْ يُرَفَّهَ عَنْهُمَا مَا دَامَ الْغُصْنَانِ رَطْبَيْنِ الحديث .(٦)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ (ایک

Marfat.com

غزوہ) کے سفر پر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم ایک کشادہ وادی میں پہنچے۔ حضور نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں پانی وغیرہ لے کر آپ ﷺ کے پیچھے گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے (اردگرد) دیکھا لیکن آپ ﷺ کو پردہ کے لئے کوئی چیز نظر نہ آئی، وادی کے کنارے دو درخت تھے، حضور نبی اکرم ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری اطاعت کر۔ وہ درخت اس اونٹ کی طرح آپ ﷺ کا فرمانبردار ہوگیا جس کی ناک میں نکیل ہو اور وہ اپنے ہانکنے والے کے تابع ہوتا ہے پھر آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑ کر فرمایا: اللہ کے اذن سے میری اطاعت کر، وہ درخت بھی پہلے درخت کی طرح آپ ﷺ کے تابع ہوگیا یہاں تک کہ جب آپ ﷺ دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو آپ ﷺ نے ان دونوں درختوں کو ملا دیا اور فرمایا: اللہ کے اذن سے جڑ جاؤ، سو وہ دونوں درخت جڑ گئے۔ میں وہاں بیٹھا اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا، میں نے اچانک دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت اپنے اپنے سابقہ اصل مقام پر کھڑے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! تم نے وہ مقام دیکھا تھا جہاں میں کھڑا تھا۔ میں نے عرض کیا: جی! یا رسول اللہ! فرمایا: ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک شاخ کاٹ کر لاؤ اور جب اس جگہ پہنچو جہاں میں کھڑا تھا تو ایک شاخ اپنی دائیں جانب اور ایک شاخ اپنی بائیں جانب ڈال دینا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہو کر ایک پتھر توڑا اور تیز کیا، پھر میں ان درختوں کے پاس گیا اور ہر ایک سے ایک شاخ توڑی، پھر میں انہیں گھسیٹ کر حضور نبی اکرم ﷺ کے کھڑے ہونے کی جگہ لایا اس جگہ ایک شاخ دائیں جانب اور ایک شاخ بائیں جانب ڈال دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کے حکم پر عمل کر دیا ہے۔ مگر اس عمل کا سبب کیا ہے؟ آپ

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا: میں اس جگہ دو قبروں کے پاس سے گزرا جن میں قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا، میں نے چاہا کہ میری شفاعت کے سبب جب تک وہ شاخیں سرسبز و تازہ رہیں ان کے عذاب میں کمی رہے۔ اس حدیث کو امام مسلم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

کھجور کے گچھے کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فَقَالَ: بِمَا أَعْرِفُ أَنَّکَ نَبِیٌّ؟ قَالَ: إِنْ دَعَوْتُ ھَذَا الْعِذْقَ مِنْ ھَذِہِ النَّخْلَةِ، أَتَشْھَدُ أَنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ؟ فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فَجَعَلَ یَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتَّی سَقَطَ إِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثُمَّ قَالَ: ارْجِعْ. فَعَادَ، فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِیُّ.

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْحَاکِمُ وَالطَّبَرَانِیُّ وَالْبُخَارِیُّ فِی الْکَبِیْرِ. وَقَالَ أَبُوْعِیْسَی: ھَذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. وَقَالَ الْحَاکِمُ: ھَذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ.(۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے کیسے علم ہوگا کہ آپ نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کھجور کے اس درخت کے اس گچھے کو بلاؤں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟

پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں آ گرا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: واپس چلے جاؤ۔ تو وہ واپس چلا گیا۔ اس اعرابی نے یہ دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔

اس حدیث کو امام ترمذی، طبرانی اور بخاری نے التاریخ الکبیر میں روایت کیا ہے اور امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

عَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَنَامَ

Marfat.com

النَّبِیُّ صلی اللہ علیه واله وسلم ، فَجَاءَ تْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْأَرْضَ حَتّٰی غَشِیَتْهُ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلٰی مَکَانِهَا .فَلَمَّا اسْتَیْقَظَ ذَکَرْتُ لَهُ، فَقَالَ :هِیَ شَجَرَةٌ اسْتَأْذَنَتْ رَبَّهَا لِ أَنْ تُسَلِّمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیه واله وسلم فَأَذِنَ لَهَا .(۸)

حضرت یعلی بن مروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم روانہ ہوئے اور ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ وہاں محو استراحت ہو گئے۔ اتنے میں ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ پر سایہ فگن ہو گیا پھر کچھ دیر بعد وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس درخت نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی بارگاہ میں سلام عرض کرے، پس اس نے اسے اجازت دے دی۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

اُحد پہاڑ کا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں ادب

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنه قَالَ :صَعِدَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه واله وسلم إِلٰی أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ .فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ :اثْبُتْ أُحُدُ .فَمَا عَلَیْکَ إِلَّا نَبِیٌّ أَوْ صِدِّیْقٌ أَوْ شَهِیْدَانِ.(۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ کوہِ اُحد پر چڑھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان تھے۔

پہاڑ کو وجد آیا تو آپ ﷺ نے اسے اپنے پاؤں کے ساتھ ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا: اُحد ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں۔

اس حدیث کو امام بخاری، ابن حبان اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حرا پہاڑ کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم: اهْدَأْ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.(١٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ حرا پہاڑ پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی تھے۔

اتنے میں پہاڑ نے حرکت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا، کیونکہ تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی نہیں ہے۔

اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

سفرِ شام کے دوران درختوں اور پہاڑوں کا ادب بجالانا

عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضى الله عنه قَالَ: خَرَجَ أَبُوْ طَالِبٍ إِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم فِي أَشْيَاخٍ مِنْ قُرَيْشٍ. فَلَمَّا أَشْرَفُوْا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطَ فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوْا قَبْلَ ذَلِكَ يَمُرُّوْنَ بِهِ فَلَا يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَلْتَفِتُ. قَالَ: فَهُمْ يَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ، فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتَّى جَاءَ فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم وَقَالَ: هَذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ، هَذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، يَبْعَثُهُ اللهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ. فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ: مَا عِلْمُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّكُمْ حِيْنَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيٍّ الحديث.

Marfat.com

وَقَالَ أَبُوْ عِيْسَى :هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ، وَقَالَ الْحَاكِمُ :هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.(11)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں : حضرت ابو طالب روسائے قریش کے ہمراہ شام کی طرف روانہ ہوئے۔حضور نبی اکرم ﷺ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔راستے میں جب وہ راہب کے پاس پہنچے تو حضرت ابو طالب اپنی سواری سے نیچے اتر آئے۔باقی لوگوں نے بھی اپنے کجاوے کھول دیئے۔راہب ان کی طرف نکلا حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گزرا کرتے تھے لیکن وہ ان کے پاس نہیں آیا کرتا تھا اور نہ ہی ان کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ ابھی کجاوے کھول ہی رہے تھے کہ وہ ان کے درمیان چلنے لگا یہاں تک کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے قریب پہنچا اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا : یہ تمام جہانوں کا سردار اور رب العالمین کا رسول ہے ! وہ انہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث کرے گا۔روسائے قریش نے اس سے پوچھا : تمہیں کس نے بتایا؟اس نے کہا : جب تم لوگ عقبہ سے چلے تو تمام درخت اور پتھر ان کو سجدہ کر رہے تھے اور وہ صرف نبی کو ہی سجدہ کرتے ہیں۔

چاند کا ادب مصطفیٰ ﷺ میں کھیلنا

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ :قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللهِ، دَعَانِي، إِلَى الدُّخُوْلِ فِي دِيْنِكَ أَمَارَةٌ لِنُبُوَّتِكَ رَأَيْتُكَ فِي الْمَهْدِ تُنَاغِي الْقَمَرَ وَتُشِيْرُ بِاصْبَعِكَ فَحَيْثُ أَشَرْتَ إِلَيْهِ مَالَ قَالَ :إِنِّي كُنْتُ أُحَدِّثُهُ وَيُحَدِّثُنِي وَ يُلْهِيْنِي عَنِ الْبُكَاءِ .رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَالسُّيُوْطِيُّ.

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ ! آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والی ایک خاص نشانی نے مجھے آپ کے دین میں

Marfat.com

داخل ہونے کی ترغیب دی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ایام طفولیت میں گھوارے کے اندر چاند کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور انگلی مبارک کے ساتھ جس طرف اشارہ فرمایا کرتے تھے چاند اسی طرف جھک جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس کے ساتھ باتیں کرتا تھا اور وہ میرے ساتھ باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے نہیں دیتا تھا۔ اس حدیث کو امام ابن عساکر اور سیوطی نے روایت کیا ہے۔

ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں سورج کا پلٹنا

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم يُوْحَى إِلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ رضى الله عنه فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم: اَللَّهُمَّ إِنَّ عَلِيًّا فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ أَسْمَاءُ رضى الله عنها: فَرَأَيْتُهَا غَرَبَتْ وَرَأَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ.

رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.(۱۲)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں: میں نے اسے غروب ہوتے ہوئے بھی دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوا۔

بادلوں کا ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں برسنا

عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ: أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هَلَكَتِ الْكُرَاعُ هَلَكَتِ الشَّاءُ فَادْعُ اللهَ يَسْقِيْنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ

Marfat.com

وَدَعَا قَالَ أَنَسٌ :وَإِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيحٌ أَنْشَأَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيَهَا فَخَرَجْنَا نَخُوضُ الْمَاءَ حَتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَقَامَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللهِ، تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ فَادْعُ اللهَ يَحْبِسْهُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ :حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيْلٌ .رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَبُوْ دَاوُدَ.(١٣)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک دفعہ اہل مدینہ (شدید) قحط سے دوچار ہوگئے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! گھوڑے ہلاک ہوگئے، بکریاں مرگئیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمیں پانی مرحمت فرمائے۔ آپ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح صاف تھا لیکن ہوا چلنے لگی، بادل گھر کر جمع ہوگئے اور آسمان نے ایسا اپنا منہ کھولا کہ ہم برستی ہوئی بارش میں اپنے گھروں کو گئے اور متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر (آئندہ جمعہ) وہی شخص یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوکر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! گھر تباہ ہو رہے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اب اس (بارش) کو روک لے۔ تو آپ ﷺ (اس شخص کی بات سن کر) مسکرا پڑے اور (اپنے سرِ اقدس کے اوپر بارش کی طرف انگلی مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ہمیں چھوڑ کر ہمارے گرداگرد برسو۔ تو ہم نے دیکھا کہ اسی وقت بادل مدینہ منورہ کے اوپر سے ہٹ کر یوں چاروں طرف چھٹ گئے گویا وہ تاج ہیں (یعنی تاج کی طرح دائرہ کی شکل میں پھیل گئے)۔

اس حدیث کو امام بخاری، مسلم اور ابوداود نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

١ .الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ، کتاب البیوع، باب المختار، ج ٢، ص: ٣٧٨، الرقم، ١٩٧٩

١ . السنن النسائی، کتاب الجمعہ، باب مقام امام فی الخطبہ، ج، ٣، ص: ١٠٢

٢ .السنن ابن ماجہ، کتاب الطہارہ، جلد ١، ص: ١٢٢، الرقم، ٣٣٩

٢ . المسنداحمدبن حنبل، ج ٤، ص: ١٧٠

٣. المسنداحمدبن حنبل، ج، ٤، ص: ١٧٢،

٤. المسنداحمدبن حنبل، ج ٤، ص: ١٧٠،

٤. دلائل النبوه، ج ١، ص: ١٥٨

٥. الصحیح ابن حبان، ج، ١٤، ص: ٤٥٤، الرقم، ٦٥٢٣

١٢.الجامع الصحیح(المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ ﷺ)، کتاب الزھد، والرقائق، ج، ٤، ص: ٢٣٠٦، الرقم، ٣٠١٢

٦ . الصحیح ابن حبان، ج، ١٤، ص: ٤٥٥،

٧.سنن جامع ترمذی، کتاب المناقب، ج، ٥، ص: ٥٩٤، الرقم، ٣٦٢٨

٨. المسنداحمدبن حنبل، ج ٤، ص: ١٧٠ . ١٧٣

٨. مجمع الزوائد، ج، ٩ ص: ٥

٩ .الجامع الصحیح المسند المختصر من اموز رسول اللہ ﷺ، المناقب باب عمرابن خطاب، ج ٣، ص: ١٣٨٣، ٢.

٩ .الجامع الصحیح(المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدلعن العدل عن رسول اللہ ﷺ)، کتاب فضائل الصحابہ، ج ٤، ص: ١٨٨٠

١٠ . السنن النسائی، ج ٥، ص: ٥٥، الرقم، ٨١٩٠

Marfat.com

١١ .سنن جامع ترمذی، کتاب المناقب، ج،۵،ص:٥٩٠،الرقم ،٣٦٢٠

١١ . المصنف، ج٦،ص:٣١٧

١٢ .المعجم الكبير، ج،٢٤،ص:٣٩٠

١٢ . البدايه ولالنهايه، ج،٦،ص:٢٩٧

١٣ الجامع الصحيح المسند المختصر من امور رسول الله ﷺ، كتاب الجمعه ،ج،١،ص:٣١٥

١٣ .الجامع الصحيح(المسند الصحيح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله ﷺ)، كتاب صلاة الاستسقا،باب الدعا، ج ٢،ص:٩٨٦

١٤ .الجامع الصحيح المسند المختصر من امور رسول الله ﷺ، كتاب المناقب، ج٣،ص:١٣١٣،الرقم ،٣٣٨٩

١٤ .الجامع الصحيح، كتاب استسقا ،باب الدعا، ج٢،ص:٦١٤

١٥ . المسنداحمد بن حنبل، ج٦،ص:٧٦،الرقم ،٢٤٥١٥،

Marfat.com

﴿مصادر و مراجع﴾

نمبر شمار نام کتاب نام مصنف اشاعت

۱۔ احکام اسلام اور تحفظ ناموس رسالت، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور

۲۔ الاحادیث، المختارہ، محمد بن عبد الواحد بن احمد حنبلی، مکتبۃ النہضۃ الحدیثۃ مکہ مکرمہ سعودی عرب

۳۔ البدایہ و النہایہ، حافظ عماد الدین ابن کثیر، دار الفکر بیروت، لبنان

۴۔ التاریخ الکبیر، حافظ ابو القاسم علی بن حسین شافعی، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت

۵۔ الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، دار السلام ریاض سعودی عرب

۶۔ الجامع الصحیح (المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ ﷺ)، امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، دار السلام ریاض سعودی عرب

۷۔ السنن ابن ماجہ، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید، دار السلام ریاض سعودی عرب

۸۔ السنن النسائی، امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، دار السلام ریاض سعودی عرب

۹۔ السیرۃ البنویہ، حافظ عماد الدین ابن کثیر، دار احیاء التراث العربی بیروت

۱۰۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی، عبد التواب اکیڈمی ملتان

۱۱۔ الصارم المسلول، شیخ ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ، دار الفکر بیروت

۱۲۔ الصحیح ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد، موسسہ الرسالہ بیروت لبنان

۱۳۔ الصحیح، امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت

۱۴۔ العطور المجموعہ فی ذکر النبی الحبیب، محمد اقبال، مدینہ منورہ سعودی عرب

۱۵۔ القاموس الجدید، علامہ مجد الدین فیروز آبادی، ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

۱۶۔ المستدرک علی الصحیحین، امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، دار الفکر بیروت

۱۷۔ المسند، امام احمد بن حنبل، مکتب اسلامی بیروت لبنان

۱۸۔ المسند، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد، مکتبہ ایمان مدینہ منورہ، سعودی عرب

Marfat.com

نمبر شمار نام کتاب نام مصنف اشاعت

۱۹۔المصنف ،امام عبدالرزاق بن ہمام صنعائی ،مکتب اسلامی بیروت لبنان

۲۰.المعجم الاوسط ، سلیمان بن احمد بن ایوب ،مطبعہ المعارف ریاض سعودی عرب

۲۱.المعجم الکبیر ، حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد ایوب ،مطبوعہ العراق

۲۲۔المفردات فی غریب القران ،علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی ،ادارہ اسلامیات لاہور

۲۳.المنجد ،لوئیس معلوف الیسوعی ، ملک بک ڈپو لاہور

۲۴.المواھب الدنیہ ،علامہ احمد قسطلانی ،دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

۲۵۔امام جعفر صادق ،امام ابوزہرہ ،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

۲۶۔انوار نبوت ،محمد عمر حیات الحسینی ،ملا امام بوسن ٹرسٹ اڈا بند بوسن ملتان

۲۷۔آداب رسول ﷺ ،مولانا ابوالبشیر محمد صالح ،اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ ۱۹۸۰ء

۲۸۔بانگِ درا ،ڈاکٹر علامہ محمد اقبال اقبال اکادمی لاہور

۲۹۔تاج العروس ،سید محمد مرتضی حسینی زبیدی ،لمطبعه الخیریه مصر

۳۰۔تاریخ الخلفاء ،علامہ جلال الدین السیوطی ،شبیر برادرز اردو بازار لاہور

۳۱۔تاریخ الخمیس ،علامہ حسین بن محمد دیاربکری ،مطبوعہ مؤسسۃ شعبان بیروت

۳۲۔تاریخ مدینہ دمشق ،حافظ ابوالقاسم علی بن حسین شافعی ،داراحیاء التراث العربی بیروت

۳۳۔تبلیغی نصاب ،علامہ محمد زکریا سہارنپوری ،تاج کمپنی لاہور

۳۴۔تحفظ عقائد اہلسنت ،علامہ ظہیر الدین قادری ،فرید بک سٹال لاہور

۳۵۔تذکار رسالت ﷺ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ،منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور

۳۶۔تذکرے اور صحبتیں ،شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ،منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور

۳۷۔تشکیل کردار ،حجۃ الاسلام امام غزالی ،حاجی امداد اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ

۳۸۔تفسیر روح البیان ،علامہ اسماعیل حقی ،مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ بلوچستان

۳۹۔تفسیر مظہری ،قاضی ثناء اللہ پانی پتی ،مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ

Marfat.com

نمبر شمار نام کتاب نام مصنف اشاعت

۴۰۔تفسیر القرآن العظیم،حافظ عماد الدین ابن کثیر،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۴۱۔تفسیر روح المعانی،شہاب الدین سید محمد آلوسی،داراحیاء التراث العربی بیروت

۴۲۔تفسیر ضیاء القرآن،جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازھری،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۴۳۔تفسیر فیوض الرحمان،علامہ محمد فیض احمد اویسی،مطبعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

۴۴۔تفسیر کبیر،امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی،مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان

۴۵۔جواھر البحار،علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی،مطبوعہ مطبع المصطفی البابی مصر

۴۶۔حلیته الاولیاء وطبقات الاصفیاء،امام ابونعیم احمد بن عبداللہ شافعی،دارالاشاعت کراچی

۴۷۔دلائل النبوہ،مام ابی بکر احمد بن حسین البھیقی،دار الکتب العلمیہ بیروت

۴۸۔ذخائر محمدیہ ﷺ،امام محمد بن علوی المالکی،ضیاء القرآن پلیکیشنز لاہور

۴۹۔رسالہ قشیریہ،امام ابوالقاسم القشیر ی،ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

۵۰۔روزگار فقیر ،فقیر سید وحید الدین،لائن آرٹ پریس کراچی ۱۹۶۵ء

۵۱۔سبل الھدی والرشاد،علامہ محمد بن یوسف شامی،مطبوعہ مجلس اعلی قاہرہ مصر

۵۲۔سنن ابی داود،امام ابی داؤد سلیمان بن اشعث ،دار السلام ریاض سعودی عرب

۵۳۔سنن جامع ترمذی،امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی،دار السلام ریاض سعودی عرب

۵۴۔سنن دار القطنی،امام علی بن عمر دار قطنی ،مطبوعہ نشر السنہ ملتان

۵۵۔سیرت الرسول ﷺ،شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور

۵۶۔شان اولیاء،شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور

۵۷۔شرح العقائد،علامہ سعد الدین مسعود بن عمر،مکتبہ نور محمد کراچی

۵۸۔شرح صحیح مسلم،علامہ غلام رسول سعیدی،فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

۵۹۔شرح معانی الآثار،امام ابوجعفر احمد بن محمد طحطاوی،مطبوعہ مطبع مجتبائی کراچی

۶۰۔شمائل الرسول ﷺ،حافظ عماد الدین ابن کثیر۔مکتبہ ادارہ ندس بیروت

Marfat.com

نمبر شمار　نام کتاب　نام مصنف　اشاعت

۶۱۔شمائل مصطفیٰ ﷺ، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور

۶۲۔شہر مدینہ اور زیارت رسول ﷺ، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور

۶۳۔عرفان القرآن، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور

۶۴۔عشق رسول کریم ﷺ، علامہ نواز رومانی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۶۵۔عمدة القاری، علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد، مکتبہ امدادیہ ملتان

۶۶۔غنیتہ الطالبین، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی، پروگریسو بکس اردو بازار لاہور

۶۷۔فضائل حج، علامہ محمد زکریا سہارنپوری، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

۶۸۔فلسفہ احکام حج، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور

۶۹۔فیروز اللغات الحاج مولوی فیروز الدین فیروز سنز لاہور

۷۰۔کتاب اللمع فی التصوف، شیخ ابو نصر سراج، تصوف فاونڈیشن گنج بخش روڈ لاہور

۷۱۔کلیات اقبال، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، اقبال اکادمی لاہور

۷۲۔کنز الایمان، امام احمد رضا خان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۷۳۔کنزل العمال فی سنن الافعال و الافعال، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی، مکتبہ امدادیہ ملتان

۷۴۔لسان العرب، علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

۷۵۔مثنوی مولانا روم، مولانا جلال الدین رومی، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور

۷۶۔مجمع الزوائد، حافظ نور الدین علی بن بکر الھیشمی، دار الکتاب العربی بیروت لبنان

۷۷۔مدارج النبوت، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، مکتبہ اسلامیہ لاہور

۷۸۔مسند ابی یعلی الزوائد، حافظ احمد بن علی المثنیٰ، دار المامون التراث بیروت

۷۹۔المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد بن ایوب، مطبعۃ الزہرہ الحدیثہ موصل، عراق

۸۰۔مقام مصطفیٰ ﷺ محمد انوار اللہ، فدیان ختم نبوت، خوشاب

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	اشاعت

۸۱۔موضوعات کبیر، ملا علی بن سلطان محمد القاری، مطبع مجتبائی دہلی

۸۲۔موطا، امام انس بن مالک، فرید بک سٹال لاہور

۸۳۔نسیم الریاض، علامہ احمد شہاب الدین خفاجی، دار الفکر بیروت لبنان

۸۴۔وفا الوفا، علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت

Marfat.com

﴿مصنف کے قلم سے﴾

☆ اسلام میں ذاتی دفاع کا تصور (2005ء)

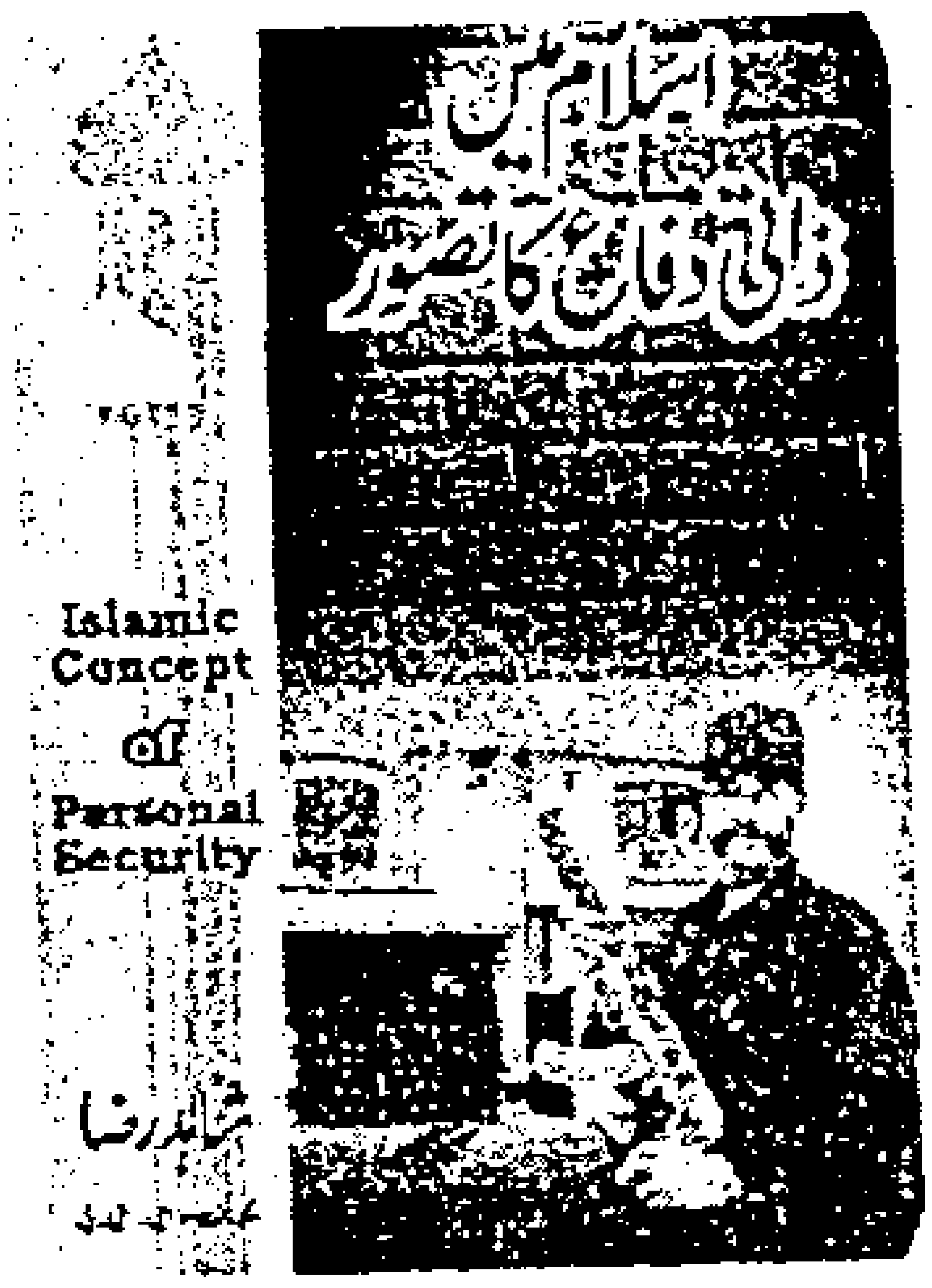

۱۔ توکل کا بیان

۲۔ توکل اور جان ومال کی حفاظت

۳۔ قرآن مجید میں سیکورٹی کا حکم

۴۔ احادیث مبارکہ میں سیکورٹی کرنے کے ثبوت

۵۔ حضور اکرم ﷺ کے سیکورٹی گارڈز

۶۔ مساجد اور شہر کی حفاظت کے لیے سیکورٹی کا نظام

۷۔ فیملی کے لیے سیکورٹی کا بندوبست

۸۔ خلافت راشدہ کے ادوار میں سیکورٹی کا نظام

۹۔ سرحد کی حفاظت کا حکم

۱۰۔ پہرہ دینے کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

۱۱۔ جاسوسی کا نظام

۱۲۔ آئین پولیس میں سیکورٹی کا نظام

☆ سماع موتی، زیارت قبور اور ایصال ثواب کے احکام (زیر طبع)

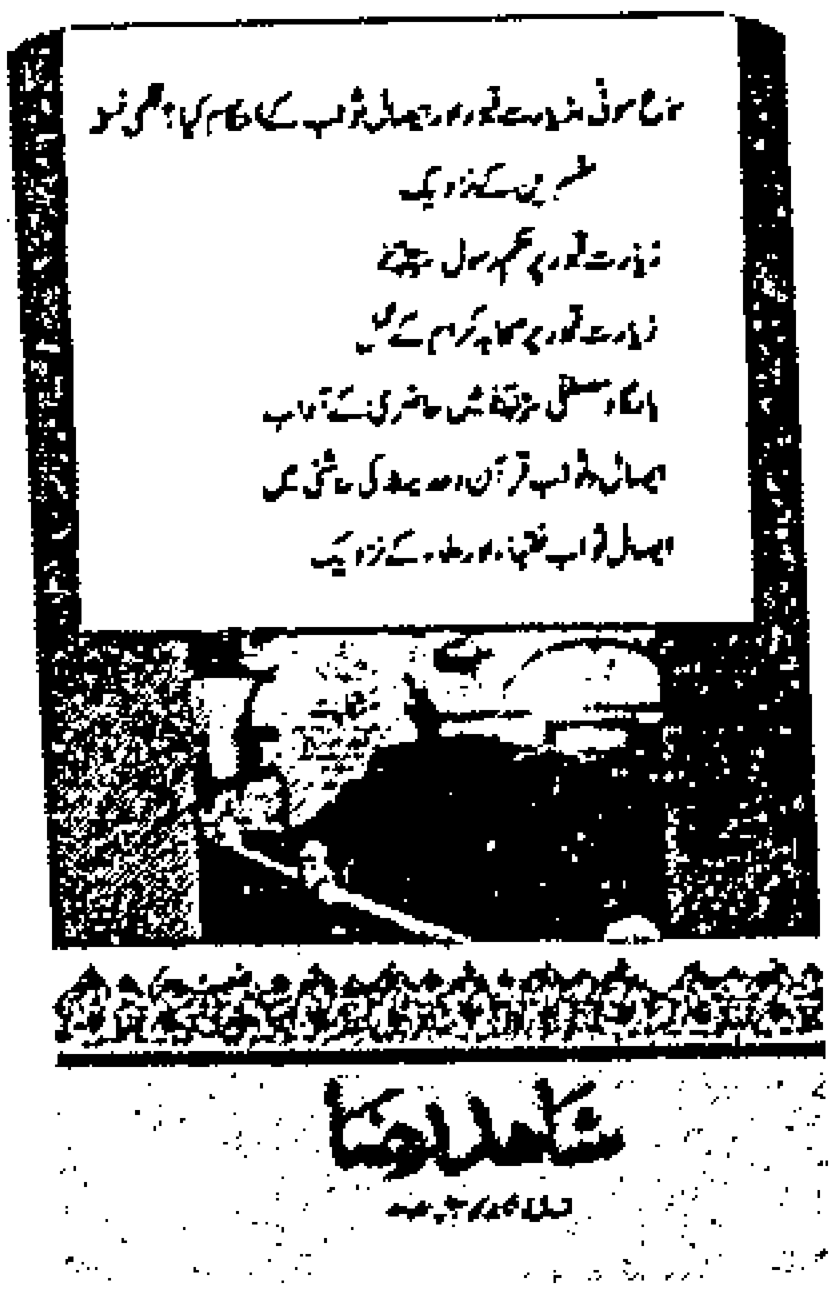

۱۔ فَاِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی کی تفسیر، مفسرین کے نزدیک

۲۔ زیارت قبور پر حکم رسول ﷺ

۳۔ زیارت قبور پر صحابہ کرام کے عمل

۴۔ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کے آداب

۵۔ ایصال وثواب قرآن وحدیث کی روشنی میں

۶۔ ایصال ثواب فقہاء اور علماء کے نزدیک

Marfat.com

Marfat.com

حضرت عثمان غنیؓ کا دل محبت وادب مصطفیٰ ﷺ سے اس حد تک معمور تھا کہ جب آپ کو نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر سفیر بنا کر مکہ بھیجا تو آپؓ نے کفار مکہ کی اجازت کے باوجود آقا ﷺ کے بغیر طواف کعبہ کرنے سے انکار کر دیا۔ گویا آپؓ نے بیت اللہ شریف کے طواف کرنے کے مقابلے میں (جو عبادت میں داخل ہے) حضور ﷺ کے ادب کو افضل جانا

﴿سنن ترمذی: ج،۵،ص:۶۷۵﴾

حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے حضور ﷺ سے زیادہ عمر کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ بڑے تو آقا تاجدارِ کائنات ہی ہیں بس میری ولادت پہلے ہوئی تھی

﴿کنزل العمال فی سنن الافعال و الافعال : جلد ۱۳ ص ۳۲۱﴾

حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ کا عمداً نماز عصر کو ترک کر دینا محض اس خیال سے کہ اگر میں نے اپنا زانو ہلایا تو حضور ﷺ جو میری گود میں سر رکھے آرام فرما رہے ہیں بیدار ہو جائیں گے اور آپ ﷺ کے آرام میں خلل آجائے گا۔ لہذا آپ نے محض حضور ﷺ کے ادب کی وجہ سے زانو کو نہ ہلایا حتیٰ کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

﴿المعجم الکبیر، ج،۲۴،ص:۳۹۰﴾

297.9924 ش 25 ا
14956-U-67

Marfat.com

ادبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہی حقیقتِ ایمان ہے

شاہد رضا

ایل ایل بی، ایم ایس سی، ایم فل اسلامیات

Marfat.com